سوانح عمری

حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی - ایم - جی

مرتبہ

عالیجناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی وسابق
پروفیسر میور سنٹرل کالج وفیلو الہ آباد یونیورسٹی دام برکاتہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

فہرست مضامین حصۂ اول

———*———

HAJI MOULVI MOHAMMED SAMEE-ULLAH.
KHAN BAHADUR, C.M.G.

شجرہ
١
حضرت علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ
٢
حضرت محمد حنیف رح
٣
حضرت عبد المنان
٤
حضرت بطل غازی
٥
عبد الفتاح غازی
٦
حضرت ملک
آصف غازی
٧
ملک احمد شاہ
غازی
٨
شاہ عمر غازی
٩
شاہ ابراہیم غازی
١٠
شاہ خلیل غازی
١١
شاہ عبد المنان
ثانی غازی
١٢
محمد شاہ غازی
١٣
شاہ یعقوب غازی
١٤
شاہ اسحٰق غازی
١٥
شاہ طیب غازی
١٦
محمد اسمٰعیل خان
١٧
محمد فضل خان غازی
١٨
محمد جان خان
١٩
محمد امین خان
٢٠
محمد احسان خان غازی
٢١
محمد عبد اللہ خان
٢٢
حاجی محمد عمر خان
٢٣
محمد رحمٰن خان
٢٤
حاجی محمد رحیم خان
٢٥
محمد عبد اللہ خان
٢٦
محمد عابد اللہ خان
٢٧
محمد رحمٰن خان ثانی
٢٨
محمد رحمت خان
٢٩
محمد حامد خان
٣٠
محمد امان خان
٣١
محمد جان خان ثانی
٣٢
محمد احمد خان عرف حاجی شیخ احمد
٣٣
محمد عزیز اللہ خان
عرف میاں محمد خان
٣٤
حاجی محمد سمیع اللہ خان
سی-ایم-جی
٣٥
محمد حمید اللہ خان افضل العلماء
نواب سر بلند جنگ
٣٥
محمد مجید اللہ خان
بیرسٹر ایٹ لا

دیباچہ

یہہ ہمارا ضروری فرض ہی کہ حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ ایم۔ جی مرحوم کی گران بہا سوانح عمری کو آئینہ بنا کے اُن کامونکو دکھائین جنکی زمانہ حال مین مسلمانونکو اپنی ترقی۔ بہبودی۔ آسودگی و تونگری و آسایش و آرام کیلیے اشد ضرورت ہی۔ مولوی صاحب کا مسلمانون پر یہہ بڑا احسان ہی کہ اپنی بزرگ زندگی مین اُنھون نے اُن نیک کامونکو کرکے دکھایا ہی کہ جنکی پیروی کرنیسے مسلمانون کا دنیا اور عقبی مین بھلا ہوگا۔ کل ہندوستان مین ایک مسلمان بھی نہین کہ جسکے نام کے اول مولوی اور حاجی اور آخر مین سی۔ ایم۔ جی لکھا جاتا ہو۔ حاجی اور مولوی کو تو سب مسلمان سمجھتے ہین کہ وہ کس شخص کے نام کے ساتھ منسوب کیے جاتے ہین۔ مگر سی۔ ایم۔ جی کو شاید لوگ کم سمجھتے ہین کہ یہ حاجی کا ہم قافیہ کیا معنی رکھتا ہی۔ اسکا حال یہہ ہے کہ وہ ممالک یورپ مین اعلی درجے

خطابات مین سے ایک خطاب ہی جو بادشاہ کی طرف سے اُن کارپردازانِ سلطنت کو دیا جاتا ہی جو اسکی مملکت سے باہر کسی ملک مین جاکر بادشاہ اور اپنے ملک کی بزرگ خدمات بجالاتے ہین۔ سرکار نے مولوی صاحب کو مصر کی پولیٹکل خدمات کے جلدو مین یہہ خطاب مرحمت کیا تھا۔ پس جو شخص فقط ان خطابات پر نظر کریگا وہ سمجھ جائیگا کہ اُنکی ذات نیک صفات مین دین و دنیا کی دونو خوبیان جمع تھین۔ وہ دین کے سارے چھوٹے بڑے کام قرآن اور حدیث کو اپنے پیشِ نظر رکھکر کرتے تھے۔ فرائض مذہبی کے ادا کرنےمین احکام خدا کی پوری اطاعت ملحوظ رکھتے تھے اُنکو دلی نفرت تھی کہ وہ اپنے قدیمی مذہب مین بدعتین ایجاد کرین۔

حاجي مولوي محمد سميع الله خان بهادر
سي-ايم-جي
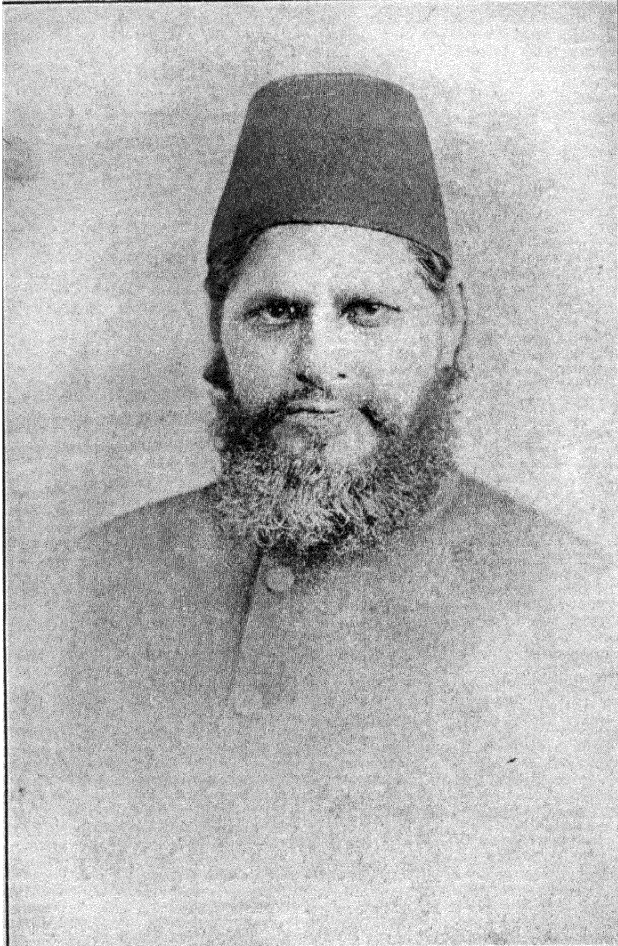
Haji Moulvi Mahomed Samee-Ullah, Khan Bahadur, C.M.G.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

خاندانی حالات

آپ کے خاندان کا جو نسب نامہ اس کتاب کیساتھ منسلک ہی اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپکا سلسلۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہ خلیفۂ چہارم سے چونتیسوین پُشت مین ہی۔

آپکے جد اعلیٰ کا عرب سے ہندوستان آنا۔

آپکے ایک مورث حضرت بطل غازی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری مطابق نوین صدی عیسوی مین مسلمان حملہ آورونکے ساتھ حق سبحانہ تعالی کے فرمان قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کی متابعت مین سرزمین عرب کو چھوڑ کر ہندوستان تشریف لائے تھے اور شہر ملتان مین سکونت پذیر ہوے تھے۔

سید جلال الدین بخاری سے تعلق خاندانی

(نوٹ:۔ سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی رح کے

خلفائے کرام سے ایک جلیل القدر خلیفہ تھے آپکا نسب نامہ مبارک نوین پشت مین
حضرت امام محمد نقی علیہ السلام سی ملتاہی حضرت موصوف پہلے پہل بخارا سی بھکر تشریف
لائے پھر وہان سے ملتان کو رونق بخشی یہان شیخ بہاءالدین ذکریا کی خدمت مین
باریاب ہوئے اور عرصہ دراز تک اُنکی خدمت مین رہ کے فیوض ظاہری و باطنی سی
بہرہ مند ومالامال ہوئے۔ حضرت شیخ سے خرقہ خلافت پایا اور اُن ہی کے ارشاد
وایما سے اوچ کی بود وباش اختیار کی۔

حضرت سید جلال الدین بخاری کے پانچ فرزند تھے پہلے سید علی۔ دوسری سید جعفر
بادشاہ بخارا کے نواسے۔ ان دونومین سے سید جعفر نے بخارا کی سکونت پسند کی
اور بخارا جاکے تازیست پھر کبھی ہندوستان نہین پلٹے تیسرے سید احمد کبیر
بی بی فاطمہ بنت سید بدرالدین بھکری کے بطن مبارک سی تھے چوتھے سید صدرالدین
پانچوین سید بہاءالدین جو محمد معصوم کے لقب سی مشہور تھے۔

جب سید جلال الدین رح نے بخارا سی سیر وسیاحت کیلیے سفر اختیار کیا توسب سے
پہلے نجف اشرف مین حاضر ہوی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مزار پرانوار کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسکے بعد مدینہ منورہ مین حاضر ہوکے حضرت
سرور کائنات علیہ الثنا والتحیات کے روضہ اقدس کی عتبہ بوسی کا شرف حاصل کیا
پھر وہان سے مکہ معظمہ (زاد اللہ شرفاً وتعظیماً) گئے اور فریضہ حج ادا کیا۔ ان حسنات کے
حصول سے فارغ ہوکر دنیا کے اور اور مقامات کی سیر وسیاحت مین مشغول ہوئے

اور جب سیر و سیاحت سے فرصت اور سیری ہوئی تو پھر ملتان آئے۔ اثنار سفر مین ہزار ہا مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کی اور اُسے راہ راست دکھائی۔

حضرت کی ولادت باسعادت ۵۹۵ھ مین ہوئی اور ۶۹۰ھ مین وفات پائی۔ آپکا سن شریف پچانوے سال کا تھا۔ تاریخ ولادت "آفتاب جلالِ والاجاہ" اور تاریخ وفات "آفتابِ اہلِ یقین" ہے۔ بمقام اوچ آپ نے انتقال فرمایا اور وہین آپکا مزار پُرانوار بنا۔)

جب حضرت ممدوح نے ملتان کا سفر کیا تو خاندان علوی کے بزرگ حضرت شاہ طیب غازی نے جو آپکے ہم جد تھے باہمی اتحاد وارتباط وارادتمندی کو ترقی دی۔

حاجی شیخ احمد کا استغنا اور علم و فضل۔

یون تو یہہ کل خاندان زہد و ورع اور تقوی مین درجۂ خاص رکھتا تھا اور ارد گرد کے مقامات کے باشندونکو اس تمام خاندان سے عقیدت و ارادتمندی حاصل تھی لیکن بارہوین صدی ہجری مین اس خاندان کے ایک رکن رکین شیخ احمد صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام خاندان کے لوگون مین اپنے علم و فضل کی وجہ سے ممتاز تھے۔ آپکی طبیعت مین استغنا اس درجہ تھا کہ دنیا کے مال و متاع کی کبھی آپکو پروانہ ہوتی تھی۔ چنانچہ حج بیت اللہ کو چلتے وقت آپنے اپنی تمام ملک و املاک اور اثاث البیت اپنے خاندان کے دوسرے اراکین کو دے ڈالا۔

حاجی شیخ احمد کی دہلی مین سکونت

جب دولتِ حج سے متمتع ہو کر آپ تخمیناً ۱۱۸۳ و ۸۵ھ م ۱۷۷۰ و ۷۵ء مین واپس تشریف لائے اور سفر وطن کی منزلون مین آپکی ایک منزل دہلی مین ہوئی تو اسوقت

شاہ عالم دہلی کے تخت پر جلوس فرماتھے اور مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز تھے۔ آپکے علم و فضل اور زہد و تقوے کے باعث مولانا فخر الدین نے شاہ عالم کے ایماسے آپکو دہلی مین ٹھیرالیا اور آپنے بھی خدائے عزوجل کے فرمان أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ کی تعمیل کے خیال سے بادشاہِ وقت کے کہنے کو نہین ٹالا۔

شیخ احمد صاحب کو جاگیرات کا ملنا

شاہ عالم نے اضلاع رہتک اور میرٹھ مین گزر اوقات کے لیے معقول محاصل کی اُنھین جاگیرین عطا کین۔

شیخ احمد صاحب کے بعض معاصر

دہلی کو صرف مملکت ہند کے پایہ تخت ہونے ہی کی عزت نہین حاصل تھی بلکہ وہ دنیا مین مسلمانون کا دار العلم بھی مشہور تھا اور اسلامی علم و فضل کے مرکز بننے کا بھی اُسے فخر حاصل تھا۔ صدہا بزرگ دہلی کی خاک پاک سے یکے بعد دیگرے اُٹھے تھے جنمین سے بعض بزرگان دین مثل شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا فخر الدین صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب۔ حضرت خواجہ میر درد۔ حضرت مظہر جان جانان۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب خلیفہ مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ۔ حاجی شیخ احمد صاحب علوی کے ہمعصر تھے۔

وعظ اور اُسکا اثر

چونکہ حاجی صاحب ایک جید عالم تھے اور حدیث و تفسیر پر آپ کو عبور حاصل تھا اسلیے مدرسۂ ارادت مند خان اور نیز دوسرے موزون و مناسب مقامات پر آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ وعظ مین ہزارہا سامعین ذوق و شوق و ارادتمندی سے

شریک ہوتے تھے۔ زبان مین اللہ تعالی نے ایسی تاثیر عطا فرمائی تھی کہ پند و نصیحت کی باتین سُنکر کفار دائرہ اسلام مین داخل ہوئے بغیر نہین رہتے تھے۔

دہلی مین اس خاندان کے قیام کی ابتدا

چونکہ حاجی صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہ خلیفۂ چہارم کی اولاد مین سے تھے اور زہد و تقوی اس پایہ کا تھا کہ اُنھون نے نقاب پوشی اختیار کر لی تھی جس کے اسرار سے اہل تصوف ہی خوب واقف ہین۔ اسلیے دہلی کے شریف اور نجیب خاندانون نے آپ سے رشتے ناتے بڑے فخر کے ساتھ کیے۔ چنانچہ قاضی القضاۃ دہلی کے خاندان مین خواجہ نعمت اللہ خان کی صاحبزادی سے آپکا عقد ہوا۔ جس سے دہلی مین آپ کے خاندان کے قائم ہونیکی بنیاد پڑی۔

آپ کا انتقال بمقام دہلی ہوا۔ آپکا اور آپکی اہلیہ کا مزار قدم شریف کے قریب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جوار مین ہی۔ اسوقت تک یعنی ۱۹۰۹ء مین جو مسجد درگاہ مین موجود ہی اُسکی مغربی دیوار سے تخمیناً ۱۰ گز کے فاصلہ پہ آپ کا مزار ہی جسپر آپکے نام کا کتبہ لگا ہوا ہی۔ درگاہ کی جیسی خراب و خستہ حالت اسوقت ہے ایسی اُسوقت نہ تھی بلکہ اُس زمانہ مین قدم شریف اور خانقاہ کا درمیانی حصہ فقرا اور درویشونکے حجرون سے معمور تھا۔

اس خاندانکی وقعت اور اسکا رسوخ

یہہ خاندان صرف سلطنت مغلیہ ہی کے دور مین ذی وقعت و مرتبت اور رسوخ یافتہ نہین رہا ہے بلکہ انگریزی عملداری ہونے پر بھی اس خاندان کی وہی عظمت و عزت قائم رہی۔ اور وہی رسوخ و اثر بحال رہا۔

حاجی صاحب کی اولاد کا سرکار انگریزی کی خدمات پر پہنچنا

گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے بعد حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزندون مین سے ایک فرزند مولوی برکت اللہ خانصاحب جن کا ۲۲ ربیع الاول ۱۲۵۳ھ کو انتقال ہوا ریواڑی مین صدرامین تھے۔ دوسرے مفتی خلیل اللہ خانصاحب جن کا یکم جمادی الاول ۱۲۵۳ھ کو انتقال ہوا دہلی مین مفتی تھے اور تیسرے صاحبزادے حافظ منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب جو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے والد بزرگوار تھے ممالک محفوظہ کی نامور پولیٹکل ایجنٹ جنرل اختر لونی Genl. Achterlony. اور کپتان جارج برچ Capt. George Birch کے ہندوستانی نائب تھے جو اُس زمانہ مین میر منشی کہے جاتے تھے اور اسی وجہ سے منشی مشہور ہو گئے۔ آپ عرصہ تک ریاست ناہن مین پولیٹکل ایجنٹ بھی رہے۔ آپ نے اپنی مفوضہ خدمتو کو جس بے لوثی کے ساتھ انجام دیا اُسکا اظہار ذیل کی تحریر سے ہوتا ہی جو راجگان متعلقہ کی وکلاء اور دیگر وابستگان نے بطور وثیقہ لکھکر دی تھی۔

صداقت نامہ

مایانکہ تمامی وکلاء سرکار ہر چہار راجہ و دیگر برادران صغار و کبار علاقۂ ملک محفوظہ حاضر کچہری کرنال ایم۔

چون از روزیکہ خانصاحب منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب ملو بعنایت بندگان حضور خداوندنعمت جارج برچ بہادر دام اقبالہ سرفراز و مامور کار کچہری ملک محفوظہ گردیدہ لغایت نہضت فرمائی حضور ممدوح بولایت خاص خود از وضیع و شریف مایان ہرگونہ بے لوث طمع و رشوت و نذرانہ وغیرہ بودہ طریقۂ حسن اخلاق و حفظ مراتب ہر یک از مایان

علی قدر منزلت سرکار موکلانم بکمال کشادہ پیشانی و مہربانی مرعی و مبذول داشتہ از بس مشکور داشتند و نیز لغایت عرصہ اجلاس معدلت اساس حضور ممدوح غیر از یک روپیہ نذرانہ رسم ضیافت روز اول کہ بوقت ورود ڈیرہ در مساکن و اماکن خاص ہر کدام راجہ و برادران اکابر علی قدر حال استعداد خودہا کہ معمول قدیم بودہ است باجات آقائے نامدار خویش لغایت آخر سنہ ۱۸۲۰ع کہ موقوفی و ممانعت قطعی این امر نہ بودہ است ملوث و منتفع نگردیدہ اند۔ و از روزیکہ من ابتدائے سنہ ۱۸۲۱ع احکام انسداد و ممانعت این امر یک روپیہ نذر رسم و ضیافت فرحات مرقوم الصدر بمقام ورود شہر دہلی ایراد یافتہ بنا بر قطعاً باخذ آنہم × × × احتیاط دست کش و محترز گردیدہ اند۔ از آنجا کہ ہر یک از ماہان نسبت دیگری بنظر تہذیب و اخلاق منشی صاحب ممدوح زیادہ از حد شاکر و رضامند است لہٰذا از خود بے تکلیف درخواست منشی صاحب معظم الیہ قطعہ قرطاس ہذا جہت تطہیر و تمیز بہر اوقات حال و استقبال شان از قید تہمت ہر ہم عقائد خودہا نوشتہ دادیم کہ پیش صاحبان عادل منصف بلا حجت سند موثق باشد۔

مرقوم تاریخ ہشتم ذی حجہ سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق ششم ماہ سپٹمبر سنہ ۱۸۲۱ع

نلونت سنگہ وکیل سرکار پٹیالہ غلام حسن الزمان وکیل سرکار نابھہ مہر وکیل سرکار جیند ملک شیر خان ولد زبردست خان وکیل سرکار کیتھل امام بخش وکیل سرکار دیگر مہر بدستخط خاص سردیال وکیل احمد علیخانصاحب کوٹلہ والہ مکاکیوان تھانیسر وکیل مذکور

جنرل اختر لونی کو حافظ منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب پر بیحد اعتبار تھا اور انھیں بہت

عزیز رکھتے اور اُنکی بڑی قدر کرتے تھے - ذیل مین وہ چٹھیان درج کی جاتی ہین جو جنرل
اختر لونی نے گورنر جنرل وقت کو آپکی تعریف مین لکھی تھین - اور اُنکے جواب مین
جو چٹھی گورنر جنرل کے سکرٹری نے بھیجی تھی اور بہت سے کاغذات اور صداقت نامے
تھے جو غدر ۱۸۵۷ع مین تلف ہو گئے -

Extract of a letter from General David Ochterlony Bt. K.C.B. to Mr. J. Adam, Acting Secretary to Government. Dated the 25th January 1817.

I can not however transmit these letters and proceedings without soliciting the permission of his Lordship, to bestow on Azeezoollah Khan some trifling present as a mark of the approbation to which I hope he will be thought entitled by the discovery and disclosure of the intentional concealment of so large a portion

of the revenues and by his prudence in calming the commotion which the folly of the Rani was calculated to excite.

ترجمہ چٹھی جنرل اختر لونی بہادر کے سی بی موسومہ مسٹر آڈم قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۱۷ء

"مین یہہ مراسلات اور کارروائی حضور گورنر جنرل بہادر سے اس امر کی استدعا کیے بغیر پیشکش خدمت نہین کر سکتا کہ عزیز اللہ خان کو اظہار خوشنودی کے طور پر کچھ نہ کچھ انعام مرحمت فرمانیکی اجازت صادر فرمائی جائے کیونکہ اُنھون نے مالگزاری کی اُس کثیر رقم کا پتہ لگایا ہے جسکو رانی نے قصداً چھپایا تھا اور اُس شور و شر کو دبایا ہے جسکے مشتعل ہونیکا رانی کی حماقت سے اندیشہ تھا۔"

Extract of a letter from Mr. Adam Secretary. Dated 15th February 1817.

His Lordship in Council is pleased to approve of your suggestion with regard to bestowing some presents of inconsiderable

value on Uzeez Oollah and you are accordingly authorized to exercise your own discretion in that respect reporting to me the amount of the expenses incurred which will be passed to your account.

True Extract.

(Signed) Political Agent.

ترجمہ چھٹی مسٹر آدم سکرٹری گورنر جنرل موسومہ جنرل اختر لونی۔

مورخہ ۱۵ فبروری ۱۸۱۷ء

"حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل آپکی یہہ تحریک منظور فرماتے ہین کہ عزیز اللہ خان کو کچھ نہ کچھ انعام عطا کیا جائے۔ اور اس بارہ مین آپکو اختیار عطا فرماتے ہین کہ آپ اپنی صوابدید سے کام لین۔ عطائے انعام کے متعلق جو اخراجات عائد ہون اُنسے اطلاع دی جائے تاکہ وہ آپ کے حساب مین شریک کرائے جائین"

علاوہ اسکے ۱۸۲۳ء مین بھی آپکی سفارش عمدہ الفاظ مین کی گئی تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل چھٹی سے ظاہر ہوگا۔

ترجمہ چٹھی مسٹر ولیم + + جہلم پنجاب موسومہ مسٹر ایف۔سی۔اسمتھ۔مقام میرٹھ
مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۲۳ء

"مجھے ایک منشی کے متعلق سفارش موصول ہوئی ہی جو سابق مین کپتان برچ پولیٹیکل ایجنٹ کرنال کے یہان ملازم تھے۔اب جبکہ مین نے یہہ سنا کہ آپ مرادین ہین تو یہہ دوستی کے خلاف سمجھا گیا کہ شخص مذکورہ بالا کا ذکر آپ سے نہ کیا جای جنکا نام عزیز اللہ خان ہی۔اگر آپ کو ایسے شخص کی ضرورت ہی تو غالباً یہہ آپکے بہت کارآمد ہونگے کیونکہ جنکے یہہ پہلے ماتحت تھے اُنسے اِنھون نے غیر معمولی تعریفی سند حاصل کی ہی۔علاوہ براین اُنکی سفارش مجھسے ایک ایسے شخص نے کی ہی جنکی رائے پر مجھکو بہت وثوق اور اعتماد ہی۔"

ریاست الور مین قیام

حافظ صاحب کو بیکاری پسند نہ تھی بعد ختم ملازمت سرکاری تھوڑی دنون تک غالباً ۱۸۴۵ء کی قریب زمانہ مین راجہ صاحب الور کے خاص مشیرون مین بھی شریک رہی اور تقریباً ۱۸۴۹ء مین وہ الور سے بھی چلے آئے۔بوجہ منشی صاحب کے پولیٹیکل تجربہ کے اس زمانہ مین سرکار انگلیشیہ اور ریاست الور کے تعلقات نہایت اچھے رہے۔اس عرصہ مین اکثر عہدہ داران ریاست کے حسابات جانچے گئے تھے تو اُنمین غلطیان پائی گئین اور ریاست نے سب سے رقم بطور ڈنڈ یا جرمانہ وصول کی تھی لیکن منشی صاحب کے متعلق جتنے کارخانے تھے اُنکے حسابات نہایت صحیح پائے گئے اور اُنکو بہت عزت کے ساتھ ہر مطالبے سے ریاست نے مستثنیٰ کیا

عزیز اللہ خانصاحب کا انتقال۔

حافظ صاحب کا انتقال ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ م ۱۸ جنوری ۱۸۵۴ء کو دہلی مین ہوا جہان اُنھون نے اپنی اخیر عمر عبادت الٰہی و تلاوت قرآن شریف مین بسر کی چنانچہ مجھے اپنے بچپن کے زمانہ کا خیال ہے کہ اُنکو قرآن شریف کا اسقدر شوق تھا کہ اُنھون نے اپنے قدیم داروغہ کریم بخش کے لڑکے کو خود قرآن شریف حفظ کروایا تھا اور جب اُنکی نصیحت پر عمل کرکے میرے دوست سمیع اللہ خان نے تھوڑے سے عرصہ مین چند پارے قرآن شریف کے یاد کرلیے تو منشی صاحب بے حد خوش ہوئے تھے کہ وہ باآسانی حافظ ہو جائینگے۔

عزیز اللہ خان صاحب کا مزار

منشی صاحب کا مزار دہلی دروازہ کے باہر مہندیون مین شاہ عبد العزیز صاحب شکر بار کے مزار کے قریب ہی جہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے مزارات ہین۔

دہلی مین آپکا مکان۔

دہلی مین آپ کا مکان اُس محلہ مین تھا جہان اب قلعۂ معلی کے سامنے پریڈ کا میدان ہے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کا مزار بھی وہین ایک گچ اور چونہ کے چبوترہ پر ہے جس پر نہ چھت ہے اور نہ سائبان۔ صرف لکڑی کا ایک سبز کٹہرا اُس مزار کو محیط ہے۔ اس چبوترہ کا عرض شرقاً و غرباً ۱۳ قدم اور طول شمالاً و جنوباً ۲۲ قدم ہے۔ بالین مزار یہہ قطعہ کندہ ہے۔

فضل و کمال خویش بود — مرہم قلب ریش بود
سال وصالش گفتہ ہاتف — قطب زمانۂ خویش بود

چونکہ اُس مکان کی تعمیر بزرگونکی توجہ سے ہوئی تھی اُسکے استحکام کی یہہ حالت تھی کہ زمانۂ غدر مین بہت سے مکانات توتوپونکے گولونکی زد سے مسمار ہوگئے لیکن یہہ اپنی حالت پر قائم رہا جس جگہ گولہ پڑتا تھا دھنس کے رہ جاتا تھا اور عمارت کو نہین گراتا تھا۔

غدر فرو ہونیکے بعد خاندان کے لوگونکو اُس مکان مین رہنے کی اجازت بذریعہ چٹھی ذیل دی گئی تھی لیکن ۱۸۵۸ء مین پریڈ کیلیے میدان نکالنے کی غرض سے اس موقع کے تمام مکان منہدم کردیے گئے اور اُس مکان کے منہدم ہونے پر جو بڑی حویلی کے نام سے مشہور تھا اُنکے خاندان کے لوگ دہلی دروازہ کیطرف اپنے دوسرے مکانات مین منتقل ہوآئے۔

اجازتی چٹھی

نمبر ۴۰ نقل چٹھی اجازتی کاغذ قیمتی ۸ر

شجاعت نشان کوتوال شہر دہلی کے بعافیت رہو۔

عرضی محمد علیم اللہ خان برادر عمزاد نواب امین اللہ کی بدرخواست اجازت آباد ہونے متعلقان مفصلۂ ذیل ذات اپنی کے مکان شہر مین اور عطا ہونے ٹکٹ نو آبادی کے ملاحظہ ہوئی۔ اسیلئے تمکو لکھا جاتا ہے کہ سائل کو اپنے مکان مین مع مردم مصرحۂ ذیل کے آباد ہونے دو۔

مرد	زن	اطفال	کل
۵	۱۰	۵	۲۰

باب دوم

ولادت ۔ طفولیت ۔ تربیت اور عام تعلیم و شوق تصنیفات

منشی حافظ محمد عزیز اللہ خان صاحب کے دو بیٹے تھے بڑے محمد علیم اللہ خان عرف میان احمد جان اور دوسرے محمد سمیع اللہ خان عرف میان محمود جان جو ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے تھے اُنکا تاریخی نام آغا مرزا (۱۲۵۰ھ) نکلا تھا۔ منشی صاحب کو اپنے بیٹونکی دماغی اور جسمانی تعلیم کا خیال ایسا تھا کہ اُس زمانہ کے شرفا کو کمتر ہوتا تھا اُنکی یہہ دلی تمنا تھی کہ میرے لڑکونکی تعلیم ایسی ہو کہ نیک ۔ عاقل ۔ عالم ہون اور اسکے ساتھہ ہی توانا و تنومند و شہسوار بھی ہون۔

طباعی و ذہانت

چھوٹے بیٹے محمود جان اوائل عمر سے ایسے طباع ۔ ذکی اور ذہین تھے کہ اُنکی تعلیم مین منشی صاحب حسب تمنائے دلی کامیاب ہوے۔

تعلیم قرآن شریف

دستور کے موافق بسم اللہ خوانی کے بعد اُنکے واسطے قرآن مجید پڑھانیکے لیے استاد نوکر رکھا گیا ۔ چونکہ اُن مین ایسی خداداد ذہانت تھی کہ دوسرون مین کمتر ہوا کرتی ہے اُنھون نے آٹھ نو برس کی عمر مین سارا قرآن شریف ناظرہ پڑھ لیا آواز اچھی تھی قرآن خوب یاد تھا اسیلیے وہ قرآن شریف کو نہایت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

فارسی و خطاطی کی تعلیم

جب قرآن ختم ہوچکا تو مولوی محمد حسین صاحب فارسی کی تعلیم کیلیے مقرر ہوئے۔

خوش خطی کی شوق

خط کی اصلاح جب تک تختی پر لکھتے رہے اپنے عمزاد بھائی عظیم اللہ خان سے لیتے تھے جب وصلی پر لکھنے لگے تو میان امیر پنجہ کش خوشنویس دہلی سے جو ہندوستان مین بے مثل خوشنویس تھے لینی شروع کی۔ ہاتھ مین خوشنویسی کی صلاحیت تھی تھوڑے دنون مین خوشخط ہو گئے اور اپنے ہم عمرون سے خوشنویسی مین سبقت لے گئے۔

عربی تعلیم

جب فارسی زبان مین اچھی طرح عبارت و خط کا لکھنا پڑھنا آگیا تو عربی سوافق سلسلۂ نظامیہ کے پڑھنی شروع کی۔ لائق مولوی کو نوکر رکھ کر ابتدائی صرف و نحو کی کتابین بہت جلد ختم کر دین۔

مولوی سید محمد اور مولوی مملوک علی سے تلمذ۔

عربی پڑھانے کیلیے ذی استعداد معلم ایسے کم ملتے تھے جو معلمی کی نوکری کرین اسلیے اُنھون نے مولوی سید محمد صاحب مدرس دوم اور مولوی مملوک علیصاحب مدرس اول عربی دہلی کالج سے اُنکے مکانون پر جا کر پڑھنا شروع کیا جو اُنکے مکان سے فاصلہ پر تھے۔ دہلی کالج مین گرمیونکے موسم مین درس کا وقت صبح کے چھ بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا تھا اسیلیے وہ اسوقت مین تو اُن مولویون سے پڑھ نہین سکتے تھے دوپہر کے بعد اُنکے پڑھنے کا وقت ایک یا دو بجے ہوتا تھا۔

علمی شوق

شوق کا یہہ عالم تھا کہ وہ گرمی کے موسم مین باوجود گھر پر سواری ہونے کے پڑھنے کیلیے اکثر پیدل جاتے تھے۔ مولوی سید محمد صاحب سے اُنھون نے کافیہ

اور شرح مُلّا اور مختصر معانی کا درس لیا۔ اور مولوی مملوک علی صاحب سے منطق فقہ اور اصول فقہ کی کتابین پڑھین۔

مفتی محمد صدر الدین خان سے تلمذ

جب ان متوسط کتابونکی تحصیل سے فراغت ہوئی تو معقول کی انتہائی کتابین مفتی محمد صدر الدین خانصاحب صدر الصدور دہلی سے پڑھین۔ اسطرح سلسلۂ نظامیہ کی کتابون کی تحصیل سے فراغت حاصل کی۔

عادت مطالعہ

کبھی رات کے مطالعہ کے بغیر اُستاد سے سبق نہین پڑھا۔ مطالعہ ایسا زبردست تھا کہ اسکے بعد استاد سے کچھ تھوڑی سی باتین سبق پڑھنے کے وقت پوچھنی پڑتی تھین کبھی کبھی وہ ایسی باریک باتین اُستادون سے پوچھ بیٹھتے تھے کہ اُستاد دنگ ہوجاتے تھے۔

آپکی شاگردی پر استادونکو فخر

آپکی شاگردی پر سب استادونکو خاصکر مفتی صدر الدین خانصاحب کو فخر تھا جو کل ہندوستان مین ایک بے مثل عالم متبحر تھے۔ وہ یہہ کہا کرتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا یہہ شاگرد ہوگا۔

حصول علم کی ایک نادر مثال

غرض سارے شہر مین صرف ان ہی کی ایک مثال تھی کہ کوئی دہلی کا آسودہ حال شریف زادہ تحصیل علم مین ایسی شوق سی محنت کرے جیسی کہ غریب پردیسی طلبہ دہلی مین لیا کرتے تھے۔

علم و فضل کی شہرت

اُنکی علم و فضل کی شہرت سترہ اٹھارہ ہی برس کے سن مین دور دور ہوگئی متوسط درجہ کی کتابین پڑھنے کے لیے اُنکے پاس طلبہ آنے لگے جنکو وہ بڑے

شوق سے پڑھاتے تھے۔

عمدہ طرز تعلیم

اُنکی طرز تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی تھی جس سی یہہ ثابت ہوتا تھا کہ کسی عربی کی ٹرینِنگ کالج مین اُنھون نے وہ سیکھی ہو۔ اُنکا کوئی ہم عمر طالب علم شہر بھر مین ایسا نہ تھا کہ اُنکی ہمسری و برابری کرتا۔

موزونی طبع

اُنکی طبیعت بھی بہت موزون تھی۔ کبھی کبھی شعر کہہ لیا کرتے تھے مگر اسطرف زیادہ توجہ نہین کی۔

جسمانی تعلیم

وہ جب اپنے والد ماجد کے ساتھ الور چلے گئے تھے تو وہان اُنھون نے ایک عمدہ چابک سوار کو نوکر رکھ کے گھوڑے کی سواری سیکھی اور تھوڑے عرصہ مین شہسوار ہوگئے تھے۔ شریر سے شریر گھوڑے پر وہ سوار ہو سکتے تھے گھوڑے کی پیٹھ پر اُن کی پٹری خوب جمتی تھی۔ چنانچہ ایک کاٹھیاواری سبزہ گھوڑا ایسا شریر ہوگیا تھا کہ کسی کو اپنے اوپر سوار نہین ہونے دیتا تھا مگر یہہ اُسپر بلاخوف سوار ہوتے تھے اور جسطرح چاہتے تھے چلاتے تھے۔

جسمانی ورزشونکو یعنی ڈنڑ، مگدر وغیرہ کو اُنھون نے اپنے گھر مین سیکھا تھا۔ طرح طرح سے مگدر ہلاتے تھے۔ ایک دفعہ نال اُٹھانے مین پانْون کے انگوٹھے مین ایسی چوٹ آئی تھی کہ مدت مین اچھی ہوئی حُسن صورت تو خداداد تھا۔ ورزشون نے اُسکو اور بھی چمکا دیا تھا۔ لیکن اُنھون نے کبھی کشتی نہین سیکھی۔ نہ کبھی اکھاڑے مین جاکے کسی کا شاگرد ہونا پسند کیا نہ گھر پر اکھاڑا بنایا۔

اُنکو کبھی لہو و لعب کی طرف لڑکپن مین بھی رغبت نہین ہوئی۔ وہ کوئی ایسا کھیل جو شرفا مین معیوب سمجھا جاتا ہی جیسے چڈھی۔ چڈھول۔ گیڑیان۔ کبڈی۔ بتھر پھوڑا وغیرہ نہین کھیلے۔ البتہ شطرنج۔ چوسر۔ گنجفہ کھیلنے کا شوق تھا۔ بلکہ شطرنج تو اُنکی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ شہر مین دو چار ہی شطرنج باز ایسے تھے جو اُنسے کھیل سکتے تھے۔ تُکل۔ کنکوے لڑائے مگر جانور کبھی نہین لڑائے۔ مرغبازی۔ کبوتر بازی۔ بٹیر بازی وغیرہ کبھی نہین کی۔ لال۔ بدڑی بلبل وغیرہ کا مطلق شوق نہین کیا۔

میلون وغیرہ سے تنفر۔

میلون کے سیر و تماشہ کا مطلق شوق نہ تھا۔ دہلی مین جو بڑے بڑے میلے مثلاً پھول والونکی سیر۔ سترھوین۔ ہولی۔ دیوالی۔ دسہرے کے ہوتے ہین اُن مین شائد ایک مرتبہ بھی اپنے لڑکپن مین نہین گئے۔ ہان محرم مین تعزیونکی دیکھنے کو جاتے اور عشرہ کے روز اجمیری دروازہ کی مدرسہ مین بٹھکر تعزیون کا کربلائے شاہ مردان کو جانا دیکھتے تھے۔

غیر مشروع کامونسی نفرت

کم عمری ہی سے اُنھین غیر مشروع کامون سے قلبی نفرت تھی ناچ رنگ کی محفلونکی باعث عزیز و اقربا کی شادیون مین بھی نہین شریک ہوتے تھے۔ سماع کو حرام جانتے تھے۔ مگر اخیر زمانہ مین اُسکو صوفیہ طریق سے حلال خیال کرنے لگے تھے۔

تہذیب

مولویصاحب ہمیشہ ہر اعلیٰ و ادنی سے نہایت شایستگی و اخلاق سے ملتے تھے ترشروئی و بدمزاجی کا نام نہ تھا۔ کبھی کوئی فحش و سقیم لفظ اُنکی زبان سے لوگ رون

چاکرون کی نسبت بھی نہین سُنا گیا۔

نوکرونکیساتھ عمدہ برتاؤ

کبھی اپنے نوکرونکو بُرا نہین کہا نہ بلا وجہ کبھی کسی کو موقوف کیا۔ طبیعت مین خلق اور حلم تھا۔ بہت کم کبھی کسی پر غصہ آیا ہوگا۔

جھوٹ۔ مکر و ریا سے حذر

جھوٹ بولنا وہ جانتے ہی نہ تھے کہ کیا چیز ہے۔ مکر و فریب سے دلی نفرت تھی۔ ریا کی باتون کے پاس تک نہین جاتے تھے۔

اسراف سے احتیاط

وہ کبھی روپیہ پیسہ کو فضول باتونمین خرچ کرنا پسند نہین کرتے تھے۔ مگر واجبی اور قومی ضرورتون کے موقعون پر فراخ حوصلگی سے صرف کرنے مین دریغ بھی نہین کرتے تھے۔

حفظ اوقات

وقت کی بڑی قدر کرتے تھے تحصیل علم کا اسقدر شوق تھا کہ کسی سے ایسا ربط ضبط نہین بڑھایا کہ بے نتیجہ ملاقاتون مین وقت ضایع ہو۔

سنجیدگی

وہ کسی سے کھلی اور ہنسی کی باتین نہین کرتے تھے اسکو بُرا جانتے تھے۔ شوخی و مذاق کرنا نہین آتا تھا۔

روزہ و نماز کی پابندی

نماز کے ایسے پابند تھے کہ جب سے وہ فرض ہوئی تھی کبھی قضا نہین کی۔ نہ کبھی گرمی کے روزے قضا ہوئے۔

سادگی

بننے سنورنے کا مطلق شوق نہ تھا۔ سیدھا سادہ لباس پہنتے تھے آئین کچھ تکلف نہین کرتے تھے۔

آثار اقبالمندی

غرض کہ اس نوعمری مین سارے آثار ایسے نمودار تھے جنسے معلوم ہوتا تھا

کہ بہہ آگے چل کر ہندوستان کے بڑے نامور آدمیون مین سے ایک ہو گئے۔

پابندی شرع

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیو دھیان سنگھ مہاراجہ بہادر الورنی حافظ عزیز اللہ خان صاحب سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ مین آپکے بڑے فرزند کو تو سب جلسون مین دیکھتا ہون لیکن چھوٹے فرزند کو رقص و سرود کے جلسون مین نہین دیکھتا۔ آپ اُنکو بھی حکم دیجیے کہ آیا کرین۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بچہ کم عمر ہی۔ مگر اُسے شرع شریف کی پابندی کا بہت خیال ہی۔ اسیلیے حاضر نہین ہوتا۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ آنے تو دیجیے۔ یہان کی کیفیت دیکھکر سب بھول جائیگا۔ حافظ صاحب نے بتعمیل حکم اُنکو شب کے خاص دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چونکہ والد کا حکم تھا اُنھون نے اُسکی تعمیل کی۔ لیکن کانون مین روئی رکھکر اوپر سے عمامہ باندھ لیا۔ اور جب ناچ شروع ہوا تو آنکھین بند کر لین۔ چند بار دیکھنے کے بعد مہاراجہ صاحب بہادر پر کچھ ایسا قدرتی اثر ہوا کہ اُنھون نے اس کم عمر بچہ کی بہت محبت کیساتھ حاضری معاف فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ اچھا حافظ صاحب آپ اپنے اس بچہ کو جیسا اُس کا دل چاہتا ہے ویسا کرنے دیجیے۔

قانونی تعلیم

چونکہ آپ کے خاندان مین علوم مشرقیہ کے ساتھ ساتھ قانونی تعلیم کا بھی چرچا تھا اور آپ کے دو چچا عدالت کی دو بڑی خدمتون پر ممتاز تھے اور آپ کے ماموں مغل جان صاحب دہلی کی ایک نامی گرامی وکیل تھے (جنسے آپکو اس قدر محبت تھی کہ اُنکے انتقال کے بعد آپ ہر جمعرات کو اُنکی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھ کے خوب

رویا کرتے تھے) اسیلیے آپ کے دلمین بھی قانون یا وکرنیکا خیال پیدا ہوا خیال پیدا ہونیکی دیر تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے قانون پر پورا عبور حاصل کرلیا اُسی زمانہ مین قانون یا دکرنیکے شوق مین آپ دہلی سے چند روز کے لیے بجنور چلے گئے تھے جہان سید احمد خان صاحب منصف تھے۔ قرابت تو پہلے ہی سے تھی لیکن اُسوقت سے خاصکران دونومین بہت محبت ہوگئی۔ عدالتی کتب خانے اور کاغذات کی مدد سے قلیل عرصہ مین مولوی صاحب نے ایک ایسا مجموعۂ قوانین تیار کرلیا جسکو پڑھکر نہ صرف اُنھون نے فائدہ اُٹھایا بلکہ اُنسے مجموعۂ مذکور کی نقلین لے لے کر بہت سی امیدواران امتحان کامیاب ہوتے رہے۔

امتحان وکالت و منصفی مین کامیابی

نومبر ۱۸۵۶ء مین امتحان وکالت و منصفی مین جو زیر نگرانی مسٹر مارگن جج دہلی منعقد ہوا تھا شریک ہوکر آپ نے نہایت تعریف کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور سب امیدوارونمین اول رہی جیسا کہ گزٹ سرکاری ۱۸۵۶ء سے معلوم ہوتا ہی۔ سند وکالت کی نقل حسب ذیل ہی:-

سند وکالت

"ہم بذریعۂ ہذا التصدیق کرتے ہین کہ محمد سمیع اللہ خان عرف محمود جان کا امتحان اُس سالانہ امتحان کے موقع پر لیا گیا جو دہلی مین ماہ نومبر ۱۸۵۶ء مین ہوا تھا اور ہم بلحاظ اُنکی اس قابلیت کے جو اُنکو دیسی زبانون اور قوانین و قواعد مین حاصل ہی جو صدر الصدور دیوانی کی رہبری و ہدایت کے لیے وضع اور نافذ کیے گئے ہین اُنکو بحیثیت وکالت صدر عدالت یا عدالت ضلع یا عدالت صدر امین مین کام کرنیکے

قابل سمجھتے ہین۔

شرح دستخط آر۔ بی۔ مارگن

الیف۔ٹیلر پرنسپل دہلی کالج   صدرالدین صدرالصدور

نام امیدوار	ولدیت	عمر	سکونت
محمد سمیع اللہ خان عرف محمود جان	عزیزاللہ خان	۲۵ سال	دہلی

آپکی کامیابی پرمفتی صدرالدین خان کی خوشی اور ایک موثر ریمارک۔

مفتی صدرالدین خان صاحب اپنے شاگرد رشید کی اس کامیابی سے بے انتہا خوش ہوئے۔ انھین مبارکباد دی۔ مگر اسکے ساتھ ہی آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ "افسوس اب تم قانونی مشاغل مین مصروف ہونیکے باعث علوم قدیمہ کی شمع کو روشن نہ رکھ سکوگے اور تمھارے استادونکا نام زندہ نہ رہ سکیگا جنھون نے اسی غرض سے جہانتک اُنسے ممکن تھا تمھین حلیۂ علم وادب سے مزین کیا تھا۔"

شوق تالیف وتصنیف

مولوی صاحب کا خود گھر پر اپنا چھاپہ خانہ تھا۔ اُنکو یہہ شوق تھا کہ کتب درسیہ مین جو اعلیٰ درجہ کی ادق کتابین ہین اُنپر عربی زبان مین خود مختصر حسب ضرورت حواشی لکھکر طبع کرائین تاکہ طلبہ کو مطالب کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ چنانچہ اُنھون نے مختصر معانی کے متن تلخیص پر حاشیہ لکھکر طبع کرایا اور فلسفہ کی کتاب میبذی

حاشیے لکھے تھے مگر وہ ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور اُنکے تمام مسودے
برباد ہوگئے۔ فارسی مین ایک مشہور قصہ ممتاز کا تھا اُسکا بامحاورہ اُردو مین ترجمہ کیا تھا
وہ ترجمہ بھی غدر مین ضایع ہوگیا۔ مولوی صاحب نے اپنے چچازاد بھائیون کی
دو بیٹون کے لیے جو تحصیلداری کا امتحان دینا چاہتے تھے مال کی قانونی کتابونکا
خلاصہ لکھا تھا جو امیدواران تحصیلداری کے لیے نہایت مفید و کارآمد تھا وہ
بھی غدر مین غارت ہوگیا۔ غرضکہ اگر اُنکی تصنیفات چھپتین تو بڑی ضخیم ہوتین اور
اُنسے طلبہ مستفید ہوتے مگر افسوس ہی کہ اُنکا علمی ذخیرہ غدر کی وجہ سے برباد ہوگیا

مولوی صاحب کا پہلا عقد

ایام غدر سے چند سال قبل آپکی شادی نواب اختیارالدولہ خواجہ علی احمد خان
احراری کی بڑی صاحبزادی کیساتھ نہایت دھوم دھام اور بڑے ترک و
احتشام سی مگر بالکل شرعی پابندی کیساتھ ہوئی۔ مجھے خوب یاد ہی کہ براتی ہاتھیون پر
سوار ہوکے گئے تھے تمام عمائدین دہلی دعوت مین شریک تھے اور مفتی صدرالدینخان نے
اپنے شاگرد رشید کا عقد پڑھا تھا۔ ان بیوی سے تین خوبصورت بچے تولد ہوئے
تھے۔ زمانہ غدر کی مصیبتونکو یہ نازپروردہ برداشت نہ کرسکے اور جیسے اور
ہزارہا اشخاص بیمار ہوکر راہی ملک عدم ہوئے آپکی دونو لڑکیان اور ایک
لڑکا مع اپنی والدہ کے بزمانہ قیام قریب درگاہ حضرت نظام الدین اولیا چند روز مین
پے در پے جان بحق تسلیم ہوگئے۔ مین نے ان صدمات کا جیسا اثر مولوی صاحب پر
دیکھا ایسا کم کسی پر دیکھا ہی۔ ایک عرصہ تک اُنکی زندگی خطرہ مین رہی اور کسی طرح سے

دوسری طرف خیال متوجہ نہین ہوتا تھا بالآخر مولوی صاحب کی والدہ ماجدہ نے
جو نہایت عاقل و فرزانہ تھین بہت کچھ وقتاً فوقتاً فہمایش کی اور چند سال کی کوشش مین
اس طریق پر کامیابی حاصل کی کہ مرحومہ کی ہمشیرہ سے جو صورت و سیرت کی لحاظ سے
اپنی ہمشیرہ کی یادگار تھین مولوی صاحب کا ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ مین عقد کردیا مولوی صاحب کے
مزاج مین استقلال کے ساتھ محبت و رفاقت کرنیکا بیمثل مادہ تھا جسکو اُن کے
دشمن بھی تعریف کے ساتھ مانتے تھے۔ اُنکا دوسرا عقد بھی اسی اصول پر ہوا اور
خدا تعالی نے دونو کی زندگی کو ایسا خوش رکھا کہ دہلی مین ضرب المثل تھا۔ ایسی
محبت میان بیوی مین بہت کم ہوتی ہی کہ جو ایک کی رائے اور مرضی تھی وہی دوسرے
کی تھی۔ اگر ایک لباس بیوی نے پہنا اور خاوند نے کہدیا کہ اچھا نہین ہی تو وہ
لباس آئینہ مین دیکھکر خود بی بی کو بھی برا معلوم ہونے لگا غرضکہ یہ دونون میان بیوی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ‌ ‌ ‌ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
کے مصداق اور ایک جان دو قالب تھے۔

دوسرا عقد

اس دوسرے عقد کے وقت نہ دہلی کی پہلی سی حالت تھی نہ قدیم اہل دہلی ہی
تھے۔ کابین نامہ جسکی اصل میری نظرون سے گزری ہے اُسپر منجملہ حاضرین جلسۂ
عقد کے صاحب عالم میرزا ہدایت افزا عرف میرزا الہی بخش بہادر کی دستخط
موجود ہین۔ چنانچہ اُنکے جانشین حال صاحب عالم مرزا ثریا جاہ بہادر سی۔
آئی۔ ای نے مجھے یاد دلایا کہ وہ خود بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ محفل عقد مین

گئے تھے اور دولھا کے قریب بیٹھکر دولھا کو بغور دیکھا تھا کیونکہ صاحب عالم خاص مجالس کو اپنی شرکت سے فخر بخشا کرتے تھے۔ شاہزادونکی عادت نہ تھی کہ سوائے اپنے ہم رتبہ وہم درجہ لوگون کے کہین اور جائین مگر صاحب عالم ممدوح کو مولویصاحب سے خاص محبت ہوگئی تھی۔

مولویصاحب کے بزرگون اور مولویصاحب کی بیوی کے بزرگونکے جو تعلقات خاندان شاہی سے تھے اُنکو یہہ دونو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور اُنھین تعلقات کی وجہ سے غدر کے بعد مولوی صاحب نے اپنے کانپور کی منصفی کے زمانہ مین اکثر شاہزادونکی مثل صاحبشاہ بہادر وغیرہ کے جو کانپور مین تھے سرکار انگلیشیہ کے افسر مسٹر شیرر سے عرض معروض کرکے امداد کروائی پچاس پچاس روپیہ تاحیات اُنکی پنشن مقرر ہوگئی اور اُنھین تکالیف معاش سے نجات ملی۔ لکھنؤ۔ بنارس۔ اور خاص دہلی مین جو معزز شاہزادے آباد ہین وہ سب مولوی صاحب سے اپنے خانگی و سرکاری امور مین اکثر مشورہ کرتے اور فائدہ اُٹھاتے رہے اور مولوی صاحب نے اُنکی خدمت کرنیمین کبھی دریغ نہین کیا۔

مولوی صاحب کا عام مسلک تھا کہ وہ اپنے خاندان کے قدیم ملنے والونسے اپنے استادونکی آل واولاد سے۔ اپنے شاگردون اور اُنکی اولاد سے اپنے محسنون اور اُنکے خاندان کے لوگون سے اپنے وابستگان اور اُنکے متعلقین سے غرض ہر ایک کے ساتھ قدیم وضع کی پابندی اور عجیب ہمدردی کا

برتاؤ کرتے تھے۔ ہر شخص کو یہہ خیال ہوتا تھا کہ جو محبت مولویصاحب کو مجھسے ہی اس سے زیادہ دوسریسے ہونی ناممکن ہی۔ اپنی اولاد کو بھی اُنھون نے یہی نصیحت فرمائی کہ جس جس سے جس جسطرح مین ملتا تھا اُس سے تم بھی ویسے ہی میل جول رکھنا۔ جدید دوستونکا تمکو اختیار ہی۔

باب سوم

انسانی عام ہمدردی اور سلوک

زمانۂ غدر مین احسان۔

جنکو ۱۸۵۷ع کے غدر کے واقعات اپنی آنکھون سے دیکھنے یا بطور روایات صحیح سُننے کا اتفاق ہوا ہوگا وہ اسکے باور کرنے مین ذرا تامل نہ کرینگے کہ تاریخ ہند مین غدر کے پُر آشوب زمانہ سے بڑھکر بے اطمینانی و خوف و ہراس کا کوئی اور زمانہ نہین گزرا۔ یہہ وہ زمانہ تھا کہ ہر شخص اپنی مصیبتون مین گرفتار اور اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کے تحفظ کی غرض سے مضطرب الحال نظر آتا تھا۔ ہندوستان کے دوسرے شہرو نسے بڑھکے دہلی مین غدر کی آگ مشتعل تھی اور سب جگہ سے زیادہ یہین ہلچل پڑی ہوئی تھی۔ سب کے چھکے چھوٹے ہوئے تھے اور کوئی کسی کا پُرسان حال نہ تھا۔ سرزمین دہلی حشر کا میدان بنی ہوئی تھی۔ انسانی ہمدردی و خدا ترسی کے امتحان کا موقع اسوقت سی بڑھکے اور کب ہوسکتا تھا زمانہ نے ایسے نازک وقت مین اُن بہت سے لوگون کا امتحان لیا جو دوستی مین ثابت قدم رہنے اور وضعداری

نبھانے کے مدعی تھے لیکن محک امتحان پر بہت کم کھرے نکلے۔

یہ بات یہاں فخر کے ساتھ بیان کرنیکے قابل ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب اُن چند مبارک اور واجب التعظیم لوگونمین سے تھے جو غدر جیسے پر آشوب اور صعب زمانہ مین انسانی ہمدردی و خدا ترسی کے امتحان مین پوری اُتری تھے۔ جو احسان لوگون پر مولوی صاحب نے ایام غدر مین فرمائے تھے اُنھون نے اُسوقت اس بات کی پیشینگوئی کردی تھی کہ آیندہ چل کر یہ محسن قوم ہون گے اور قومی فلاح و بہبود کے متعلق انکے کارنامے احسانمندی و شکرگزاری کیساتھ یاد رکھے جائینگے۔

غدر کے کارنامے

اسموقع پر بخوف طوالت مولویصاحب ممدوح کے وہ کل کارنامے جو غدر کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہین بیان نہین کیے جاسکتے۔ مثالاً صرف چند واقعات کے اظہار پر اکتفا کیا جاتا ہی۔

شورش غدر کے زمانہ مین دہلی کے بعض شریفون پر چھوٹی چھوٹی رقمونکا جرمانہ ہوا اور اسی کے ساتھ یہ بھی حکم سُنایا گیا کہ اگر جرمانہ نہ ادا کیا جائیگا تو اُسکے بدلے اتنی اتنی مدت کی قید بھگتنی پڑے گی۔ وہ شرفا بیچارے اُسوقت جرمانہ ادا کرنیکی استطاعت نہین رکھتے تھے اور قرض بھی اُس زمانہ مین نہین ملتا تھا قریب تھا کہ وہ پابجولان کرکے قید خانہ بھیجدیے جائین کہ مولوی صاحب کی حمیت کو جوش آیا اور خدا ترسی کا جو مادہ خداوند تعالےٰ نے اُنمین ودیعت

کیا تھا اُس نے اُنکو ان بیکسونکی اعانت پر آمادہ کیا۔ مولویصاحب نے اُن سب لوگونکی طرف سے جن جن سے اُنھین تعارف و شناسائی تھی اپنے پاس سے زر جرمانہ ادا کر کے اُنکو زندان خانہ کی مصیبتین جھیلنے سے بچا لیا۔

مفتی صدر الدینخانصاحب آپ کے استاد گردش روزگار سے ایام غدر مین حوالات ہو گئے آپ نے اُنکی ہر طرح سے خدمت کر کے حق شاگردی ادا کیا۔ اُنکی رہائی مین جان لڑا دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مفتی صاحب کو مسٹر ہاڈسن نے سرٹیفکیٹ عطا کیا تھا کہ وہ باغی نہین ہین مفتی صاحب کو اپنی رہائی کیلیے اس سرٹیفکٹ کی نقل ایک حاکم کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہوئی اُنھون نے حوالات کے سقہ سے جو وہان آتا جاتا تھا دوات منگائی اور اپنے جسم کے کرتہ سے ایک ٹکڑا پھاڑ کے اُسپر انگریزی مین اُس سرٹیفکٹ کی بجنسہ نقل کی اور وہ نقل مولویصاحب کے پاس بھیجدی۔ مولویصاحب اُسکو کاغذ پر صاف کرا کے حاکم موصوف کے پاس لے گئے حاکم نے اُسے دیکھتے ہی مفتی صاحب کی رہائی کی سفارش کی اور وہ رہا کر دیے گئے اور پھر اُسی کی بنا پر اُنکی جائداد بھی ضبطی سے واگزاشت ہو گئی۔ مفتی صاحب کی بیوہ کو جائداد سے حصہ وغیرہ دلوانے مین بھی بے انتہا کوشش کی۔

دہلی کے طبقۂ امرا مین سے ایک نواب زادہ کو پھانسی ہو جانے مین کوئی کسر نہین رہگئی تھی سید احمد خانصاحب اور مولوی صاحب نے کوشش کر کے اُنکی جان بچائی۔ مگر سید صاحب میرٹھ مین تھے اور مولویصاحب دہلی مین۔

ایک ہندو وکیل جو مولوی صاحب کے ملنے والونمین سی تھے وہ شاہزادگانِ
دہلی کی رفاقت کے شبہ کی بنا پر حوالات بھیجدیے گئے۔ جبتک وہ حوالات مین
رہے مولوی صاحب اپنے پاس سے اُنکے کھانے پینے کی مدد کرکے حق دوستی
ادا کرتے رہے اور آپکی کوشش نے اُنکو بچالیا۔ وکیل مذکور کو جسقدر روپے کی
ضرورت ہوتی تھی وہ حوالات سے اپنا آدمی بھیجکر مولوی صاحب سی منگا لیا
کرتے تھے اور مولوی صاحب خندہ پیشانی کیساتھ وکیل صاحب کی استدعا کے
بموجب اپنے پاس سے روپے بھیجدیتے تھے۔

جب دہلی کے ایک حصہ پر سرکار انگریزی کا تسلط ہوگیا اور باقی شہر پر
گولہ باری شروع کیگئی تو مولوی صاحب کو اپنا مکان موقوعہ کوچہ بلاقی بیگم
متصل قلعہ معلی چھوڑنا پڑا اسلیے کہ وہ ان گولونکی زد پر واقع تھا۔

اگرچہ غدر کے پُرآشوب زمانہ مین سواری کا دستیاب ہونا کوئی آسان کام
نہ تھا مگر آپ نے بمشکل تمام بڑے کرایون پر رتھین حاصل کین ایک مین اپنی
زنانہ کو سوار کرایا اور ایک رتھ لیکر آپ سید احمد خانصاحب کے مکان پر گئے اسمین
اُنکی بیوی اور تینون بچونکو (جنمین سید حامد اور سید محمود بھی تھے جو بعد مین سپرنٹنڈنٹ
پولیس اور الہ آباد ہائیکورٹ کے جج ہوئے) بہزار مشکل سوار کرایا لیکن سید صاحب کی
والدہ اور اُنکی خالہ نے گھر نہ چھوڑا۔ سید صاحب کے ماموں وحید الدین خان
اور اُنکے ماموں زاد بھائی ہاشم علیخان سپاہیون کے ہاتھون مارے گئے

غرضکہ ان تھونکو لیکر آپ پا پیادہ نظام الدین اولیا گئے۔ اس واقعہ کا تفصیلی ذکر سرسید کی لائف مین نہین کیا گیا۔

مولویصاحب کے اس برتاؤ سے سید احمد خانصاحب کے دل پر انکی محبت کا گہرا اثر ہوا جس سے بمقابلہ دوسرے عزیزون کے سید احمد خانصاحب کا آپ سے زیادہ اتحاد ہوگیا اور ربط ضبط بڑھتا گیا۔

شہر دہلی پر انگریزونکے مسلط ہونیکے وقت کوئی مسلمان دہلی مین نہین آنے پاتا تھا۔ مولوی صاحب باوجود اس روک ٹوک اور ممانعت کے جارج لارنس George Lawrence رزیڈنٹ راجپوتانہ کی وہ چٹھی دہلی کے دروازہ پر دکھا کر اندرون شہر اپنے مکان پر آئے جو اُنکے عمزاد بھائی نواب امین اللہ خان عرف اموجان نے اُنکے پاس بھیجدی تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ کہین راستہ مین مسٹر مٹکاف (Metcalf) اُنکو مل گئے اور اُنسے دہلی کے اندر آنیکے متعلق باز پرس کی آپنے اُس چٹھی کا ذکر کیا جسکے ذریعہ سے آپ دہلی مین آئے تھے مٹکاف صاحب نے کہا کہ اچھا مین اسوقت کوتوالی جا رہا ہون تم وہان حاضر ہو۔ مسٹر مٹکاف کا اس زمانہ مین کسیکو کوتوالی بُلانا گویا پیام اجل تھا۔ لیکن بہت ثابت قدمی کے ساتھ مولویصاحب مکان سے وہ چٹھی لیکر مٹکاف صاحب کے پاس کوتوالی تشریف لے گئے اور وہ چٹھی اُنھین دکھائی۔ مٹکاف صاحب چٹھی مذکورہ پڑھ کے مولویصاحب سے

بمہربانی پیش آئے اور پھر کچھ تعرض نہین کیا۔
مذکورۂ بالا چٹھی کے باعث مولوی صاحب مع خاندان نواب منشی امو جان صاحب کے
۵ فبروری ۱۸۵۸ع کو پھر دہلی مین آباد ہوئے۔
غدر جیسے پُرآشوب زمانہ مین جسطرح مولویصاحب انسانی ہمدردی وخدا ترسی کے
امتحان مین پورے اُترے اُسیطرح سرکار انگریزی کے ساتھ آپکی وفاداری و
خیرخواہی بھی بے داغ و بے عیب رہی۔

ذوالقربیٰ سے حسن سلوک

غدر کے بعد جب پریڈ گراونڈ کے لیے آپ کا آبائی مکان سرکار مین لیا گیا
اور اُسکا معاوضہ دیا گیا تو آپ نے باوجود اسکے کہ آپکے والد اس مکانکو اس
خیال سے کہ کہین ایسا نہو آبائی مکان بہنونکے حصہ طلب کرنیکے باعث ٹکڑے
ٹکڑے ہوجائے آپ کے اور آپکے بھائی کے نام بیع کرچکے تھے آپ نے
بلا تامل اپنی بہنون کو اس مکان کے معاوضہ کی رقم بموجب حصص شرعی تقسیم
کردی۔ اسکے علاوہ تمام عمر اپنے بھائی اور بہنون اور اُنکی اولاد اور متعلقین اور
قدیم ملازمونکے ساتھ طرح طرح سے سلوک کرتے رہے۔

باب چہارم

ملازمت و وکالت اور سرکار مین رسوخ

عہدۂ منصفی پر تقرر

آپ ۱۸۵۸ع مین بوجہ اپنی لیاقت اور عالی خاندانی کے ابتداہی سے

منصفی کے عہدہ پر مامور ہوئے جس روبکار کے ذریعہ سے آپکا تقرر کانپور کی منصفی پر ہوا تھا اُسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔ کئی سال آپ کانپور اور بعدہٗ علیگڈھ مین بھی منصف کی حیثیت سے رہے۔

روبکار تقرر

مراسلہ محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۷ اگست ۱۸۵۹ء

نشان ۹۳۵

منجانب آر۔ جی۔ مارگن R. G. Morgan. (جج)

بخدمت جے۔ ایچ۔ بیٹن اسکوائر G. H. Batten (جج کانپور)

بسلسلۂ مراسلہ نشان ۱۹ مورخہ ۴ اگست ۱۸۵۹ء نگارش ہی کہ سمیع اللہ خان سند یافتہ اول ڈویژن منصفی شہر کانپور پر الیسری پرشاد کی جگہ جو کہ خدمت سے علیحدہ کردیے گئے مہربانی فرما کے عدالت نے مقرر کیا ہی۔ یہ تقرر محرم کی تعطیلات کے بعد نافذ ہوگا۔ دہلی کے ڈپٹی کمشنر سے درخواست کیگئی ہی کہ وہ مولوی محمد سمیع اللہ خان کو اُنکے تقرر کی اطلاع کردین اور اُنسے خواہش ظاہر کیگئی ہے کہ وہ وقت مقررہ پر حاضر ہوجائین۔

شرح دستخط ایچ۔ ڈبلو۔ ڈیش وڈ H. W. Dashwood (رجسٹرار)

بے لوثی اور نصفت پسندی

آپکا وہ جوہر قابلیت و ذہانت جسنے زمانۂ طالب علمی مین آپ کو اپنی ہم درس اور معاصرین مین ممتاز بنا دیا تھا یہان بھی چمکے بغیر نہ رہا چنانچہ آپ نے اس خدمت کے فرائض ایسی منصف مزاجی و لیاقت اور تعریف کے ساتھ انجام دیے

کہ آپ کے بالا دست حکام کو بہ طیب خاطر آپکی لیاقتون اور قابلیتون کا اعتراف کرنا پڑا اور رعایا کے دلپر بھی آپ کے انصاف کا سکہ بیٹھ گیا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہی کہ آپ کے زمانۂ منصفی کانپور مین ایک شاعر نے جسکا مقدمہ آپ کے اجلاس پر تھا آپ کی نسبت حسب ذیل قطعہ موزون کیا تھا۔

مدعی کرتا ہی مجھ پر روز اک دعوی جدید   عجب اُسکو ہی بلا شک اپنی مال وجاہ کا
گر نہ ہوتا محکمہ مین اُسکی مین ماخوذ جرم   وصف لکھتا منصفِ عادل سمیع اللہ کا

مسٹر ڈومرگ Mr. J. Dumergue جو اُس زمانہ مین ڈسٹرکٹ جج تھے اُنھون نے آپکی نسبت لکھا تھا کہ "یہہ نہایت ذہین ہندوستانی ہین"۔

اُسی زمانہ مین ۱۹ فبروری ۱۸۶۰ء کو کانپور کے مشہور مجسٹریٹ مسٹر شیرر Mr. Sherer نے آپکی نسبت ان الفاظ مین اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ "مین نے اُنکو ہمیشہ نہایت ہی ذہین پایا اور مجھے یقین ہی کہ آفیشل حیثیت سے یہہ بہت وقیع ہین"۔

مسٹر فین Mr. Fane جج نے آپکی کارگزاری پر ریویو کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "اُنھون نے مقدمات کے جلد فیصل کرنے اور دیانت داری سے فیصلے صادر کرنے مین اپنے بالا دست حکام کو بھی خوش رکھا اور فریقین مقدمہ کو بھی موقع ناراضی کا نہین دیا"۔

مسٹر فرانسیس بائیل پیرسن Mr. Francis Boyle Pearson

اور مسٹر جی - ایچ بیٹن Mr. G. H. Batten جو آپکے عہد منصفی مین حکام ضلع مین سے تھے اور سن بعد ہائیکورٹ کی ججی پر ممتاز تھے آپکی لیاقت وقابلیت کی قدردانی کے باعث اخیر زمانہ تک آپکے بے حد مداح اور دوست رہے۔

مسٹر پیرسن کی رائے

مسٹر پیرسن Mr. Pearson نے آپکی نسبت ۶ فبروری سنہ ۱۸۶۱ء کو اپنی سرکاری رپورٹ مین مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی تھی۔

"یہہ میری رائے مین اعلی قابلیت کے ایک ہونہار افسر ہین"

مسٹر بیٹن کی رائے

مسٹر بیٹن نے تحریر کیا تھا کہ "یہہ ہوشیار منصف اور ایک عمدہ جج ہین"۔

پیشۂ وکالت وترک ملازمت

چار سال کے قریب عہدۂ منصفی پر کارفرما رہنے کے بعد آپکو وکالت کرنے کا شوق ہوا اور آپنے وکالت شروع کی۔ سنہ ۱۸۶۲ء سے سنہ ۱۸۷۴ء تک تخمیناً گیارہ سال کے قریب نہایت شہرت اور نیکنامی کیساتھ آگرہ اور الہ آباد کی صدر دیوانی وصدر نظامت وہائیکورٹ مین فرائض وکالت انجام دیے۔ آگرہ مین آپنے فرائض وکالت انجام دینے کی غرض سے غالباً سنہ ۱۸۶۳ء سے سنہ ۱۸۶۹ء تک قیام فرمایا اس چھ سات برس کے عرصہ مین آپ نے وکالت مین ایسی کامیابی حاصل کی کہ اضلاع مغربی کے اکثر لوگ اپنے معرکے کے مقدمات مین آپکو وکیل کرتے تھے آپکا قیام مہاراجہ بھرت پور کی کوٹھی واقع گلاب خانہ مین تھا۔ بڑے باوقعت اور ذی رسوخ لوگون مین شمار ہوتے تھے۔ بمقام آگرہ جو دربار منعقد ہوتے تھے انمین آپکو شریک ہونیکا فخر حاصل ہوتا رہا اور نیز آگرہ کی نمایش مین بھی شرکت کا

موقع ملا۔ مہاراجہ الور جو بتقریب دربار آگرہ تشریف لائے تھے وہ بوجہ قدیم تعلقات آپ سے ملکر نہایت محظوظ ہوئے تھے اور سنا ہو کہ یہہ خواہش بھی ظاہر فرمائی تھی کہ مثل اپنے بزرگونکے وہ بھی ریاست کی ملازمت حاصل کرین۔

قیام آگرہ کے زمانہ کے مزید واقعات کا مختصراً ذکر اس موقع پر خالی از دلچسپی نہ ہوگا جن حضرات کو ان واقعات سے تعلق رہا ہو اُنکی یاد تازہ ہوجائیگی۔

۶۲-۱۸۶۱ء مین مولویصاحب کی والدہ ماجدہ مع اپنے تمامی متعلقین و ملازمین کے دہلی سے حج بیت اللہ کو تشریف لیگئی تھین وہان دو سال کے قیام کے بعد اُنھون نے ارض مقدسہ مدینہ مین انتقال فرمایا اور اپنی تمنا کے موافق جنۃ البقیع مین مدفون ہوئین۔ بعد اُنکے انتقال کے جتنے ہمراہی تھے وہ سب ہندوستان واپس آتے وقت راستہ مین بمقام آگرہ چند روز مقیم ہونیکے بعد پھر دہلی چلے گئے۔

۱۷ مارچ ۱۸۶۴ء کو آپکے بڑے فرزند مولوی محمد حمید اللہ خان صاحب (نواب سربلند جنگ بہادر) تولد ہوئے۔ اُنکے عہد طفولیت کا کچھ حصہ آگرہ ہی مین گزرا وہین بسم اللہ خوانی کی رسم ادا ہوئی اور مولوی مصاحب علیصاحب ساکن قصبۂ سہار ضلع متھرا سے کلام مجید کی تعلیم متعلق کیگئی۔ انکو کلام مجید کی تعلیم مین کمال حاصل تھا جو بچہ کلام مجید پڑھنے کیلیے اُنکے سپرد کیا جاتا تھا اولاً اُسکی

ذہانت اور حافظہ کا وہ اندازہ کرتے تھے۔ اور اندازہ کے بعد بتعین مدت ختم قرآن شریف کا ٹھیکہ لے لیتے تھے۔ مدت کی مقدار کم سے کم تین مہینے اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے ہوتی تھی اور حق المحنت کی قرارداد ایکسو بتیس روپیہ تھی مدت معینہ مین قرآن شریف ختم کرا دیتے تھے اور ایک سو بتیس روپیہ حق المحنت مین کمی نہ کرتے تھے۔ زیادہ دینا لڑکونکے والدین کی استطاعت و توفیق پر موقوف ہوتا تھا۔ اور یہہ اُنمین ایک خاص وصف تھا۔

آگرہ مین چونکہ اُسوقت ہائیکورٹ قائم تھا اسیلیے اکثر لوگونکی آمد و رفت وہان رہتی تھی۔ اور کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ مولویصاحب کے ہان معزز مہمان مقیم نہ ہوتے ہون۔

جنوری ۱۸۶۵ء م شعبان ۱۲۸۱ھ مین مولوی صاحب کے قدیم دوست مولوی حاجی حکیم عبدالعلیم نصراللہ خانصاحب حیدرآباد جاتے ہوئے آگرہ مین بھی مولویصاحب سے ملنے کی غرض سے آئے تھے۔ چند روز مہمان رہ کے اور قدیم محبتون کا لطف حاصل کرکر روانہ حیدرآباد ہوگئے۔ جہان بعد قطع منازل بائیسوین رمضان کو پُہنچ کے اپنے دوست مولوی مؤیدالدین خانصاحب معتمد مدارالمہام (جو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے بنی عم تھے) کے یہان فروکش ہوئے اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی مؤیدالدین خانصاحب کی سعی اور نیز دوسرے وسائل سے بالآخر نظامت فوجداری کے عہدۂ جلیلہ پر مامور

ہو گئے تھے۔[۱]

نومبر ۱۸۶۶ء مین مولوی سید احمد خانصاحب بتقریب دربار لارڈ لارنس آگرہ آئے اور اُنکے دونو صاحبزادے سید حامد و سید محمود بھی اُن کے ساتھ مولوی صاحب سے ملنے کیلیے آگرہ آیا کرتے تھے۔

مولوی صاحب کی وجہ سے بہت سے اعزہ واحباب مثلاً سید احمد خانصاحب کے بھتیجے سید محمد احمد خان جو آگے چل کے سب ججی کے درجۂ رفیعہ پر فائز ہوئے خواجہ محمد یوسف صاحب نامی وکیل علیگڈھ (خان بہادر) ڈپٹی محمد صدیق صاحب فرزند حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب رئیس میرٹھ واٹاوہ حکیم غلام دستگیر خانصاحب۔ سید شیر محمد خانصاحب۔ رحمۃ اللہ خانصاحب اور بہت سے دوسرے لوگ آگرہ مین رہتے تھے جنمین سے بعض مختلف امتحانات مین کامیاب ہوئے اور بعض ملازم ہو گئے۔

آگرہ سے الہ آباد ہائیکورٹ منتقل ہوا۔ مولوی صاحب بھی ۱۸۶۹ء مین آگرہ سے الہ آباد تشریف لے گئے اور مئی ۱۸۷۳ء تک آپنے فرائض وکالت انجام دیے۔ وہان آپکا مکان اناج کی منڈی مین تھا۔ اور شمال مغربی اضلاع کی مشرقی اضلاع کے باشندے بھی اپنے بڑے۔ اہم اور پیچیدہ مقدمات مین اکثر

[۱] ان واقعات کا ذکر مولوی نصر اللہ خانصاحب نے اپنی کتاب ”تاریخ دکن“ کے صفحات ۷ و ۳۲ و ۳۹ مین تفصیل کیساتھ کیا ہے۔

آپکو وکیل کرنے لگے۔

اخبار پایونیر مشتہرہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء نے جو آپکے مختصر حالات شایع کیے ہین اُسکے ضمن مین اُسنے آپکے زمانۂ وکالت کے متعلق لکھا ہو کہ "آپکی شریفانہ صورت۔ سحر بیانی۔ قادر کلامی اور آپکی محنت و جفاکشی کی وجہ سے جج آپ کے بیان کو پوری توجہ سے سُنتے تھے اور موکلونکو بھی آپکی ذات پر پورا اعتماد اور بھروسہ رہتا تھا"

مثل آگرہ کے الہ آباد مین بھی اکثر اشخاص نے آپکی قانونی معلومات سے استفادہ کیا۔ چنانچہ سید محمد میر وکیل میرٹھ اور ناظر حسن وکیل سہارنپور خواجہ محمد اسمعیل وکیل علیگڈھ وغیرہ نے آپ ہی سے قانون یاد کرکے کامیابی حاصل کی تھی۔

۱۸۷۰ء مین سید احمد خانصاحب بنارس مین عدالت خفیفہ کی ججی پر ممتاز تھے مولوی سید مہدیعلیخان (نواب محسن الملک بہادر) مرزا پور مین تحصیلدار تھے اور پھر ڈپٹی کلکٹری پر اُنھون نے ترقی پائی تھی۔ اسی زمانہ مین بمقام بنارس مدرسۃ العلوم کے قیام کے متعلق تجاویز سوچنے کے لیے کمیٹیان منعقد ہوتی تھین جنمین شریک ہونے کے لیے مولوی صاحب الہ آباد سے اور مولوی مہدیعلیخانصاحب مرزاپور سے بنارس جایا کرتے تھے۔

اکتوبر ۱۸۷۲ء مین سید محمود صاحب فارغ التحصیل ہونیکے بعد ولایت سے

واپس آئے اور الہ آباد مین بیرسٹری کا کام شروع کیا۔ مولوی صاحب نے پیشۂ وکالت کے رموز سے انکو آگاہ کیا اور سب ججی کے عہدہ پر مقرر ہونیکے وقت اپنے تمام مقدمات اُنکے تفویض کر گئے۔

جلسۂ تہنیت

سنہ ۱۸۷۲ء مین حضور شہزادہ ویلز بہادر کی صحت یابی کا تہنیتی جلسہ خسرو باغ مین منعقد ہوا جسکے انتظام مین مولوی صاحب نے خاص حصہ لیا تھا۔ اور اس جلسہ مین غلام امام صاحب شہید اور دیگر شعرا الہ آباد نے قصائد پڑھے تھے۔

میل جول

غرضکہ آگرہ کی طرح الہ آباد مین بھی آپکی وجہ سے خوب رونق رہتی تھی۔ اکثر احباب ڈھاکہ۔ کلکتہ۔ عظیم آباد پٹنہ۔ بھاگلپور وغیرہ مقامات سے ملنے جلنے کیلیے ہمیشہ آتے جاتے اور باہمدگر لطف صحبت اُٹھاتے رہتے تھے۔

مولوی صاحب کے دفتر وکالت کے منشیون مین ایک بزرگ حاجی شاہ سید محمد سجاد صاحب تھے جنھون نے کئی حج کیے تھے اور جنکو خانقاہ ابوالعلائی داناپور پٹنہ کی سجادگی کا فخر حاصل تھا اور بنگال وبہار مین جنکے ہزارہا معتقدین تھے باوجود تعلق ماتحتی مولوی صاحب اُنکی بہت عزت کرتے تھے یہ آپکے ہمراہ آگرہ سے تھے اور اُسوقت تک آپکی رفاقت مین رہے جبکہ آپ سب ججی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ اُنکے فرزند شاہ محمد اکبر صاحب حال سجادۂ خانقاہ ابوالعلائی بھی انکے ساتھ مولوی صاحب کے پاس اکثر رہتے تھے۔

ترک وکالت و حصول ملازمت

سنہ ۱۸۷۳ء مین آپ نے اپنے بعض یوروپین دوستون خصوصاً آنریبل جسٹس

ایف۔ بی پیرسن F. B. Pearson کے مشورہ سے وکالت چھوڑکر سرکاری ملازمت کی جانب توجہ کی اور یہ پہلے شخص تھے کہ طبقۂ وکلا مین سے ولۂ اول مین صدرالصدوری (سب ججی) کے عہدہ پر ممتاز کیے گئے۔

آپکے تقرر پر حکام ہائیکورٹ و عوام کا اظہار پسندیدگی

وکالت کے زمانہ مین چونکہ حکام ہائیکورٹ کے دلون پر آپکی قانونی لیاقت و معلومات کا سکہ بیٹھ چکا تھا اسلیے جسوقت ۱۸۷۳ء مین عہدۂ صدرالصدوری پر آپکے تقرر کا اعلان کیا گیا تو ہائیکورٹ کے ججون نے آپکی لیاقت وقابلیت کی تعریف کی اور باشندگان الہ آباد نے بیحد اظہار مسرت کیا۔

الہ آباد سے رخصت

مولوی صاحب کو رخصت کرنیکے لیے وکلا، ہائیکورٹ و روسا الہ آباد نے رخصتی جلسہ کیا اور مشایعت کا یہ پرلطف طریقہ اختیار کیا گیا کہ مولویصاحب کے مکان سے اسٹیشن تک سب لوگ پا پیادہ آئے۔ چونکہ اس زمانہ مین تقریباً شب کے ۹ بجے پچھان کی طرف ریل روانہ ہوتی تھی لوگونکے ملازمین روشنی اور لالٹینین لیے ہوئے تھے انکی روشنی کا عجیب لطف آرہا تھا۔ تمام احباب اپنی جوش محبت سے ریل کی روانگی تک اسٹیشن پر ٹھہرے رہے۔ اگرچہ مولوی صاحب کی جدائی کا افسوس تھا لیکن سب انکو مبارکباد دیکر ریل مین سوار کرا رہے تھے۔ الہ آباد اسٹیشن پر ہمیشہ حکام عالیشان کے استقبال والوداع کیواسطے مجمعے رہتے ہین لیکن یہ الوداعی مجمع ایک خاص امتیاز رکھتا تھا اسطرح احباب کا جوش محبت اس اسٹیشن پر کم دیکھنے مین آیا ہوگا۔

جابجا ادائی تہنیت۔

راستہ مین بھی مثل کانپور اور اٹاوہ کے مولوی صاحب کو مبارکباد دینے کی غرض سے اُنکے دوست اسٹیشنون پر تشریف لائے اور رات یا دن کی بیوقت ہونیکا اُنکو خیال بھی نہ ہوا۔

علیگڈھ مین استقبال

علیگڈھ کے استقبال کا حال تو ہر شخص خود ہی سمجھ سکتا ہی کہ کسقدر پُر رونق ہوگا مولوی صاحب کے قدیم عنایت فرما راجہ جے کشن داس صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر (سی-ایس-آئی) بھی اُسوقت علیگڈھ ہی مین مامور تھے۔

معافی فیس

یہان یہہ بات بالخصوص قابل ذکر ہے کہ مولویصاحب نے اپنی اُن موکلونکو جن پر فیسین باقی رہ گئی تھین اطلاع دیدی تھی کہ تاریخ معینہ تک اپنی ذمگی رقمین ادا کردین۔ اسپر بعض نے الہ آباد کی روانگی سے پہلے رقمین بھیجدین لیکن چند پچھان کے اضلاع کے رہنے والے اپنی کم سمجھی سے بلحاظ کفایت رقمین علیگڈھ مین لیکر مبارکباد دینے آئے۔ مولویصاحب نے اپنی سیر چشمی سے ان سب لانیوالون کا شکریہ ادا کرکے ایک ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کی رقمین معاف کردین جنکو لانیوالے واپس لیگئے۔ نیز عہدۂ مفوضہ کا چارج لینے کی بعد بھی جن لوگون نے اطراف وجوانب سے بقایاءِ فیس کی رقمین ادا کرنی چاہین مولویصاحب نے اُن سب کو منع کردیا۔

مولویصاحب کے محرر سے سُنا گیا تھا کہ یون تو زمانہ وکالت کے باقیماندہ محنتانون وشکرانون کی مقدار لاکھہ سے اونچی اور ڈیڑھ لاکھ کے اندر تھی لیکن تخمیناً

ساٹھ ہزار روپے تو ایسے تھے جو موکلین لیکر حاضر ہوئے تھے یا بالکل دینے پر آمادہ تھے
مگر مولویصاحب نے محض اس خیال سے کہ وکالت ترک کردی ہی یہ رقم خطیر معاف فرمادی۔

دیانت داری کا خیال

مولویصاحب فرمایا کرتے تھے کہ ملازم سرکار کو جیسا ظاہر مین متدین ہونا ضروری ہے
ویسا ہی اندرونی اور خانگی طور پر بھی اُسکا طرز عمل درست رہنا چاہیے تاکہ لوگونکو
اُسکے تدین پر شبہہ کی گنجایش نہ رہے اور حتی الامکان اُسسے کوئی ایسا فعل نہ کرنا
چاہیے جس پر کسی کو اعتراض کرنیکا موقع ملے۔ اسی سیر چشمی۔ تقوے اور احتیاط
کیوجہ سے عامہ خلائق کے دل مولوی صاحب کی طرف مائل ہوتے تھے بلکہ
ایسے گرویدہ ہوجاتے تھے کہ بیان نہین ہوسکتا۔

مقامات کارفرمائی الہ و ہان کے باشندون کی آپکے ساتھ عقیدت

آپ صدرالصدور کی حیثیت سے علیگڈھ۔ الہ آباد۔ مرادآباد اور فتح گڈھ
مین کارفرما رہے اور تمام مقامات پر آپکو ہر دلعزیزی کی عزت حاصل رہی
جہان آپ کی عہدہ کی وجہ سے لوگ آپکی قدر و منزلت کرتے تھے وہان آپکی
حُسن اخلاق و شریفانہ برتاؤ کے باعث آپسے دلی محبت و خلوص بھی رکھتے تھے۔
چنانچہ جب آپکی ایک مقام سے دوسرے مقام کو تبدیلی ہوتی تھی تو اُسوقت اُس
مقام کے لوگ جہانسے آپ بدل کرجاتے تھے نہایت غمگین و افسردہ خاطر ہوتے
تھے اور جہان پر آپ آتے تھے وہانکے لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ
سماتے تھے۔ مثالاً مرادآباد کے جلسۂ وداعی اور علیگڈھ کے جلسۂ خیر مقدم کا
ذکر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخۂ یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء کے ایک مراسلہ سے

اختصار کیساتھ ذیل مین کیا جاتا ہی:۔

"۲۲ ستمبر ۱۸۸۱ء

کل مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سب جج نے اپنی عدالتین اخیر اجلاس فرمایا۔ دو بجے دوپہر کے کل ممبران بار بہ حیثیت مجموعی اجلاس مین آئے اور اہل عملہ اور اہلی مقدمہ کا مجمع عظیم تھا جو اس عالم مولوی کے اخیر دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے جنھون نے اس عرصہ مین کہ وہ ہم مین رہی یکسان انصاف بلا فرق رنگ ذات یا ملت کے کیا تھا اور جنھون نے اپنے فرائض کو نہایت خردمندی اور علم ولیاقت سے انجام دیا۔ مگر افسوس یہ جلسہ مثل سبھی مفارقت کے جلسونکے نہایت غمگین تھا جسوقت تک یہ جلسہ ہوتا رہا تمام وکلا آبدیدہ تھے اور خود مولوی صاحب کا دل بہت بھرا ہوا تھا۔ ایک بزرگ وکیل واقعی پھوٹ پھوٹ کے رو رہے تھے۔"

اس جلسہ مین وکلاء کی جانب سے بذریعہ تقریر مولوی صاحب کی مفارقت پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور مولوی صاحب نے انکا شکریہ ادا کیا اور قابل قدر نصیحتین کین۔ اسکے علاوہ ایک جلسہ ۲۳ ستمبر کی صبح کو مرادآباد مین باہتمام حاجی مولوی سید امداد علیخان صاحب ڈپٹی کلکٹر منعقد ہوا جسمین بہت سی یورپین و ہندوستانی رئیس وکیل اور عہدہ دار شریک تھے اس جلسہ مین حاجی مولوی امداد علیخان صاحب نے ایک پر زور اسپیچ دی تھی۔ اس جلسہ کا حال انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء مین چھپ ہوا ہے

۲۳ سپٹمبر کی شام کو علیگڈھ پہنچے اور وہانکی سب جی کا جائزہ لینے کے بعد ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء کو علیگڈھ اور بلندشہر کے رئیسون نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ ہال مین آپکی خیر مقدم کی تقریب مین دعوت کا جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسہ مین حاجی محمد اسمعیل خانصاحب اور حاجی محمد مصطفی خانصاحب نے تقریرین کین جنمین مولویصاحب کے علی گڈھ منتقل ہونے پر اظہار مسرت کیا گیا۔ اِن تقریرون کے جواب مین مولویصاحب نے حاضرین جلسہ کی عنایتون اور مہربانیون کا شکریہ ادا کیا۔

سر آکلنڈ کالون سے رابطہ اتحاد

جب آپ مرادآباد مین صدر الصدور تھے اُسی زمانہ مین مسٹر کالون جو بعد مین سر آکلنڈ کالون اور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی ہوئے ضلع بجنور کے مجسٹریٹ تھے سرکاری طور پر وہان دونون مین تعلقات شروع ہوئے جو بڑھتے بڑھتے ذاتی اعتماد۔ بھروسہ اور گہری دوستی کی حد تک پہنچ گئے یہ تعلقات نہ صرف مسٹر کالون ہی کی ذات تک محدود تھی بلکہ اُنکے تمام خاندان سے مثل آنریبل مسٹر ہنرٹ کالون۔ مسٹر ایلیٹ کالون۔ سر والٹر کالون وغیرہ سے بھی دوستانہ تعلقات قائم تھے۔

یوروپین عہدہ دارون پر مولوی صاحب کی قابلیت کا اثر

سرکاری کام کی حیثیت سے جن یوروپین عہدہ دارون سے آپکو سابقہ پڑا یا واسطہ رہا تھا اُنکے دلون کو آپنے اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے مسخر کرلیا تھا اور اپنے دوسرے ہم رتبہ عہدہ دارونسے بڑھکر آپ نے اپنی قابلیت و کاردانی کی اُنسے داد لی۔ چنانچہ ایک موقع پر ہائیکورٹ الہ آباد نے ایک مراسلہ مین

لوکل گورنمنٹ کے حضور مین آپکی تعریف بدین الفاظ کی تھی کہ "ہائیکورٹ کی رائے مین مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب ممالک مغربی وشمالی کے نہایت قابل ولائق جوڈیشل افسرونمین سے ہین" آپ نے صدر الصدوری کے فرائض اسطرح پر انجام دئیے کہ آپ ایک معتبر جج اور عمدہ قانون دان تسلیم کیے جانیکے علاوہ زود فہم اور جلد فیصلہ صادر کرنیوالے بھی مانے گئے۔

پایونیر کی رائے۔

اخبار پایونیر مورخہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ع لکھتا ہی کہ "آپ کا نام مدت تک بطور ایک اعلی سب آرڈینیٹ جج کے مشہور رہیگا اور جس خوبی سے وہ اپنی عدالت کے مقدمات نبٹاتے رہتے تھے وہ بھی مدتون یاد رہیگی"۔

جب آپ مصر سے خاص کام انجام دیکر جسکا ذکر آگے کیا جایگا واپس تشریف لائے تو آپکو سر الفرڈ لائل کی لفٹنٹ گورنری کے عہد مین سب ججی کے عہدہ سے ڈسٹرکٹ ججی اور پھر سشن ججی پر ترقی دیگئی اور دونو عہدہائے جلیلہ کے اہم فرائض آپ نے یکے بعد دیگرے ضلع رائے بریلی مین تقریباً آٹھ سال یعنے پنشن لینے تک نہایت تعریف کے ساتھ انجام دیے۔

آپکے اس تقرر پر دیسی اور یوروپین دوستون نے اظہار مسرت وطمانیت کیا لارڈ رپن نے بھی ولایت سے اس تقرر پر اظہار مسرت فرمایا چنانچہ اُن کی چٹھی ذیل مین درج کیجاتی ہی:-

۳ نومبر ۱۸۹۲ء

محب من!

لارڈ رپن بہادر نے مجھے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ آپکو لکھا جائے اور اظہار شکریہ کیا جائے بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۳۰ اگست کے۔ اور یہ بھی تحریر کیا جاوے کہ وہ اس بات کے سننے سے بہت خوش ہین کہ آپ سشن جج مقرر ہوے حضور ممدوح آپکی مہربانی آمیز مبارکباد کے بہت ممنون ہین۔

مین ہون آپکا دوست صادق

جے۔ الیس کوئین لین

کلکتہ کے اخبار انڈین یونین نے محض بر بنائے تعصب آپ کے تقرر ججی پر جو نکتہ چینی کی تھی اسکا مدلل اور پُر زور جواب ایک یوروپین نے لکھکر اُسے ساکت کر دیا تھا۔ اس مضمون کا ترجمہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۵ء مین شایع ہوا تھا۔

کتب قانونی سمجھنے کے لایق آپکو کافی انگریزی آتی تھی تاہم یہ کہا جاسکتا ہی کہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین آپ ہی پہلے شخص تھے جو ولایت مین یا انگریزی تعلیم پائے بغیر اس عہدہ پر مامور کیے گئے تھے۔

علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء مین مولوی صاحب کی سب ججی سے رائے بریلی کی ڈسٹرکٹ ججی پر روانہ ہونیکا حال تفصیل سے

لکھا گیا ہی جسکے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۵ء کو سب ججی علیگڈھ کا جائزہ رائے الیسری پرشاد کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز علیگڈھ کی ہندو مسلمان وکلا کی جانب سے مولوی صاحب کو الوداعی دعوت دیگئی جسمین نہایت گرمجوشی کیساتھ جام صحت پیے گئے اور وکلا نے خوب خوب تقریرین کین۔ پھر ۲۱ اپریل کو انسٹیٹیوٹ ہال مین ضلع علی گڈھ اور بلندشہر کے روسا کی جانب سے آپ کو ڈنر دیا گیا جسمین تقریباً ۳۰ یوروپین اور ہندوستانی جنٹلمین شریک تھے ۲۲ اپریل ۱۸۸۵ء کو مولویصاحب علیگڈھ سے لکھنو روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر آپ کی مشایعت کیلیے بہت سے عہدہ دار و معززین موجود تھے۔

تمغہ خطاب کا ملنا۔

جب آپ لکھنؤ مین تشریف فرما ہوئے تو ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء کو نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ایک خاص جلسہ مین آپ کو سی۔ایم۔جی کا تمغہ عطا فرمایا۔ اس جلسہ مین جوڈیشل کمشنر اور صاحب کمشنر انگریزی اور ہندوستانی خاص خاص عہدہ دار نیز وکلا اور اودھ کے تعلقدار شریک تھے۔ مولویصاحب موصوف نے ایک فصیح معنی خیز و مختصر اسپیچ مین حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند اور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا شکریہ ادا کیا۔

اودھ کمیشن کی طرف سے ڈنر۔

اُسی روز شام کو قیصر باغ کی بارہ دری مین اودھ کمیشن کے ہندوستانی عہدہ داران وکیلون اور ہندو مسلمان روسا نے مولویصاحب کو پرتکلف جلسۂ ڈنر دیا جسمین یوروپین اور ہندوستانی دونو بلائے گئے تھے اور شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

سابق شاہ اودھ کے بھائی اس جلسہ کے چیرمین بنائے گئے تھے۔
منشی صفدر حسین خانصاحب تعلقدار و سب جج ہردوئی اور مولوی سید فریدالدین احمد خان بہادر سب جج نے تقریرین کین۔ ان دونون صاحبون نے مولویصاحب کی اُن لیاقتون کا ذکر کیا جسکی وجہ سے گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ ججی کے لیے اُن کا انتخاب کیا تھا جنکا جواب مولوی صاحب نے ایک فصیح اسپیچ مین دیا۔ یہ سب حالات مفصل طور پر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۸ - اپریل ۱۸۸۵ء اور غالباً اودھ اخبار لکھنؤ مین بروقت چھپے تھے۔

انجام دہی فرائض - غرض آپنے اس خدمت کے فرائض نہایت لیاقت کیساتھ انجام دیے آپ کے فیصلونکو قانون دان اصحاب اور ہائیکورٹ کے جج بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے اور آپکی قانونی لیاقت و معلومات کا اعتراف کرتے تھے۔
سشن جج کی حیثیت سے تین اضلاع کے یوروپین ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور جملہ ہندوستانی عہدہ دار آپکے تحت مین تھے۔

حصول پنشن - باوجود اسکے کہ آپکے دماغی و جسمانی قوی ابھی بہت اچھے تھے اور اگر آپ چاہتے تو عرصہ تک اپنی خدمت پر رہ سکتے تھے لیکن آپ نے زندگی کے بقیہ دن یاد خدا مین بسر کرنے اور ماتحت عہدہ دارونکی ترقی نہ رکنے کی خیال سے ۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو وظیفہ لیکر خدمت سے علحدگی اختیار فرمائی۔ اُسی مہینہ مین آپکے قدیم عنایت فرما سر آکلنڈ کالون بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی بھی وظیفہ

لے کر ولایت جانیوالے تھے اسیلیے آپ اُنسے ملاقات کرنے اور اُنکو الوداع کہنے کیلیے ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کو الہ آباد تشریف لے گئے۔

آپکی علیحدگی پر لفٹننٹ گورنر کا تاسف

سر آکلنڈ کالون نے آپکی خدمت سے کنارہ کشی اختیار کرنیکا ارادہ سنکر اظہار تاسف کیا تھا اور ایک چھٹی مین آپ کو لکھا تھا کہ "مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی خدمت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہین لیکن ایک زمانہ دراز تک قابلِ قدر خدمات کی انجام دہی کے بعد آپنے آرام پانیکا استحقاق پیدا کرلیا ہی"۔ چنانچہ چھٹی مذکور کی نقل یہ ہی:-

گورنمنٹ ہاؤس۔ نینی تال

۲۶ ستمبر ۱۸۹۲ء

لفٹننٹ گورنر کی چھٹی

مائی ڈیر سمیع اللہ خان

آپکی چھٹی مورخہ ۲۳ ستمبر موصول ہوئی۔ کاغذات کے پہنچتے ہی مین آپ کی درخواست پنشن کا تصفیہ کردونگا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی خدمت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہین۔ لیکن آپ نے بہت برسونکی قابل قدر خدمت کے بعد آرام پانیکا استحقاق پیدا کرلیا ہی۔

شرح دستخط
اے۔ کالون

پایونیر کا ایک نوٹ

پایونیر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء لکھتا ہی کہ "یہ عجیب اتفاق کی بات ہی کہ جسطرح آپ کی اور سر آکلنڈ کالون کی آفیشیل زندگی کا ایک ہی زمانہ مین خاتمہ ہوا تھا

اسیطرح آپ دونو کو سفر آخرت بھی قریب ہی زمانہ مین پیش آیا چنانچہ علی گڈھ کالج ان دونو کی تعزیت مین ایک ہی دن بتاریخ ۹ ۔ اپریل ۱۹۰۸ع بند کیا گیا۔

آپکی علیحدگی پر عموماً اظہار افسوس۔

آپ نے اپنی ملازمت کا زمانہ نہایت عزت و وقعت اور ہر دلعزیزی کیساتھ بسر کیا۔ اور جب عام طور پر یہ معلوم ہوا کہ آپ خدمت سے کنارہ کشی کرنیوالے ہین تو اس کے متعلق عموماً اظہار رنج و افسوس کیا گیا اور آپکی خدمات کا ملک کے نامی گرامی اخبارون مین موثر طریق پر اعتراف کیا گیا۔

آپکی علیحدگی پر پایونیر کی رائے

چنانچہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کے پایونیر مین آپکے وظیفہ پر علیحدہ ہونیکے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ لکھا گیا:۔

''صوبہ ہذا کے صیغہ عدالت کو اس ہفتہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب سی ایم۔ جی۔ سشن جج رائے بریلی کے وظیفہ پر علیحدہ ہونیسے سخت نقصان پہنچیگا جو بیس سال کی ملازمت کے بعد اب اپنی خدمت سے کنارہ کشی کرنیوالی ہین۔ سب ججی کی حیثیت سے خدمت شروع کر کے آپ تھوڑے ہی عرصہ مین تمام سب ججون سے سبقت لیگئے تھے۔ اور جسوقت لارڈ نارتھ بروک کو اپنے ساتھ ایک ہندوستانی کو مصر لیجانیکی ضرورت ہوئی تو اُسکے لیے آپ ہی کا انتخاب ہوا تھا۔ آپنے مصر مین بڑی عمدگی سے کام کیا اور وہانسے واپس آنے پر پہلے ہی وہلہ مین آپکو سر الفرڈ لائل نے اودھ کی ججی کے لیے منتخب فرمایا۔ صوبۂ ہذا کے بہت سے مسلمانون کا نام لینا جو بلحاظ قابلیت و خصوصیات آپکی

جانشینی کیلیے موزون سمجھے جاسکین اسوقت آسان کام نہ ہوگا۔"

ضلع رائے بریلی کو انکی مفارقت کا افسوس۔

خاصکر ضلع رائے بریلی مین آپکی جدائی پر بالعموم اظہار رنج وقلق کیا گیا تھا اور آپکے اعزاز مین دیسی اور یوروپین اصحاب نے مختلف پارٹیان دی تھین چند پارٹیون کا ذکر مارننگ پوسٹ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۲ء سے اخذ کرکے ذیل مین درج کیا جاتا ہے :۔

شہزادہ شہدیو سنگھ کیجانب سے الوداعی ڈنر۔

"پرنس شہدیو سگھ نے جو سکھونکے شہزادے اور رائے بریلی مین سکونت پذیر تھے آپ کو الوداعی ڈنر دیا تھا جسمین ضلع رائے بریلی کے کل عدالتی عہدہ دار مدعو کیے گئے تھے۔ یہ ڈنر ۱۱ نومبر کی شب کو ہوا تھا۔

وکلا بریلی کیطرف سے رخصتی ضیافت

۱۲ نومبر ۱۸۹۲ء کو آپکے اعزاز مین وکلاء رائے بریلی کی طرف سے مسٹر ڈی۔ سی بیلی ڈپٹی کمشنر رائے بریلی کی کوٹھی پر پرتکلف ڈنر دیا گیا تھا جسمین ضلع کے عہدہ دار وکلا رؤسا شریک تھے۔ ۱۴ نومبر کو سہ پہر کے وقت مقامی عہدہ داران ہندوستانی کیطرف سے پارٹی دیگئی۔

ڈپٹی کمشنر کیجانب سے رخصتانہ برگنا [illegible]

۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو مسٹر ڈی۔ سی۔ بیلی ڈپٹی کمشنر رائے بریلی نے آپ کو وداعی ضیافت دی تھی۔

رانی صاحبہ تلوئی کیطرف سے دعوت۔

سب کے اخیر مین مگر نہایت پرتکلف دعوت رانی صاحبہ تلوئی کی جانب سے رای بریلی کے ٹاون ہال مین ہوئی تھی جسمین تمام یوروپین اور ہندوستانی عہدہ دار شریک تھے۔ اور روشنی وآتشبازی کا عمدہ طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

تفویض چارج

۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو مسٹر جے۔ ایس ہناگن J. S. Hannagan کو

آپ نے اپنی خدمت کا جائزہ دیدیا۔

الہ آباد کو روانگی۔

جائزہ دینے کے دوسرے ہی روز یعنے ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کو آپ رائے بریلی سے براہ فتح پور الہ آباد روانہ ہوگئے۔

سرکار مین اعزاز و رسوخ

آپکا سرکار مین اسقدر اعزاز و رسوخ تھا کہ آپ مسلمانان ہند کے دیگر سربرآوردہ قائم مقامونمین سے ایک تسلیم کیے جاتے تھے اور سرکاری دعوتون جلسون اور دربارون مین آپکو دعوتِ شرکت دیجاتی تھی۔

دربارونکی شرکت۔

چنانچہ ۱۸۷۵ء مین ملک معظم قیصر ہند کی شہزادگی ویلز کے زمانہ مین آپ کی تشریف آوری ہندوستان کی تقریب مین جو دربار لیوی ۲۶ جنوری ۱۸۷۶ء کو آگرہ مین ہوا تھا اُسمین اور جو دربار دہلی مین منعقد ہوئے اُنمین اور نیز دہلی کے دربار قیصری جو ۱۸۷۷ء مین منعقد ہوا تھا۔ آپکو شرکت کا فخر بخشا گیا تھا اور آپ کو دربار آخر الذکر مین سند بھی عطا ہوئی تھی اِسکے علاوہ اور سب دربارون اور لیویونمین وقتاً فوقتاً شریک ہوا کیے۔ یہانتک کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام دہلی لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے جو ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کا دربار منعقد کیا تھا اُسمین بھی آپ کو شریک ہونیکا اعزاز حاصل ہوا تھا۔ ماورا اُنکے وقتاً فوقتاً جو جلسے اور پارٹیان ہوتی رہتی تھین اُنمین بھی آپ شریک کیے جاتے تھے چنانچہ جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند وکٹوریہ آنجہانی کی جوبلی پنجاہ سالہ و جوبلی شصت سالہ کے سرکاری جلسونمین بھی آپ شریک کیے گئے تھے اور جوبلی آخر الذکر کے موقع پر آپ اُس ڈیپوٹیشن مین

بھی شریک تھے جو شملہ پر ہندو مسلمانوں کی جانب سے متفقہ طور پر حضور وائسرائی کی خدمت میں بغرض ادائی تہنیت حاضر ہوا تھا۔

بعض متفرق دعوتی جلسوں کی فہرست درج کیجاتی ہے جنمیں مولوی صاحب مدعو کیے گئے تھے۔ لیکن یہ غیر مکمل ہے۔

درباروں کی فہرست۔

۱۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی لیوی بمقام آگرہ۔	۲۶ جنوری سنہ ۱۸۷۶ء
۲۔ جلسہ عطائے سند دربار قیصری دہلی۔	یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء
۳۔ دربار لفٹنٹ گورنر بمقام آگرہ	۱۰ فبروری سنہ ۱۸۷۹ء
۴۔ دعوت جلسہ بال وائسرائے بتقریب سالگرہ ملکہ معظمہ	یکم جون سنہ ۱۸۹۳ء
۵۔ دربار لیوی وائسرائے۔	۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۳ء
۶۔ جلسہ بال وائسرائے بتقریب سالگرہ ملکہ معظمہ۔	۳۱ مئی سنہ ۱۸۹۴ء
۷۔ مارشنس آف لینسڈون جلسہ بال بمقام وائسریگل لاج شملہ۔	۱۰ اگست سنہ ۱۸۹۴ء
۸۔ وائسرائے کا دربار لیوی بمقام آگرہ۔	۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء
۹۔ مارشنس آف لینسڈون جلسہ بال بمقام وائسریگل لاج شملہ	۱۳ جولائی
۱۰۔ دعوت ڈنر لفٹنٹ گورنر پنجاب بمقام بارنس کورٹ شملہ	۲۵ جولائی
۱۱۔ ایوننگ پارٹی بجانب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی بمقام گورنمنٹ ہاؤس	۴ جنوری
۱۲۔ ایوننگ پارٹی بتقریب ڈائمنڈ جوبلی	۲۳ جون سنہ ۱۸۹۷ء

باب پنجم

قومی تعلیم اور رفاہ عام کے کامون سے دلچسپی اور صلح کل مسلک

حب قومی

مسلمانانِ ہند کو آپ سے زیادہ گرویدگی اس وجہ سے تھی کہ آپ مسلمانونکی حرمان نصیب قوم کا درد اپنے دلمین رکھتے تھے اور آپ اس قوم کو قعر نکبت اور تاریکی جہالت سے نکالنے کی دھن مین ہمیشہ لگے رہتے تھے۔

عربی مدرسہ کا قیام

چونکہ مولویصاحب کو اول تو خود ہی علوم عربی کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ دوسرے یہ بات بھی آپ کے مرکوز خاطر تھی کہ عامۃ المسلمین مین عربی درس و تدریس کا رواج ہو چنانچہ بمقام دہلی تقریباً سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک بڑی شان کا مدرسہ جاری کیا تھا۔

مدرسین کا تقرر

مولوی سدید الدین خانصاحب جو کلکتہ کے مدرسہ مین رئیس المدرسین کی خدمت پر مامور تھے اور پنشن لیکر دہلی چلے آئے تھے بمشاہرہ سو روپیہ ماہوار اس مدرسہ کے مدرس اول مقرر کیے گئے۔ انکے علاوہ مدرس دوم ایک فاضل اجل مولوی محمد علیصاحب اور ایک دوسرے مدرس مولوی محمد احمد صاحب مقرر کیے گئے۔ یہ سب کے سب صاحب تقوی اور دیندار تھے۔

مدرسہ کے واسطے نواب امین اللہ خان عرف امو جان نے اپنا ایک عالیشان مکان اول بلاقی بیگم کے کوچہ مین بے کرایہ دیا اور پھر دریا گنج مین

ایک حویلی بلاکرایہ دی۔

مصارف مدرسہ

اس مدرسہ مین کئی جلسے بڑی دھوم دھام کے ہوے جنمین مولویصاحب نے فصیح و بلیغ تقریرین کین۔ اس مدرسہ کا خرچ دوسو روپیہ ماہوار کے قریب تھا اور اُسکا انتظام چندہ سے تجویز کیا گیا تھا مگر چندہ کی رقم کم وصول ہوتی تھی اور اسکے اخراجات کا بار زیادہ مولوی صاحب ہی کو برداشت کرنا پڑتا تھا جب مولوی سدید الدین خانصاحب ریاست رامپور مین وہان کے مدرسہ کے انتظام و نگرانی کیلیے طلب کر لیے گئے تو اُنکے چلے جانے سے منتھی طلبہ کی تعداد کم ہوگئی۔ اس مدرسہ کے طالب علمون مین سے محمد عمر نامے ایک طالب علم منطق و فلسفہ مین ایسا ماہر تھا کہ مناظرہ مین اُس سے کوئی بازی نہین لیجا سکتا تھا۔ شروع مین امید کی گئی تھی کہ اس مدرسہ کے لیے ریاست الور سے نواب امین اللہ خان کے ذریعہ سے جو وہان وزیر تھے کوئی معقول امداد مقرر ہوجائیگی لیکن یہ امید بر نہ آئی۔ اور اہل شہر سے بھی کوئی شخص ایسا نہ نکلا جو اسکی کفالت کرتا۔ دہلی کے آدمیون کو تو تحصیل علم کا مطلق شوق نہ تھا۔ پردیسی طلبہ اسمین آکر پڑھتے تھے چونکہ غدر کے بعد اہل دہلی کو ایسا مقدور نہ باقی رہا تھا کہ وہ اب بھی پہلے کی طرح اُن کی گزر اوقات کا انتظام کرتے اسیلیے باہر سے بھی طلبہ کا آنا بند ہوگیا اور مولوی صاحب کو بھی بوجہ پیشۂ وکالت زیادہ تر آگرہ مین قیام کرنا ہوتا تھا۔ ان تمام اسباب کے جمع ہو جانے سے یہ مدرسہ بالآخر تقریباً

سنہ ۱۸۶۸-۹ء مین بند ہوگیا۔

مدرسۃ العلوم علیگڈہ کی قیام مین کوشش اور اعانت۔

مولوی سید احمد خانصاحب کے دل مین ایک عرصہ سے مسلمانون کی اعلی تعلیم کے لیے عمدہ اور قابل اطمینان انتظام کرنیکی خواہش موجزن تھی۔ مولویصاحب نے اُنکے خیال کی تائید کرکے اس کوشش مین اُنکا پورے طور پر ساتھ دیا اور اپنی نیک و مفید مشورون سے اُنکی ہمت بندھوائی۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیے سید احمد خانصاحب نے جو صدر کمیٹی بنارس مین قائم کی تھی ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۷۳ء اور ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ء کو علیگڈہ مین اُسکی سب کمیٹی کے اجلاس منعقد ہوئے جسکے سکرٹری مولوی صاحب تھے اور ان اجلاسونمین بلندشہر اور علی گڈھ کی بہت سے سربرآوردہ اور معزز حضرات شریک تھے۔ ان مین مولوی صاحب نے تقریرین کین اور اُن تقریرون مین مدرسۃ العلوم مجوزہ کے ماتحت مدرسہ جاری کرنے کی تحریک کی چنانچہ اجلاس آخر الذکر مین آپ نے فرمایا تھا کہ "مدرسۃ العلوم کی مخالفت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکے رفع کرنیکی کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین کہ ایک ماتحت مدرسہ بطور نمونہ کے علیگڈہ مین قائم کیا جائے جسکے طریقۂ تعلیم سے لوگون پر ظاہر ہوجائے کہ جو تعلیم صدر کمیٹی بنارس نے تجویز کی ہے وہ کسی طرح اصول اسلام کے برخلاف نہین ہے"۔ آپکی یہ تجویز بالاتفاق پسند کی گئی۔ اور اس جلسہ مین جو بعض علماء اہل اسلام شریک تھے اُنھون نے اُس طریقۂ تعلیم کی نسبت جو مولوی صاحب نے اُس جلسہ مین بیان فرمایا تھا تسلیم کیا کہ خلاف شرع

نہین ہے ۔چنانچہ اسکا نیک نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ بمقابلہ اور سب کمیٹیون کے اس جلسہ مین چندہ زیادہ مقدار مین لکھا گیا سب کمیٹی کی اس تجویز کو صدر کمیٹی بنارس نے پسند کر کے مولوی صاحب سے درخواست کی جو اُس زمانہ مین علیگڈھ کے سب جج تھے کہ علیگڈھ مین مدرسہ ماتحت جاری کیا جائے ۔مولوی صاحب نے قیام مدرسہ کے متعلق صدر کمیٹی کے مقاصد کو نہایت کوشش اور جانفشانی سے انجام دیا ۔بالآخر مولویصاحب کی سعی مشکور ہوئی اور ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو جو ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تھا ایک جلسہ مین جو بصدارت مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ و رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڈھ منعقد ہوا تھا مدرسہ کے افتتاح کی رسم ادا کیگئی اس موقع پر مولوی سید احمد خان صاحب بھی بنارس سے تشریف لائے تھے ۔

مدرسہ کے افتتاح کے بعد یکم جون ۱۸۷۵ء سے اسمین جماعت بندی کے ساتھ تعلیم بھی شروع ہو گئی ۔

سید صاحب کا پہلا لاہور کا سفر

سید احمد خانصاحب نے مدرسۃ العلوم کو ترقی دینے اور اُسکو کامیاب بنانیکے لیے زندہ دلان پنجاب سے مدد و اعانت حاصل کرنے کی غرض سے لاہور کا جو پہلا سفر ۱۸۷۴ء مین کیا تھا اُسمین سید محمود صاحب ۔خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل میر ظہور حسین صاحب وکیل ۔سید زین العابدین صاحب ۔مرزا عابد علی بیگ صاحب وغیرہ کے علاوہ آپ بھی مع اپنے فرزند حمید اللہ خانصاحب کے اُن کے ہم سفر تھے ۔

چونکہ قیام مدرستہ العلوم کے زمانہ مین آپ علیگڈھ مین سب جج کی حیثیت سی تشریف رکھتے تھے اور آپ کی پابندی شرع اور حسن اخلاق و نیک سیرتی کی باعث عامتہ المسلمین پر آپ کا بہت اچھا اثر تھا اسیلیے سید احمد خانصاحب نے مدرستہ العلوم کے لیے علیگڈھ کو منتخب فرمایا تھا اور حق یہ ہے کہ قیام مدرستہ العلوم کے متعلق آپ سے جسقدر مدد و امداد پہونچنے کی توقع تھی اُس سے بڑھکر آپ نے اُسمین مدد و اعانت فرمائی۔

قیام مدرسہ کی تجویز کا پہلا جلسہ

جو لوگ مدرستہ العلوم کی ہسٹری سے واقف ہین وہ اس سے انکار نہین کر سکتے کہ آپنے قیام مدرسہ کی تجویز سوچنے کی غرض سے پہلا جلسہ باوجود عام مخالفت کے علیگڈھ مین اپنی کوٹھی پر منعقد فرمایا تھا اور آپ کے ایسا کرنیسے بہت سی مخالفانہ خیال کے لوگون کے خیالات کی اصلاح ہوگئی تھی۔

مختصر یہ ہے کہ اگر ابتدا مین سید صاحب کو آپسے مدد نہ ملتی تو وہ قیام کالج کی متعلق اپنے ارادہ مین ایسی نمایان کامیابی حاصل نہ کرسکتے۔ فی الحقیقت یہ آپ ہی کی مدد اور کوشش تھی جس نے ایک ایسا کالج قائم کرنے مین سید صاحب کو جلد کامیاب کیا جسکی نظیر اسوقت ایشیا بھر مین نہین ہی۔

آپکی سعی و امداد کا سید صاحب کو اعتراف

سید صاحب خود مولویصاحب کی مدد و امداد اور سعی و کوشش کے تہ دل سی معترف تھے چنانچہ ۱۸۷۵ء مین سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت مین جو اڈریس آنکی تشریف فرمائی مدرستہ العلوم ہونیکے موقع پر

پیش کیا گیا تھا اُس مین سید صاحب نے نہایت صاف دلی سے مولوی صاحب کی نسبت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ :-

"کمیٹی کی جانب سے مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر لازم ہے یہ حقیقت مین مولوی صاحب ہی کی کوشش اور توجہ تھی جس سے کمیٹی کو اس کالج کے قائم کرنے مین کامیابی ہوئی۔ اگر مولوی صاحب کالج کا انتظام اپنے ذمہ نہ لیتے اگر مولوی صاحب بورڈنگ ہاؤس کے انتظامی اور تعلیمی امور کی نگرانی نہ کرتے تو کالج کا اتنی جلد کُھلنا ممکن نہ تھا"

آپ کی نسبت سر ولیم میور کے حوصلہ افزا الفاظ۔

اس اڈریس کے جواب مین سر ولیم میور نے جو تقریر فرمائی تھی اُسمین اُنھون نے آپ کا ذکر ان حوصلہ افزا الفاظ مین کیا تھا :-

"مولوی[۵] سمیع اللہ خانصاحب سب جج علیگڈھ دل وجان سے کالج کی ترقی مین ساعی ہین اور کالج نے اسقدر جلد جو ترقی کی ہے اُسمین بڑی حد تک آپ ہی کی سعی و کوشش شریک ہے"

قیام مدرسۃ العلوم کے متعلق آپ کی مساعی کوشش کا ذکر

۱۸۷۷ء مین علیگڈھ کالج کے سالانہ جلسہ کے موقع پر سید صاحب نے کالج کے متعلق جو رپورٹ پڑھکر سُنائی تھی اُس مین اُنھون نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ :-

"جس کالج کی رپورٹ آپ حضرات کو پڑھکر سنائی گئی ہے یہ مولوی سمیع اللہ خانصاحب کے

---

[۵] دیکھو انگریزی لائف سید احمد خان مصنفہ کرنل گریہم کا صفحہ ۲۵۸۔

مستقل ارادہ اور صحیح رائے کی بدولت قائم ہوا ہی۔ کالج فنڈ کمیٹی جس کے ممبر
مولوی سمیع اللہ خان بھی تھے اور جس نے مدرستہ العلوم کے قائم کرنیکا منصوبہ باندھا
تھا اُسکی یہ رائے تھی کہ جب تک کافی رقم (۱۵ لاکھ روپیہ) جمع نہ ہوجائے
اُسوقت تک مدرسہ یا کالج نہین جاری ہوسکتا۔ اس رائے سے مولویصاحب نے
اختلاف فرمایا اور جب کمیٹی اس اختلاف کی پروا نہین کی تو اُنھون نے
مخصوص فیاضی سے کام لیکر ایک فہرست چندہ کھولی اور اپنے پہلے چندہ کے
علاوہ اسمین بھی ایک ہزار روپیہ سے چندہ مین شرکت کی۔ اور اسطرح پر جب
روپیہ جمع ہوگیا تو اُنھون نے مدرستہ العلوم قائم کردیا۔"

خدمات کالج کی متعلق لارڈ ڈفرن کا شکریہ

۸ نومبر ۱۸۸۴ء مین ہز اکسلنسی لارڈ ڈفرن والسرائے کشور ہند نے کالج فنڈ کمیٹی کی
اڈریس کے جواب مین جو تقریر فرمائی تھی اُسمین اُنھون نے آپکی نسبت ارشاد
فرمایا تھا کہ "صاحبو کالج ہذا کو مختلف طریق سے جو مدد مولوی سمیع اللہ خانصاحب سے
پہنچی ہے اُسکا حال مجھے بھی معلوم ہوا ہی۔ اُنھون نے کالج کی جو خدمات
انجام دی ہین اُنکے لیے اُنکا شکریہ مین اپنی طرف سے اور نیز تمام حاضرین کی
جانب سے ادا کرنے کا یہ موقع پاکر بہت خوش ہون۔"

علیگڈھ کالج آپکی احسانات کا زبان حال سے معترف ہی

ان شہادتون کے علاوہ علیگڈھ کالج کے درودیوار زبان حال سے
اس بات کی شہادت دے رہے ہین کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب نے
کالج پر وہ احسانات کیے ہین جنکے شکریہ سے مدة العمر قوم عہدہ برآ نہین ہوسکتی

آپکے نام کے اُن متعدد کتبون سے جو علیگڈھ کالج کے مختلف مقامات پر منقوش ہین ذیل کا کتبہ ناظرین کی آگاہی کے لیے درج کیا جاتا ہے:-

علیگڈھ کالج مین آپکے نام کا کتبہ

"ترقی خواہان قوم اگرچہ از چند سال د رپئے قیام این مدرسہ کہ ذریعۂ سود و بہبود قومی است و بجہت تعلیم و تربیت اطفال نعمت غیر مترقبہ صرف ہمت میکردند۔ مگر اجرائی آن بحیز تاخیر می افتاد۔ جناب مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر رئیس دہلی جرأت و ہمت رابکار بردند و بتاریخ بست و چہارم مئی ۱۸۷۵ء کہ روز سعید سالگرہ ملکۂ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند بود این مدرسہ را اجرا فرمودند۔ تمامی ممبران کمیٹی مدرستہ العلوم مشکور و ممنون شان بودہ اند و باظہار شکر گزاری خود ہا این لوح را نصب مینمایند و این منزل را بنام نامی جناب ممدوح موسوم می سازند"

اسماء معاونین مدرسہ۔

سید صاحب کے حالات زندگانی مصنفۂ کرنل گریہم (بزبان انگریزی) کے صفحہ ۲۰۷ پر لکھا ہے کہ:-

" لکچر کے کمرہ کی چاردیواری پر سنگ مرمر کی چار سلین نصب ہین جنمین سے دو پر کالج کے بہت بڑے معاونین کے نام کندہ ہین اور دو لوحین کالج کے آنیوالے محسنون کے لیے چھوڑ دیگئی ہین۔ جن چار حضرات کے نامون کا یہان ذکر کیا گیا ہے یہ ہین:-

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ ایم۔ جی جو لارڈ نارتھ بروک کیساتھ مصر تک گئے تھے اور سید احمد خان کے قوت بازو تھے۔

راجہ سید باقر علیخان۔ سی۔آئی ای۔ایک ذی مرتبت شیعہ۔

کنور لطف علیخان ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر جو کئی پشتون سے دائرہ اسلام مین داخل ہو چکے ہین۔

مولوی سید مہدی علی نظام گورنمنٹ حیدرآباد کے فنانشل سکرٹری۔

سکونتی کوٹھی۔

اس بات کا اظہار اس موقع پر بیجا نہ ہوگا کہ اسوقت (۱۹۰۹ء) تک جس بنگلہ مین کالج کے متعدد کلاسون کو درس دیا جاتا ہے وہ بوقت قیام مدرسہ مولویصاحب کی رہنے کی کوٹھی تھی اور قیام مدرسہ کی تجویزین سوچنے کے لیے رؤسا علیگڈھ کی جو سب سے پہلی کمیٹی منعقد کی گئی تھی وہ بھی اسی مین منعقد ہوئی تھی اور مدرسۃ العلوم کے طلبہ مین سب سے پہلے رجسٹر مین جو نام اول درج کیا گیا تھا وہ آپ کے بڑے فرزند محمد حمید اللہ خان صاحب کا تھا جو اسوقت حیدرآباد مین چیف جسٹس کے عہدہ پر ممتاز ہین۔

ایجوکیشنل کانفرس کی صدارت

مسلمانان ہند کی تعلیم کے مسٔلہ کے متعلق بمقام علی گڈھ ڈسمبر ۱۸۸۶ء مین محمڈن ایجوکیشنل کانگرس (جسکا نام بعد مین "محمڈن ایجوکیشنل کانفرس" سے تبدیل ہوا) کا جو پہلا جلسہ منعقد ہوا تھا اُسکی صدارت بھی آپ ہی نے فرمائی تھی۔

بورڈرونکے ساتھ بزرگانہ برتاؤ۔

علیگڈھ کالج کے وہ قدیم طالب علم جنکو مولوی صاحب کے انتظام و اہتمام کی زمانہ مین بورڈنگ ہاوس مین رہنے کا اتفاق ہوا ہی پورے طور پر واقف ہونگے کہ آپ بورڈرونکے ساتھ کس بزرگانہ شفقت و محبت سے پیش آتے تھے اور انکی

دُکھ درد مین کس دلسوزی سے شریک ہوتے تھے۔ اگر احیاناً کوئی بورڈر بیمار پڑجاتا
تھا تو آپ والدین سے بڑہ کے اُسکی غور و پرداخت اور دلداری فرماتے تھے۔
اپنے ہاتھ سے دوا پلاتے تھے۔ رات دن مین کئی کئی مرتبہ اُسکے پاس تشریف
لیجاتے تھے اور دیر تک اُسکے پاس ٹھہرے رہتے تھے۔ المختصر آپ نے اپنی
عمدہ برتاؤ اور حُسن اخلاق سے طالب علمون کے دل مُٹھی مین لے رکھے تھے
بورڈرونکے دلون مین بھی آپ کی سچی وقعت و بے ریا محبت تھی۔

طلباسے کالج سے مولویصاحبکا برتاؤ۔

ٹرسٹی مدرسۃ العلوم ہونیسے انکار کرنیکے بعد بھی آپ کالج کے طلبہ سے
عزیزانہ و بزرگانہ برتاؤ فرماتے تھے۔ جہان کہین مدرسۃ العلوم کے طالب علم آپکو
مل جاتے تھے تو اُنکو دیکھکر آپ خوش ہوتے تھے۔ سُنا ہی کہ جب ۱۸۹۵ء
مین آپ کو نواب سروقار الامرا مدار المہام وقت نے سرکاری طور پر دعوت دیکر
حیدرآباد بلایا تھا تو آپ نے مدرسۃ العلوم علی گڈہ کے قدیم طلبہ مقیم حیدرآباد پر
بزرگانہ شفقت فرماکر اُنکو جلسۂ ایٹ ہوم مین طلب فرمایا تھا اور ہر ایک سے بڑی
اخلاق اور تپاک سے ملے تھے۔ اور زمانۂ قیام علیگڈہ مین ہر روز مدرسہ کے
لوگ اور طالب علم اُنسے مشورہ اور امداد کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

مدرسۃ العلوم کی ترقی و بہبود کا خیال۔

اگرچہ مولوی صاحب اپنے انتقال سے کئی سال قبل بپابندی قواعد جدید
مدرسۃ العلوم کے ٹرسٹی بننے سے دو مرتبہ انکار فرما چکے تھے لیکن حسب دستور قدیم
آپ مدرسہ کو اپنے نیک اور مفید مشورون سے برابر فائدہ پہنچاتے تھے۔

مدرستہ العلوم کے ایک سچے خیر خواہ اور دلی معاون کی طرح آپ اُن بھلے اور برے اثرات سے متاثر ہوتے رہتے تھے جو وقتاً فوقتاً اُس پر مترتب ہوتے تھے اُسکی ترقی وکامیابی کا حال سُنکر آپ کو جسقدر خوشی اور مسرت ہوتی تھی اُسیقدر اُسکے خلاف کوئی بات سُنکر رنج وملال بھی ہوتا تھا۔

جب ۵ ڈسمبر ۱۹۰۷ء کو مولوی مشتاق حسین صاحب (نواب وقار الملک بہادر) مدرستہ العلوم کے آنریری سکرٹری منتخب ہوئے تو اس سے آپ کو بے حد خوشی ہوئی تھی کیونکہ نواب صاحب وہ شخص تھے جو ۱۸۷۵ء مین جبکہ وہ بتعلق ملازمت علیگڈھ مین مقیم تھے۔ قیام مدرستہ العلوم کی ابتدائی کوششون مین نہایت مستعدی وسرگرمی سے مولوی صاحب کے شریک رہے تھے یہان تک کہ کمیٹیون کی روداد بھی خود اپنے ہاتھ سے قلمبند فرماتے تھے نواب مشتاق حسین صاحب کالج کے انتظامی امور مین ہمیشہ مولوی صاحب سے مشورہ لیتے تھے اور دونو کی پالیسی ہمیشہ ایک ہی قسم کے اسلامی اصول پر مبنی رہی۔ بس اسطرح پر کہا جاسکتا ہے کہ مولوی صاحب کا اثر اسوقت تک مدرسہ مین موجود ہے۔

میور کالج کی مسلمان طلبہ کیلیے بورڈنگ ہاوس کا افتتاح

آپ نے الہ آباد مین اپنے بڑے صاحبزادے مولوی محمد حمید اللہ خان کی تحریک سے میور سنٹرل کالج الہ آباد کے مسلمان طلبہ کیلیے ایک بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح سر آکلنڈ کالون لفٹنٹ گورنر وقت کے ہاتھ سے ۱۱ مارچ ۱۸۹۲ء کو کرایا تھا جسکے

کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد بھی آپنے اُسکی سرپرستی نہین چھوڑی۔ آپ کے فیض توجہ سے اس بورڈنگ ہاؤس کو نمایان ترقی ہوئی اور اُسوقت سے ابتک یہ بورڈنگ مسلمان طلبہ کیلیے بے انتہا آرام دہ اور نہایت مفید ثابت ہوتا چلا آرہا ہی تخمیناً ستر ہزار روپیہ کی عمارت بن چکی تھی اور تیس ہزار روپیہ کے صرف سے اب ۱۹۰۹ء مین اُسکی توسیع ہورہی ہی۔ اسکی دیکھا دیکھی ہندوون نے بھی میور سنٹرل کالج کی متعلق ایک بورڈنگ ہاوس علیحدہ قائم کرلیا ہی۔ اور دوسرے مقامات پر بھی اسی نمونہ کی بورڈنگ ہاؤس قائم ہوتی جاتی مین

صلح کل پالیسی

جسطرح آپ ترقی تعلیم کے خواہان تھے اُسی طرح آپ اتفاق اور اتحاد کو دل سے پسند فرماتے تھے۔ آپکا مسلک صلح کل تھا۔ آپ نہ صرف مسلمانون ہی کے باہمی اتفاق کے خواہان اور اُسمین کوشان رہتے تھے بلکہ آپ ہندو اور مسلمانون کے اختلاط و ارتباط مین بھی ہمیشہ بجان و دل سعی فرماتے رہتے تھے بارہا ایسا اتفاق ہوا ہی کہ ہندو مسلمانون کے درمیان غلط فہمی سے تفرقہ پردازی شروع ہوئی اور وہ آپکی مدبرانہ و ناصحانہ کوشش کے اثر سے بہت جلد نسیاً منسیا ہوکر باہمی ربط و اتحاد کی صورت مین بدل گئی ہی۔ اور از سر نو میل جول پیدا ہوگیا ہے

ہندو مسلمانونکو باہم ملانا اور اتحاد کا قائم رکھنا۔

جو لوگ علیگڈھ کے ہندو مسلمانونکی اُس باہمی کشیدگی و رنجش سے واقف ہین جو ان دونو کے مذہبی تہوار اور مراسم کے وقت علی الاعلان فتنہ و فساد و شور و شر کی صورت مین نمایان ہوا کرتی تھی اُنسے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ یہ سید صاحب اور آپ ہی کا اثر تھا کہ ۱۸۹۶ء مین جبکہ محرم اور دسہرہ ایک ساتھ آکر واقع

ہوئے تھے ہندو مسلمانون کو گلے ملادیا تھا اور ہندو محرم کے مراسم مین اور مسلمان دسہرہ کی تقریب مین شریک ہوئے تھے۔

چنانچہ ان دونو تقریبونکے بخیروخوبی اور برادرانہ اخلاص وارتباط کیساتھ انجام کو پہنچنے کی مبارکباد کیلیے فریقین کی متفقہ خواہش سے جو جلسہ منعقد ہوا تھا اُس مین منشی دھرج لال صاحب وکیل علی گڈھ نے اس اتحاد وارتباط کا ذکر اپنی تقریر کے ضمن میں حسب ذیل کیا تھا۔

خلاصۂ تقریر منشی دھرج لال۔

"× × × × × × خصوصاً سال حال مین یہ بات زیادہ وقعت کیساتھ قدر کرنیکے لائق ہی کہ باوجود اُن فتنہ انگیز افواہون اور وحشت آمیز خبرونکے جو اضلاع قریب کے واقعات سے متعلق عام طور پر مشہور تھین اور خیالات فتنہ انگیزی برانگیختہ کرنے مین کافی طاقت رکھتی تھین یہان کے باشندون پر اُنکا کچھ اثر نہین ہوا بلکہ بجائے اسکے کہ یہ افواہین باہمی اختلاف بڑھانیکے لیے کوئی اثر پیدا کرتین۔ امسال باہمی اتفاق مین امید سے زیادہ ترقی حاصل ہوئی اور دونو فریق نہایت گرمجوشی اور خوشی کیساتھ ایک دوسرےکے میلون مین شریک ہوتے رہے اور ہر ایک میلہ کی آرایش اور رونق کی ترقی مین باہدگر اظہار خوشی کا کرتے رہے پس اس موقع پر ہم اس بات کے کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اصول ان تمام عمدہ خیالات اور بنیاد ان حسن انتظامات کی وہی اشاعت تعلیم کی ہی جسکی ترقی مین اس ضلع کو خاص عزت حاصل ہے اور جسکی روشنی ہمارے فخر قوم آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر

سی-ایس-آئی-اور ہمارے مخدوم ومعظم جناب محمد سمیع اللہ خانصاحب سی-ایم-جی-کی دلی توجہ سے روز بروز پھیلتی جاتی ہو اور جہالت کا اندھیرا دور ہوتا جاتا ہے۔

ہندو مسلمانونکی تفریق و مغائرت کا انسداد

اسکے دس گیارہ برس بعد جب ۱۸۹۷ء مین ملکہ معظمہ قیصر ہند وکٹوریہ آنجہانی کی شصت سالہ یا الماسی جوبلی منائی گئی تھی تو کمشنری میرٹھ کے ہندوا ور مسلمانون نے تہنیتی اڈریس پیش کرنیکے لیے اپنا اپنا ڈیپوٹیشن شملہ پر حضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند کی خدمتمین لیجانے کی تجویز کی تھی- چونکہ اس سے ہندو مسلمانون مین تفریق اور مغائرت کا خیال پیدا ہوتا تھا اسیلیے آپ نے اسوقت بھی اپنی صلح کل پالیسی رکھی جسکی وجہ سے ہندو مسلمان بالاتفاق بارگاہ گورنری مین تہنیتی اڈریس پیش کرنیکے لیے گئے- غرض آپ قومی اور مذہبی تعصب کو پولیٹکل امور مین کبھی داخل نہین ہونے دیتے تھے اور جب کبھی ان تعصبات کے باعث مسلمانونکے باہم یا ہندو اور مسلمانون مین آپ کبھی تفرقہ پردازی کی جانب رجحان دیکھ پاتے تھے تو حتی الامکان اُسکے مٹانے کی سعی فرماتے تھے- یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی فریق کو آپ سے کسی خاص فریق کی جنبہ داری کرنے کی شکایت نہین پیدا ہونے پائی-

باب ششم

دیسی ریاستونکی ملازمت

شہرۂ لیاقت

مولویصاحب کی شہرت صرف برٹش انڈیا تک ہی محدود تھی بلکہ آپکی لیاقت وقابلیت اور خوش تدبیری کا شہرہ دیسی ریاستونمین بھی تھا اور اکثر اوقات دیسی ریاستون سے بڑی بڑی خدمتون پر آپکی طلبی ہوئی تھی لیکن آپ ہمیشہ انمین تعلق ملازمت پیدا کرنیسے بچتے رہتے تھے۔ خاصکر ریاست حیدرآباد جسکا سررشتۂ ملازمت دیگر تمام دیسی ریاستونسے ممتاز اور موقر سمجھا جاتا ہی اور اکثر لوگ حیدرآباد کی ملازمت کے شائق رہتے ہین اس مین بھی بارہا آپکے لیے چیف جسٹسی جیسی اعلی خدمت کیلیے طلبی ہوئی لیکن آپنے بتعلق ملازمت وہان جانا قبول نہین کیا چنانچہ اسکا مختصر حال ذیل مین درج کیا جاتا ہی

سرسالار جنگ اول کا مولویصاحب کو طلب کرنا

نواب سرسالار جنگ اول مدار المہام نے حیدرآباد کی میر مجلسی (چیف جسٹسی) کیلیے آپکو طلب فرمانیکے ساتھ ازراہ قدردانی یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ اُنکے فرزند کے نام تین سو روپیہ ماہوار منصب جاری کیے جاوینگے اسکے علاوہ آنکو سرکاری خرچ سے ولایت بھیجکر تعلیم دلائی جاویگی اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہوکر واپس آوینگے تو سرکار عالی مین اُنکو کوئی ممتاز خدمت بھی دی جاویگی۔ اس موقع پر مولوی سید مہدی علیصاحب (نواب محسن الملک بہادر) معتمد

مالگزاری کی گزارش کا مضمون مع شرح دستخطی خاص نواب سر سالار جنگ اول ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:-

گزارش مولوی سید مہدی علیخان

"دی روز خط مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب متضمن انکار محض از آمدن اینجا وقبول نوکری این سرکار رسید۔ مولویصاحب موصوف بصراحت تحریر مینمایند که یکهزار و ہشت صد روپیہ سکۂ حالی را ہم کمتر میدانم وبمقابله نوکری اینجا فائدۂ معتدبه خیال نمیکنم ویکهزار و پنجصد روپیہ ہرگز منظور نیست۔ اگرچه کمترین اطلاع داده بودم که بعد یکسال سه صد روپیہ اضافه خواهد شد۔ مگر مولویصاحب آن را منظور نمینمایند بدانست من این معامله را ختم باید کرد و خیال طلب مردم مستغنی المزاج چون مولوی محمد سمیع اللہ خان نباید فرمود۔ سرکار پانزده صد روپیہ را ہم زیاده تصور میفرمایند۔ و مولویصاحب ہیجده صد روپیہ را ہم کمتر خیال میکنند۔ پس تصفیۂ این معامله چگونه می تواند شد۔ فقط یکم محرم ۱۲۹۵ھ

دستخط مولوی سید مہدی علیصاحب

حکم نواب سر سالار جنگ اول مرحوم

حقیقت این است که بنظر حالاتیکه بساعت می رسند تصور میکنم که فی الحقیقت مولویصاحب لائق اند و در حق ایشان در خصوص لیاقت و غیره ہر چه گفته شود بے جا نیست لیکن رعایت مواجب ہائے حالیه عہده داران وغیره اینجا ہم ضروریست بہتر این خواہد بود که مولوی صاحب رخصت شش ہفته یا دو ماه یا سه ماه گرفته بیایند اگر صورتے بحسب رضامندی طرفین برآید که از آن اتفاق ماندن مولویصاحب

درانیجا شدن تواند خوب خواہد شد و الا بدادن کل خرچ سفر آمد و رفت مولوی صاحب مراجعت نمایند کہ قباحتے نخواہد بود۔ یکم محرم ۱۲۹۵ھ

شرح دستخط نواب سر سالارجنگ اول مرحوم

حیدرآباد مین آپ کے بلائے جانے کی کارروائی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ رزیڈنٹ وقت سر رچرڈ میڈ نے یکم اگست ۱۸۷۸ء کو سر جارج کوپر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی سے بھی آپکی خدمت مستعار لینے کے متعلق اجازت حاصل کرلی تھی لیکن آپ نے سر سالارجنگ اول کی قدر دانی اور توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرکے برٹش ملازمت سے منتقل ہونیسے انکار کر دیا تھا۔ جیساکہ ذیل کی سرکاری تحریر اور اسکی جواب سے ظاہر ہوگا۔

روبکار عدالت دیوانی ضلع مراد آباد

روبکار عدالت دیوانی ضلع مراد آباد

باجلاس مسٹر ولمٹ لین بہادر جج واقع ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۸ء

ڈاکٹ صاحب رجسٹرار بہادر ہائی کورٹ نمبر ۱۷۶ امورخہ ۱۹ ماہ حال مع نقل چھٹی صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی نمبر ۳۲ ؍ ۳۱ - الف مورخہ ۱۷ ماہ حال (جسکا ترجمہ درج ذیل ہے) بدین مضمون موصول و ملاحظہ ہوا کہ جج صاحب ماتحت سے بہت جلد کیفیت مطلوبہ گورنمنٹ طلب کرکے بھیجدیجیے۔ فقط

ترجمہ چٹھی صاحب سکرٹر گورنمنٹ نمبر ۳۱۳۴ موسومہ صاحب رجسٹرار بہادر ہائی کورٹ

بجواب آپکی چٹھی نمبر ۱۶۶۶ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۷۸ء کے نقل خط وکتابت موصولہ سررشتہ اسسٹنٹ رزیڈنٹ اول حیدرآباد کی آپ کے پاس بھیجی جاتی ہی جسمین گورنمنٹ سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان جج ماتحت مرادآباد کو ایک یا دو برس کی رخصت اس غرض سے دیجاوی کہ وہ ہز ہائنس نظام الملک کے یہان امتحاناً مقرر ہون۔ نواب لفٹنٹ گورنر کو مولوی صاحب کو ایک سال کی رخصت بلا تنخواہ عطا کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا لیکن اس سے بیشتر آپ سے یہ درخواست کیجاتی ہی کہ حکام عدالت العالیہ (ہائیکورٹ) مولوی سمیع اللہ خانصاحب سے یہ دریافت کرلین کہ آیا وہ حیدرآباد جانے پر رضامند ہین۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نقل روبکار ہذا اطلاعاً بخدمت جج ماتحت صاحب بہادر مرادآباد مرسل ہو۔ فقط

روبکار عدالت ججی ماتحت ضلع مرادآباد باجلاس مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر جج ماتحت۔ واقع ۴ نومبر ۱۸۷۸ء

روبکار صاحب جج ماتحت ضلع مرادآباد۔

روبکاری جناب صاحب جج بہادر مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۸ء۔

بمطبق ڈاکٹ صاحب رجسٹرار بہادر ہائیکورٹ نمبر ۱۷۶ مورخہ ۱۹ ماہ مذکور و چٹھی صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند ممالک مغربی وشمالی نمبر ۳۱۳۴ مورخہ ۷ ماہ مذکور اس مضمون سے پہنچی کہ اگر مین حیدرآباد جانے پر رضامند ہون تو بیشگاہ

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سے ایک برس کی رخصت بلا تنخواہ عطا فرمائی جائیگی
بجواب اُسکے ملتمس ہون کہ مجھے معلوم ہوا ہی کہ سرکار نواب نظام الملک میری تنخواہ
الصار۔۔ ماہوار سکہ حیدرآبادی جو قریبًا مساوی ساڑھے بارہ سو روپیہ سکہ انگریزی کے
ہوتے ہین مقرر کرنا چاہتی ہے مگر مجکو اس تنخواہ پر حیدرآباد جانا منظور نہین ہے۔

حکم ہوا کہ

نقل اس روبکار کی جوابًا خدمت مین جناب صاحب جج بہادر کے مرسل ہو
المرقوم ۴ نومبر ۱۸۷۸ع

دستخط مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب

نواب سر سالار جنگ اول کے بعد نواب سر سالار جنگ ثانی نواب سر آسمانجاہ
اور نواب سر وقار الامرا بھی اپنے اپنے عہد وزارت مین آپ کو عہدۂ میر مجلسی کیلیے
مدعو فرماتے رہے کیونکہ اُنکی نظرون مین بھی آپ سے بڑھکر کوئی ایسا شخص نہین
تھا جو یہان کے عدالتی انتظام کی تنظیم کر سکتا۔

نواب سر سالار جنگ ثانی کا مولوی صاحب کو بلانا

اس موقع پر نواب سر سالار جنگ ثانی عماد السلطنۃ بہادر کا حکم جو اُنھون نی
معتمد پولیٹیکل کو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے تقرر میر مجلسی کے متعلق دیا تھا۔
اور نیز وہ تار جو نواب محسن الملک بہادر معتمد پولیٹیکل نے مولویصاحب کی خدمتمین
بھیجا تھا درج کیا جاتا ہے :-

حکم نواب سر سالار جنگ ثانی

حکم نواب سالار جنگ ثانی۔

"معتمد پولیٹکل

از تحریر مولوی سید حسین کہ بمن حالا موصول شدہ معلوم میشود کہ حالت حافظ عبد الکریم نہایت خراب بلکہ قریب بمرگ است۔ نہایت افسوس است مگر از قضائے الٰہی چارۂ نیست اگر خدا نخواستہ حافظ صاحب انتقال نمایند ضرور است کہ بر عہدۂ ایشان شخصے لائق و قابل کار میر مجلس عدالت العالیہ کہ بمنزلہ چیف جسٹس ہائیکورٹ میباشد مقرر کردہ شود۔ و میخواہم کہ مولوی سمیع اللہ خان را اگر ایشان قبول نمایند عہدۂ مذکور آفر نمایم۔ آن مہربان درصورت وفات حافظ صاحب از مولوی سمیع اللہ خان بذریعۂ تار برقی استفسار نمایند کہ آیا ایشان عہدۂ مذکور بمشاہرہ دو ہزار و پنجصد روپیہ حالی قبول خواہند نمود یا نہ۔ اگر قبول نمایند مراد ما حاصل و دل ماشاد۔ والا ضرور خواہد بود کہ برائے شخص دیگر تجویز کردہ شود۔ درصورت اقبال ضرور خواہد بود کہ مولوی سمیع اللہ خان بعجلت خود را درین جا برسانند۔

مورخہ ۵/۶/۴

شرح دستخط نواب عماد السلطنۃ

ترجمہ تار برقی

بخدمت مولوی سمیع اللہ خان بہادر مراد آباد

منجانب مہدی علی حیدر آباد ۲۹ اگست ۱۸۸۷ء

معتمدصاحب پولیٹیکل کا تار۔

سرکار مدار المہام کو آپ کا جواب مطلوب ہی اور خواہش فرماتے ہین کہ آپ اپنی رائے بدلین۔ اگر ہائیکورٹ سے اس بارہ مین آپ سے استفسار کیا جاے تو میرے خط کے پہنچنے تک جواب نہ دینا“

دیگر وزراے حیدرآباد کو مولوی صاحب کی طلبی کا خیال۔

نواب عماد السلطنتہ کے بعد جب نواب سر آسمانجاہ بہادر مدار المہام ہوئی تو انھون نے بھی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مولوی صاحب کی لیاقت وقابلیت کا شہرہ سُنکر انکو حیدر آباد ہائیکورٹ کی میر مجلسی کے لیے بُلانا چاہا۔ اور پھر اُنکے بعد جب نواب سر وقارالامرا بہادر خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے تو اُنھون نے بھی مثل اپنی بشیرون کی مولوی صاحب کی لیاقت وقابلیت کی قدردانی فرماکر اُنھین حیدر آباد کی ہائیکورٹ کی میر مجلسی پر بُلانے کی کوشش فرمائی۔ مولوی صاحب ہمیشہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ اور مدار المہامان ریاست کی قدردانی اور یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرکے اس خدمت کے قبول کرنیسے معافی چاہتے رہے اور خیرخواہانہ مشورہ دینے پر آمادہ وتیار رہی۔ اسکو حسن اتفاق سمجھنا چاہیے کہ جس خدمت کے لیے مولوی صاحب کی استقدر ضرورت تھی اُسی خدمت پر حضرت اقدس واعلی حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے کمال قدردانی وبندہ پروری آنکے خلف الصدق کو ممتاز فرمایا ہی۔ یہ عزت بھی گویا مولوی صاحب ہی کو حاصل ہوئی۔

مولوی صاحب کی ایک چٹھی مندرجہ پاؤنیر کا اقتباس

مولوی صاحب کی ایک چٹھی جو ۲۲ مارچ ۱۸۹۴ء کے پاینیر مین شایع ہوئی تھی چونکہ اُس سے ایک حد تک طلبی حیدرآباد کے واقعات پر روشنی پڑتی ہی اسلیے

اُسکا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہی :-

"چونکہ آپکے حیدرآبادی نامہ نگار نے میرے نام کو اُن ریمارکس کے ساتھ جو ۱۸ مارچ کے پایونیر مین شایع ہوئے ہین پبلک کے سامنے پیش کیا ہی۔ لہذا مین امید کرتا ہون کہ آپ مجھکو حیدرآباد کے ہایکورٹ کی چیف جسٹسی کی خدمت پر میرے مجوزہ تقرر کے متعلق اصلی واقعات کے اظہار کی اجازت دینگے۔

شائد یہ آپ کے نامہ نگار کو معلوم نہین ہی کہ مین نے خود اس منصب جلیلہ کی حاصل کرنے کی کبھی خواہش یا کوشش نہین کی بلکہ بخلاف اسکے سالہا سال قبل حیدرآباد کے روشن خیال مدارالمہام سر سالار جنگ اول نے بطور خود یہ خدمت مجھے پیش فرمائی تھی۔ اُس زمانہ مین مین صرف ایک سب جج تھا گورنمنٹ نظام نے مجھکو اُسوقت کی تنخواہ سے المضاعف تنخواہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا اُسکے بعد اُن ہی مدارالمہام نے پھر دوبارہ حیدرآباد کی چیف جسٹسی کی خدمت مجکو پیش کی اور اسکے ساتھ ترغیب کے طور پر یہ اضافہ فرمایا تھا کہ گورنمنٹ نظام میرے بڑے لڑکے کے نام مادام الحیات تین سو روپیہ ماہانہ کا منصب مقرر فرمائیگی۔ اور اُسکی تعلیم ولایت کے تمام اخراجات جنکی مجموعی مقدار تیس ہزار روپیہ ہوتی تھی وہی اپنے ذمہ لے گی اور جب وہ ولایت سے واپس آئیگا تو اُسکو کسی خدمت پر سرفراز کیا جائیگا۔ یہ صرف زبانی باتین نہین تھین اور نہ ایسی تھین جو بلا غور اور تحقیق کے کی گئی تھین۔ سر سالار جنگ اول خوب مجھسے واقف تھے اور

اُنھون نے میری خدمات مستعار لینے کے متعلق بتوسط صاحب رزیڈنٹ وقت گورنمنٹ آف انڈیا سے مشورہ کیا تھا یہانتک کہ رزیڈنٹ وقت نے گورنمنٹ نظام مین میری خدمات منتقل کیے جانیکے متعلق سرجارج کوپر سے اجازت بھی حاصل کرلی تھی۔ اسکے بعد ۱۸۸۵ء مین لعہد مدار المہامی نواب سرسالارجنگ ثانی حیدرآباد سے نہایت اصرار کے ساتھ مجھے اسی خدمت کیلیے پیام آیا تھا اور نوابصاحب معزنے مجھے ۲۵ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ دینی چاہی تھی۔ اور میری طلبی مین تار بھیجا تھا لیکن مین نے ان دونو موقعون پر اپنے یوروپین دوستونکی مشورہ پر عمل کرکے جنمین سے لبعض اُسوقت ہائیکورٹ الہ آباد کے جج تھے گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت سے گورنمنٹ نظام کی ملازمت کو بدلنے سے انکار کردیا تھا۔ مجکو خود میری گورنمنٹ ہی سے میری خدمات کا بہت کچھ صلہ ملا۔ مین مصر مین کارِ خاص کیلیے منتخب کیا گیا اور پھر سر الفرڈ لائل نے اودھ مین مجکو ڈسٹرکٹ ججی کے عہدہ پر ممتاز کیا اور سر آکلنڈ کالون نے اپنے زمانہ مین میری خدمات کی قدردانی فرماکر میرا تقرر سشن ججی کی خدمت پر فرمایا۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوئی دوسرا دیسی شخص اس قسم کی خدمت کیلیے موزون نہین خیال کیا جاتا تھا۔ ڈسٹرکٹ اور سشن جج کی حیثیت سے مین رائے بریلی مین سات سال سے زیادہ رہا جسطرح پر مین نے پرتاب گڈھ۔ سلطان پور اور رائے بریلی کی ڈسٹرکٹ اور سشن ججی کے فرائض انجام دیے ہین اُسکا حال سرکاری کاغذات سے

مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہی۔ اسمین شک نہین کہ بہت سے لوگون کو مجھسے رشک ہی اور اُنکے نزدیک اُردو دان شخص کا سشن ججی کی خدمت پر ترقی کرکے پہنچنا ایک ناقابل معافی امر ہے۔ کسی ایسے عہدہ دار کی خلاف رائی خواہ وہ کیسا ہی اعلی درجہ کا کیون نہ ہو جسکو میرے متعلق غلط اطلاع دی گئی ہی میری وقعت اور عزت کو متزلزل نہین کرسکتی۔ جن اضلاع مین مجکو عدالتی عہدہ دار کی حیثیت سے کام کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہی اُن مین سے ہر ضلع کی لوگ میری لیاقت وقابلیت کا سب سے بہتر اندازہ کرسکتے ہین اور میرے خصائل صحیح سے میرے ابنائے وطن بمقابلہ کسی یوروپین کے زیادہ واقف ہین۔

گذشتہ سال صیغہ راز مین مجھ سے کہا گیا تھا کہ سر آسمانجاہ کی یہ خواہش ہے کہ مین چند سال گورنمنٹ نظام کی ملازمت مین بسر کرون۔ اور اب جیسا کہ آپکا نامہ نگار بیان کرتا ہی نواب وقار الامراء نے خودبخود مجکو چیف جسٹس مقرر کرنیکے متعلق رزیڈنٹ حیدرآباد سے رسل ورسائل کی ہے ان تمام باتون سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ حیدرآباد کے چار مدار المہامون نے جو میرے ملک کے معززین مین سے ہین اور جو مجکو اس سے بہتر جانتے ہین جیسا کہ ایک یوروپین افسر کسی باشندہ ہند کو جان سکتا ہے۔ مجکو اس خدمت کے لیے سب سے زیادہ موزون خیال فرمایا ہی۔ میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ اس طرح پر حیدرآباد کے

چار مدار المہامون نے مجھے انتخاب فرمایا۔ اور مسٹر بلوڈن نے جو اختلاف کیا ہی اُس سے مین بُرا نہین مانتا۔ سر سالار جنگ اول نے جنکی فہم و فراست ضرب المثل ہی مجکو گورنمنٹ نظام کی عدالتونکی تنظیم کے لیے سب سے زیادہ موزون خیال فرمایا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہو کہ مسٹر بلوڈن کی نظر انتخاب کس پر پڑتی ہی اسکے بعد جو اعزاز مجھے حاصل ہو سکتے ہین اُسکے لیے مین ذاتی طور پر گورنمنٹ آف انڈیا سے توقع رکھتا ہون۔ اگر مجھکو ملازمت مین زندگی بسر کرنے کی آرزو اور تمنا ہوتی تو مین اپنے محسن سر آکلنڈ کالون سے اُنکے وظیفہ پر علیحدہ ہوینکے وقت کیون اس بات کی منت وسماجت کرتا کہ مجھے بھی وہ اپنے ساتھ وظیفہ پر علیحدہ ہونیکی اجازت مرحمت فرمائین × × × × × × ×

مجکو اسکا علم نہین ہو کہ مسٹر بلوڈن نے میرے تقرر سے کس بنا پر اختلاف کیا ہی۔ لہذا مین اسکی نسبت کچھ نہین کہنا چاہتا۔ مگر یہان خودستائی کے طور پر نہین بلکہ واقعہ کے طور پر مین اسقدر کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ مسٹر بلوڈن کی مخالفانہ رائین میری اُس شہرت اور وقعت کو نہین مٹا سکتین جو ایک مقنن کی حیثیت سے مجکو حاصل ہی اور جسکا اعتراف بڑی حد تک پریوی کونسل اور ہندوستان کے ہائیکورٹون کے ججون کے فیصلون مین کیا گیا ہے۔ جہان میرے فیصلے بڑے بڑے مقدمات مین ہمیشہ بحال و برقرار رکھے گئے ہین۔

جو یادداشت مین نے مصر کی عدالتونکے متعلق مرتب کی تھی اور جو ارل نارتھ بروک

ہائی کمشنر مصر کی رپورٹ کے ساتھ بطور ضمیمہ شریک کی گئی تھی اُس پر وزیر ہند سے اظہار شکریہ کیا گیا اور بارگاہ ملکہ معظمہ قیصر ہند سے خطاب سی۔ایم۔جی مرحمت فرمایا گیا۔ سی۔ڈی کمیشن منعقدہ ۱۸۹۳ء کی رپورٹ کی جسکے تین ممبرون مین سے ایک مین بھی تھا۔ہوس آف کامنس کی کمیٹی مین بڑی تحسین وآفرین ہوئی۔

مجھے اس سے کچھ سروکار نہین کہ مسٹر پلوڈن (اگر وہ اقتدار رکھتے ہین) حیدرآباد کی چیف جسٹسی پر کس کا تقرر کرینگے۔مین ہمیشہ حضور نظام اور اُنکے چارون مذکورۂ بالا مدارالمہامون کا مرہون منت اور سپاس گزار رہونگا جنھون نے یکے بعد دیگرے اس عہدۂ جلیلہ کے لیے میرا خیال فرمایا۔"

نواب سروقارالامرا کی مدارالمہامی کے زمانہ مین حیدرآباد کی ایک کارسپانڈنٹ نے اپریل ۱۸۹۴ء کے الہ آباد ریویو مین جو ایک مضمون بعنوان "ریاست حیدرآباد اور اُسکا نظم ونسق" شایع کرایا تھا اُسمین سے وہ حصہ اقتباس کرکے ذیل مین درج کیا جاتا ہی جس مین اُس نے مولویصاحب کے ریاست حیدرآباد کی چیف جسٹسی پر طلب کیے جانے کی کیفیت لکھکر مولویصاحب کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا تھا:-

الہ آباد ریویو

"× × × × × × تھوڑے عرصہ سے ہمارے کان مین اخبارونکے ذریعہ سے یہ خوش آیند صدا آرہی ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر سی۔ایم۔جی پنشن یافتہ ڈسٹرکٹ وسشن جج رائے بریلی کی تجویز عہدۂ چیف جسٹسی پر

بلانے کی ہو رہی ہی گو کہ اکثر ہندوستان کے ذیعلم اور لائق اور اخبارون کے شوقین لوگ تو مولویصاحب کے نام سے اور فی الجملہ حالات سے واقفیت رکھتے ہونگے۔ مگر ہم اُن حضرات کے مطلع کرنیکے لیے (جو اپنی محدود واقفیت اور عدم شوق اخبار بینی کی وجہ سے مولویصاحب ممدوح سے کماحقہ واقفیت نہین رکھتے ہین) مولویصاحب موصوف کے مختصر حالات لکھتے ہین تاکہ اُنکو بھی واقفیت حالات کے بعد رائے دینے کا موقع ملے۔ واضح ہو کہ مولویصاحب ممدوح کا خاندان عہد شاہی سے دہلی کا ایک مشہور معزز علمی خاندان ہی۔ اُنکے دادا صاحب شاہی زمانہ کے دہلی کے علما رمین نہایت بڑے عالم و فاضل گنے جاتے تھے اُنکے والد اور تینون عم بزرگوار گورنمنٹ انگلیشیہ کے نہایت معزز عہدون پر رہے اور اُنکے ماموں صاحب دہلی کے نہایت مشہور و سربرآوردہ وکیلون مین سے تھے مولویصاحب موصوف دہلی کے مشہور فاضل مولانا مفتی صدر الدینخانصاحب مرحوم کے ممتاز اور مشہور شاگرد ہین۔ بعد الفراغ تحصیل مولوی صاحب ممدوح نے ہائی کورٹ مغربی و شمالی مین ایک عرصہ تک اعلی درجہ کی وکالت کی ہے اور ہمیشہ وہان کے سربرآوردہ وکلا مین ممتاز رہے ہین جسوقت ہائیکورٹ کی زبان انگریزی قرار پائی اور وکلار کی بحث زبان انگریزی مین ہونے لگی تو تمام بغیر انگریزی دان وکلاء مین اول شخص مولویصاحب موصوف ہی تھے جنکو خاص اعزازی طور پر قدردان گورنمنٹ نے سب ججی یعنی صدر الصدوری کا

با وقعت عہدہ عطا فرمایا۔ ایک معتد بہ زمانہ تک مولویصاحب نے اُس فرض منصبی کو نہایت عمدہ طور پر ادا کیا چنانچہ اُس زمانہ کے اکثر دقیق فقہی اور قانونی بحثوں کے فیصلے جناب ممدوح کے انگریزی اور اُردو اخبارون مین شایع ہوئے ہین۔ بارہا حکام ہائی کورٹ و پریوی کونسل نے مولوی صاحب کے فیصلون کی اپنے فیصلون مین تعریف کی ہے۔ آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ سے مشہور لائق شخص نے اپنی قابل قدر کتاب محمڈن لا مین ایک باب جناب موصوف کے ایک فیصلہ کی بنا پر جو کہ پریوی کونسل سے بحال رہا تھا بنایا ہے۔ سب ججی کی آخری زمانہ مین مولوی صاحب کو اظہار لیاقت اور استعمال کا وہ بے نظیر موقع ملا جو دنیا مین شاذ و نادر ہی لوگون کو ملا کرتا ہے یعنی گورنمنٹ نے لارڈ نارتھ بروک صاحب کے ساتھ مصر جانیکے لیے مولویصاحب ممدوح کو منتخب فرمایا۔ برٹش سلطنت کی تاریخ مین یہ ایک پہلی اور تعجب خیز صورت تھی کہ ایک ہندوستانی افسر خاص صیغہ راز مین مقرر کر کے ملک غیر مین بھیجا جائے۔ مولوی صاحب موصوف لارڈ ممدوح کے ساتھ ملک مصر کے مختلف مقامون مین رہے اور کار مفوضہ کو اس حسن و خوبی سے انجام دیا کہ حضور قیصر ہند دام اقبالہا کی پیشگاہ سے مولویصاحب کو تمغہ اور خطاب (سی۔ ایم۔ جی) عطا ہوا۔ مصر سے واپس آنیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد جناب ممدوح باوجود ملازم متعہد اور انگریزی دان نہ ہونیکے استثنائی صورت کے طور پر ضلع رائے بریلی کے ڈسٹرکٹ جج اور پھر سشن جج مقرر کیے گئے

اور سات سال سے زیادہ قابل تعریف طور پر اس اہم ذمہ داری کے کام کو انجام
دیکر خود پنشن لی۔ سال گزشتہ پنشن لینے کے بعد جناب ممدوح کو عالی جناب لارڈ
لینسڈون سابق وائسرائے ہند نے ایک خاص تحقیقات کی کمیشن مین ممبر مقرر کیا
جسکی نسبت جناب ممدوح نے ایک رپورٹ لکھکر پیش کی اور وائسرائے موصوف نے
اُسکا شکریہ ادا کیا۔ ہمکو صحیح طور سے معلوم ہی کہ سر سالار جنگ اول وثانی نے
اپنے اپنے عہد وزارت مین نہایت خواہش اور اصرار کے ساتھ مولوی صاحب
ممدوح کو عہدۂ چیف جسٹسی پر اپنے ہان کی مقررہ تنخواہ سے پانچ سو روپیہ اضافہ پر
بلایا تھا بلکہ ایک مرتبہ گورنمنٹ سے باضابطہ تحریک بھی کی گئی تھی مگر مولوی صاحب نے
ہمیشہ انکار ہی کیا اب اگر فی الحقیقت یہ افواہی اور اخباری خبر کچھ اصلیت رکھتی ہے
اور درحقیقت ایسی تجویز ہوئی ہی اور مولوی صاحب ممدوح کا بھی کچھ قصد ہی تو
ہم تہ دل سے ریاست کو مبارکباد دیتے ہین اور ایمانداری کے ساتھ کہتے ہین
کہ یہ تجویز جس عہدہ دار نے پیش کی ہے وہ بلاشبہ سر سالار جنگ اول کی طرح
ریاست کا سچا خیر اندیش اور وفادار ہی۔ اور نہایت وثوق کے ساتھ اظہار
کیا جاتا ہی کہ یہ انتخاب وہ بے نظیر انتخاب ہے کہ جسکے لیے اگر تمام ہندوستان کے
لائق۔ عالی دماغ تعلیم یافتہ اور صاحب الرائے لوگونکے ووٹ لیے جائین
تو یقیناً سب کی رائین اتفاق کی جانب ہونگی۔ کیونکہ یہ مسلمہ بات ہی کہ مولوی صاحب
ممدوح ہندوستان کے اُن مشہور اور معدودے چند لائق مسلمانون مین کہ ایک

ممتاز فرد ہین جنکا نظیر قوم مین نہین پایا جاتا۔ مولوی صاحب ہائیکورٹ کے پہلے
وکیل تھے جو ایک دم سے سب جج بنائے گئے۔ وہ پہلے اردو دان تھے جو
ڈسٹرکٹ جج بنائے گئے۔ انکے سوا کوئی ہندوستانی اردو دان سشن جج نہین
بنا۔ شرع مین اور انگریزی توانین مین اُنکی لیاقت مستند ہے اُنکو قاضی و مفتی
و جج کہا جائے تو بجا ہی + + + + + + + + + +"

باب ہفتم

سیاحت یوروپ

سفر ولایت

جس قومی غرض وغایت کو مدنظر رکھکر سید صاحب نے سفر ولایت اختیار کیا تھا اُسی کو پیش نظر رکھکر مولوی صاحب نے بھی ولایت کے سفر کی زحمت گوارا فرمائی تھی۔ آپ علیگڈھ سے ۱۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو بعزم سفر ولایت بمبئی روانہ ہوئے تھے۔ آپ کے ہمراہیوں مین مسٹر حامد علیخان (حال بیرسٹر لکھنؤ) فرزند مولوی حکیم امجد علیخان صاحب رئیس امروہہ و ڈپٹی کلکٹر ضلع متھرا۔ مسٹر محمد رفیق (حال سشن جج) فرزند خان بہادر ڈپٹی الہی بخش صاحب اسسٹنٹ انجنیر اور آپکے بڑے صاحب زادے محمد حمید اللہ خان تھے جو بغرض تعلیم ولایت گئے تھے۔ مولوی صاحب کی روانگی کے قبل ۱۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو طلبۂ مدرسۃ العلوم نے مولویصاحب ممدوح کو اڈریس دیا جسکے جواب مین مولویصاحب نے طلبہ کو بزرگانہ نصیحتین فرمائین ۔ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء کی شام کو آپ بمبئی سے پننشولا اورنیٹل کمپنی کے جہاز سورت مین سوار ہوکر یوروپ روانہ ہوئے۔ اثنار سفر ولایت مین آپ نے جن جن مقامات کی سیر فرمائی اور جو جو چیزین ملاحظہ فرمائین اُن کا حال آپ نے ایک کتاب کی صورت مین قلمبند کرکے شایع فرمایا جو نہایت شوق سے دیکھا گیا اور اُس سے عازمان ولایت کو بصیرت حاصل ہوئی۔ یہ سفرنامہ ایسا مفید و دلچسپ تھا

کہ کنور جوالا پرشاد صاحب بہادر سی - ایس آئی نے ۱۸۸۲ء مین اُسکو انگریزی مین ترجمہ کر کے نیومن اینڈ کمپنی کلکتہ کے ذریعہ سے شایع کیا - اور سنا جاتا ہے کہ مولوی صاحب سے اجازت لیکر کسی صاحب نے مدراسی زبان مین بھی اسکا ترجمہ کیا تھا لیکن وہ ہمکو نہین ملا -

سفرنامہ کی اشاعت

اصل سفرنامہ جو اُردو مین تھا کئی مرتبہ طبع ہوا - مگر اب وہ اور طبع انگریزی کم یاب ہین - سفرنامہ کی تمہید مین آپ نے اپنے سفر یورپ کے متعلق جو اپنا خیال ظاہر کیا تھا اُسکو ہم اس موقع پر آپ ہی کے الفاظ مین سفرنامہ مطبوعہ عمدۃ المطابع امروہہ ۱۳۰۸ھ سے لیکر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آپ اپنے نامہ کے صفحہ ۲ مین تمہیداً فرماتے ہین کہ :-

سیاحت کے فوائد -

"سیاحی و ملکون کی سیر ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اُسکی ہر زمانہ مین قدر و تعریف ہوتی آئی ہے - انسان کی عقل کو روشنی خیالات کو ترقی مختلف قسم کے تجربے جیسے اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو سکتے ہین ایسے اور کسی چیز سے میری رائے مین حاصل نہین ہوتے بلکہ اگر مبالغہ نہ خیال کیا جائے تو زندگی کا لطف ہی یہ ہے جو آدمی سفر نہین کرتا اُسکی صاف مثال اُس گڑھے کے مینڈک کی سی ہے جسکی حکایت کو سب جانتے ہین جب تک آدمی سفر نہ کرے اُسوقت تک یہ مضمون عمدگی سفر کا ایک خیالی مضمون ہوتا ہے اور اقناعی طور سے تسلیم کیا جاتا ہے - لیکن تجربہ کے بعد بلاشبہ عین الیقین کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے -

میرے دل مین ایک مدت سے دو سفرون کا شوق تھا ایک تو عرب کے سفر کا

اور دوسرے یورپ کے سفر کا۔ عرب کے سفر کو زیادہ تر تعلق مذہبی حالت سے ہی اور یورپ کے سفر کو انسان کی بھلائی۔ ملکی و قومی ہمدردی اخلاقی و معاشرتی و دماغی قوی و خیالات کی ترقی سے ہے۔ مین نے عرب کا سفر ہنوز نہین کیا ہے × × × × × × × × مین خیال کرتا ہون کہ میرے اس یوروپ کے سفر کی تقدیم سے میرے ہندوستان کے مسلمان بھائی مجھ سے خوش نہ ہونگے اور مین جانتا ہون کہ ہر قسم کے اعتراضات والزامات مجھ پر کرتے ہونگے اسیلیے کبھی کبھی میرا یہ ارادہ ہوتا تھا کہ مین اُسکے وجوہ لکھون یا کم سے کم اُنکی سمجھ کے موافق مثبت کے مذہبی مسئلہ کو جو ہر مشکل کا آسان کرنے والا اور رہزناوک اعتراض کی عمدہ سپر متصور ہے پیش کر دون لیکن چونکہ اس سے میری اصلی غرض فوت ہوتی تھی اسیلیے مین نے اُس طریقہ کو پسند نہین کیا۔

عام خیالات کا اندازہ

میری اصلی غرض یہ ہی کہ مین اپنے مخالف و موافق دوستون کے خیالات اور اُنکی اندرونی طینت سے واقف ہون اور نہ تنہا مین بلکہ سب لوگ واقف ہون وہ نازک خیالیان کرین طبیعت کی جولانیان دکھائین مضمون پر مضمون اور آرٹیکل پر آرٹیکل اخبارون مین چھپین۔ مجالس مین میرا ذکر خیر ہو کوئی آنکھین میچ میچ کے کوئی آنکھونکو جھپکا جھپکا کر اشارون سے کوئی خندۂ زیر لبی سی باتین کری رمز و کنایات و اشارہ بازیان ہون اور اُنکو مین پڑھون سنون و دیکھون لطف اُٹھاؤن "

انگریزی اخلاق کا تذکرہ۔

ایک جگہ آپ نے اپنے سفرنامہ مین انگلستان کے انگریزون کے اخلاق کا چربہ اُتار کر باشندگان ہند کی اُس غلط فہمی کو دور کرنیکی کوشش فرمائی ہی جو ہندوستان مین انگریزون کے برتاؤ سے اُنکو اکثر ہوتی رہتی ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"جو شخص انگلستان نہ آئے اور یہان کے امرا اور جنٹلمینونکی ملاقات نہ کرے وہ ہندوستان کے انگریزون کے برتاؤ کو دیکھکر بلاشبہ یہی جانیگا کہ انگریزون کی قوم کے ہی اخلاق بُرے ہین۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے اُنکی قوم کے ہرگز اخلاق خراب نہین ہین۔ میل جول اُن کا لائق تعریف ہے زمانہ بالکل بدلتا جاتا ہی ہمارے افسران ہندوستانی کو بھی اپنے میل جول کے طریقون مین اصلاح و تبدیلی ضرور ہی"

ایک مقام پر آپ اپنے ملک کے لوگونکو تعلیم کا شوق دلانیکے لیے اپنے سفرنامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

انگلستان کی دولتمندی کا سبب۔

"ملک (انگلستان) کی دولتمندی کی حالت دیکھکر بے اختیار یہ سوال ہوتا ہی کہ ایسی دولتمندی کیونکر ہوئی۔ اُسکا جواب بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ لیاقت سے اور جب پوچھا جائے کہ لیاقت کیونکر آئی تو یہ جواب ہوگا کہ تعلیم و تربیت سی"

ایک جگہ آپ اپنے ملک کے لوگون کے دلون مین حب الوطنی اور آزادی رائے کی قدر جاگزین کرنیکی غرض سے اپنے سفرنامے مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

اہل یورپ کی ملکی و قومی بہی خواہی۔

"لبرل و کنسرویٹو کے باہمی اختلافات و حالات کو سنو اور دیکھو تو تعجب ہوگا لیکن اپنے ملک و قوم کے نفع و نقصان و ترقی و تنزل مین پوری صاف دلی سی

کوشش کرنیوالے ہین۔ایک ادنی سے خرچ کو جبکو وہ بیجا جانتے ہین اپنی ملک پر عائد ہونے نہین دیتے۔ اور اُسمین بڑے سے بڑے وزیر کی رائے سے اختلاف کرنے کو موجود مجارٹی کا پورا ادب کرتے ہین"

انگلستان کی اعلی تعلیم

ہندوستان کے لوگون کے دلون مین تعلیم کا ولولہ اور شوق پیدا کرنیکی غرض سے آپ نے اپنے سفرنامہ مین انگلستان کی اعلیٰ تعلیم کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ غرض آپکے سفرنامہ مین بہت سی ایسی باتین ملتی ہین جنسے باشندگان ہند قومی ترقی اور قومی فلاح وبہبود کی جانب آسانی کے ساتھ راغب ہوسکتے ہین۔

آپکا جہاز سورت نامی بمبئی سے روانہ ہوکر سوئز پہنچا اور دہان جاکر اس جہاز کو بدلنا پڑا۔سوئز سے اسکندریہ تک آپ بسواری ریل تشریف لے گئے۔اسکندریہ کا حال ہم آپ کے سفرنامہ سے ماخوذ کرکے آپ ہی کے الفاظ مین یہان درج کرتے ہین:۔

اسکندریہ کا حال۔

"ریل پرسے ہم سب اُترے یہان ہمارا دوسرا جہاز جسکا نام پیرا تھا کھڑا ہوا تھا ریل کی فرودگاہ سے اُس جگہ تک جہان پیرا جہاز سمندر مین تھا کچھ فاصلہ تھا بیچ کے فاصلہ کو ہم سب نے ایک چھوٹی دخانی کشتی پر طے کیا۔جہاز کی روانگی مین توقف تھا لہذا مین وحمید اللہ وراس صاحب الگزنڈریہ کی سیر کو گئے۔ہم ایک فٹن پر سوار ہوئے اور ایک مصری آدمی ہمارے ساتھ ہوا۔شہر مین ہوتے ہوئے اُس مشہور

مینار کو دیکھنے گئے جو الگزنڈریہ مین کھڑا ہوا ہی اور جسکے قیام کو الگزنڈریہ مین قریب
دو ہزار برس کے ہوئے ٹھیک زمانہ اس مینار کی ابتدائی تعمیر کا تو معلوم نہین ہوا ہی
مگر جو تصویرین جانورونکی و علامات اُس پر کندہ ہین یہی اُسوقت کی ایک تحریر واقعات
کی تھی اُنکے پڑھنے والونکی یہ رائے ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے پندرہسو
برس سے زیادہ کا بنا ہوا ضرور ہی۔ جہان وہ مینار اب کھڑا ہے وہ ایک ویرانہ ہی
زمین بھی وہان کی ہموار نہین ہی اکثر جگہ وہان نجاست پڑی تھی قریب اُسکے ایک
قبرستان ہی۔ مجھے بڑا افسوس آیا کہ ایسی عمدہ چیز تاریخی جسکے دیکھنے کو دور دور سی
لوگ آتے ہین کیسی بُری حالت سے ہی کہ اُس جگہ کھڑے ہونیسے بھی نفرت آتی ہی
ایسی جگہ ضرور مصفا و مسطح ہونی چاہیے تھی کوئی چمن یہان ہونا چاہیے تھا۔ مینار کی
دیکھنے کے بعد ہمنے ایک باغ دیکھا مگر وہ ہمکو پسند نہ آیا۔ کوئی بھی بات اُس مین
خوبی کی ہمکو معلوم نہ ہوئی۔ وہان سے ہمنے چاہا کہ محمد علیشاہ کے محلون کو دیکھین۔ اُنکا
دیکھنا بغیر اجازت کے نہین ہو سکتا تھا لہذا اول ہم ایک انگریزی افسر کے پاس گئے
جو الگزنڈریہ مین رہتے ہین۔ راس صاحب نے اُن سے جا کر باتین کین اور ایک
سارٹیفکٹ حاصل کیا اُسی جگہ کے قریب تار گھر تھا ہم وہان گئے اور ہمنے ہندوستان کو
اپنے الگزنڈریہ پہنچنے کا تار دیا اور پھر اُس سارٹیفکٹ کو لیکر ایک مصری افسر کی پاس گئے
اُسنے اُسی سارٹیفکٹ پر اجازت تحریر کر دی اُسکو لیکر ہم گئے اور محلونکی خوب سیر کی۔ اس
عمارت کو اور اُسکے موقع اور آرایش کو ہم سب دیکھکر نہایت ہی مسرور ہوئی۔ لب دریا وہ

محل ہی کمرے انگریزی قطع کے ہین مگر نہایت وسیع اور خوش قطع تمام طلائی کام اُسمین جا بجا ہو رہا ہی ہر کمرہ عمدہ شیشہ آلات میزون - کرسیون و پلنگو نسے مرتب ہے ہر ایک کمرہ مین جدا جدا رنگ کا سامان ہی اور نہایت ہی بیش قیمت - شہر بھی نہایت آباد پُر رونق ہی تمام بازار گو بہت وسیع نہین ہی مگر تنگ بھی نہین ہین تجارت کو یہان بہت ترقی معلوم ہوتی ہی - کثرت سے لباس لوگون کا انگریزی ہے ٹوپیان البتہ ترکی لال تھین - رنگترے ہمنے وہان خریدے نہایت ہی شیرین تھے ایسے شیرین ہمارے ملک مین نہین ہوتے ہم تھوڑی دیر بازار مین فٹن سے اُتر کر بعض بعض سوداگرونکی دُکانون مین بھی گئے وہ انگریزی بولتے تھے ہمسے کئی آدمی وہان کے ملے جو کچھ عربی بولتے تھے مگر اچھی نہین اور ہم جو بولتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ نحوی ہین ہم اور بھی چیزین وہان دیکھتے لیکن جہاز کے کپتان نے جسوقت ہمکو واپس آنیکو کہا تھا وہ وقت قریب آگیا لہذا ہم سب اپنے جہاز کو چلے آئے "

اسکندریہ سے جہاز پیرا مین سوار ہو کر مولوی صاحب برنڈزی ہوتے ہوئے شہر وینس پہنچے اور وہان بحری سفر ختم ہوا - شہر وینس پہنچنے اور دیگر مقامات کا حال خود مولویصاحب کے الفاظ مین اس موقع پر سفرنامہ سے نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی :-

وینس کی سیر

"جب ہم وینس پہنچے اور وینس کو ہمنے دیکھا تو ہمنے یہ سمجھا کہ اس سے بہتر اور جگہ نہ ہوگی - اول ہی روز شب کو ہم باہر نکلے ڈوجس پیلیس کے سامنے پہنچے -

دیکھا کہ نہایت وسیع بازار ہی تمام دکانین کھلی ہوئی ہین گیاس کی روشنی ہے تمام
دکانین کے دروازے شیشہ کے ہین ہزار ہا روپیہ کا جواہر رکھا ہے ہر قسم کے زیور
مرصع وسونے وچاندی کے اُن شیشونکے دروازہ کے اندر رکھے ہین ہر شخص
دکان کے باہر سے اُن سب چیزونکو دیکھ سکتا ہی بڑے بڑے عمدہ ومرتب کافی
ہوس کھلے ہوئے ہین اندر سنگ مرمر وسنگ ابری کی میزین کثرت سے رکھی ہین
کرسیان وکوچین مخمل سے منڈھی ہوئی بچھی ہین وہان جاؤ بیٹھو چاہو برف کھاؤ چاہو
چاہ پیو چاہو کسی قسم کا گوشت کھاؤ ہر چیز موجود ہے چاہ برف تو ہر وقت تیار رہتی ہے
اگر کھانے کو حکم دیا جائے تو دس منٹ بعد تیار ہے - اٹلی مین یہ رسم ہی کہ رات کو
تمام لوگ باہر پھرتے ہین کافی ہوسون مین کھاتے ہین بازار کی سیر کرتے ہین -
صدہا کرسیان کافی ہوسون کے برآمدون مین اور اُسکے سامنے بازار کے صحن
مین بچھی ہوئی ہین اُن پر سب بیٹھتے ہین دس گیارہ بجے تک تمام بازار کھلے
رہتے ہین عورت ومرد اعلیٰ وادنیٰ سب سیر کرتے رہتے ہین گیاس کی روشنی اس قدر
ہوتی ہی کہ رات بمنزلہ دن کے ہوجاتی ہی وینیس کا شہر تمام پانی مین بنایا گیا ہے
سب طرف پھرو دیکھو تمام شہر پانی مین بسا ہوا ہے - محلون کے بیچ مین نہر ہی
دل چاہے نہر ہی نہر تمام شہر کے محلون کی سیر کر آؤ - صدہا کشتیان کھڑی ہین اور
ہر جگہ پھرتی ہین جسقدر دور چاہو پیدل جاؤ جہان سے دل چاہے کشتی مین سوار
ہو لو جہان چاہو چلے جاؤ سمندر ہی مین یہ نہر ہے اور اسی نہر مین ہو کر جہاز بھی

آتا ہے۔ گہراؤ اُسکا کہین کم کہین زیادہ ہی مکانات بڑے بڑے رفیع الشان برابر
نہر کے کنارے بنے ہوئے ہین کیسے خوشنما کہ بیان نہین ہوسکتا۔ ڈوجس[1] پیلس ایکبار
نہایت عظیم الشان مکان ہی اسمین بڑے بڑے کمرے ہین عجیب وغریب تصاویر
اُسمین لگی ہوئی ہین اسکے علاوہ ایک بہت بڑی گیلری اور ہے وہان کچھ فیس بھی داخلہ کی
لی جاتی ہی وہان کی تصاویر اور بھی زیادہ تر عجیب وغریب ہین دن بھر دیکھا کرو خاتمہ
نہین ہوتا ہم نے بھی دو مرتبہ جاکر اُسکو دیکھا یہان ایک قدیم چیزونکا میوزیم بھی ہی
وہان عجیب عجیب چیزین پُرانی اور بڑی بڑی بیش قیمت ہین اُنسے قدیم زمانہ کی صناعی
معلوم ہوتی ہی زیور و نگینے بہت ہی پُرانے پُرانے زمانہ کے ہین جس سی صدہا برس کے
واقعات آنکھونکے سامنے آجاتے ہین اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ قدیم زمانہ محض وحشی
زمانہ نہین تھا۔ کچھ اسی زمانہ مین شایستگی پیدا نہین ہوئی۔ پہلے بھی بہت کچھ تھا۔

یہان دو بڑے مشہور گرجا ہین ایک کا نام فراری ہی دوسرے کا نام سینٹ مارک
سینٹ مارک کی عمارت کی بڑی تعریف ہی مگر مجھکو فراری زیادہ عمدہ معلوم ہوا
یہ فراری بہت بڑا گرجا ہی نہایت عمدہ پتھر کی تصویرین اسمین ہین سنگ مرمر کی اور نہایت
عظیم الشان عمارت ہی۔ یہ دونو گرجا رومن کیتھلک کے ہین بیسیون جگہ حضرت عیسیٰ
کی تصاویر ہین صلیب کی حالت کی کیلونکی علامات کی اُنکے بچپن کی اور مختلف

[1] وینیس مین جو صوبہ دار رہتا تھا اسکو ڈوج کہتے تھے ایک کے بعد دوسرا جو کوئی ہوا اُسکا یہی لقب تھا۔
پیلس محل کو کہتے ہین (س) انگریزی قاعدہ سے لگا ہی جسکے معنی (کا) کے ہین۔

حالات کی۔ اسی طرح سے حضرت مریمؑ کی مختلف اوقات کی تصویرین ہین۔ تمام
مین پھر و تو بت خانہ معلوم ہوتا ہی تمام دن پادری صاحب لباس خاص عبادت کا
پہنے ہوئے خود بھی عبادت کرتے ہین اور لوگون کو بھی عبادت کرواتے ہین۔
باری باری سے پادری صاحب کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ پادریصاحب
ایک مقام خاص مین ایک محراب کے سامنے لوگون کی طرف سے پشت
کیے ہوئے کھڑے رہتے ہین اُنکے پڑہنے کی کچھ آواز نہین آتی تھوڑی دیر بعد
وہ ایک گھنٹی بجاتے ہین لوگ جو اپنی اپنی بنچون پر بیٹھے ہوتے ہین کوئی اُنمین سے
کچھ سر کو جنبش دیتا ہی اور کوئی بدستور بیٹھا رہتا ہی ہم مختلف اوقات مین وہان
گرجاؤن مین گئے۔ ہمنے یہ دیکھا کہ ایک بڑا مشہور و خوبصورت مکان وہان ہے
اور اُس پر ایک گھنٹہ لگا ہوا ہی۔ کلاک ٹاور اُسکا نام ہے اس گھنٹہ کے اوپر
دو لوہے کی تصویرین دو طرف ہین اپنی اپنی طرف سے وہ گھنٹہ بجاتی ہین پہلے
ایک پھر دوسری اور ہر روز ایک خاص وقت پر اُسمین خوب تماشہ ہوتا ہی
وہان حضرت مریمؑ کی تصویر ہے گھنٹہ کے پاس اور سامنے ایک مختصر سا برآمدہ کے
طور سے ہے دونو طرف دو کھڑکیان ہین جسوقت وہ گھنٹہ بجتا ہی تو ایک طرف کی
کھڑکی کھل جاتی ہی اور اُسمین سے چار بادشاہ نکلتے ہین تین بادشاہ یورپ کے
اور چوتھا ایک حبشی بادشاہ ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا سب سی
اخیر حبشی بادشاہ آتا ہی اور ہر ایک جب حضرت مریمؑ کی تصویر کے سامنے آتا ہی

توسلام کرتا ہی اور دوسری طرف کی کھڑکی مین گھس جاتا ہی یہان ایک مشہور آرسنل[1] ہی
اُسکو ہمنے دیکھا اُسمین جہازون کی بہت سی حالتین دیکھین چھوٹے چھوٹے کاٹ کے
جہاز بنا کر وہان رکھے ہین اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ پہلی صورت جہاز کی کیا تھی اور
پھر کیا کیا تبدیلی ہوتی گئی اور اب کیا ہے - وہان صدہا قسم کے ہتھیار تھے جو
پُرانے زمانہ مین استعمال ہوتے تھے عجیب عجیب صورت کے ہتھیار تھے جو
ہمنے کبھی کسی کتاب مین نہین پڑھے -

مسلمانون سے اور وینس والون سے لڑائی ہوئی تھی اُسمین کچھ ہتھیار اور ایک
نشان وینس کی فوج کے ہاتھ آیا تھا وہ بھی ہمنے دیکھا نشان پر آیت اِنّا فتحنا
نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہی لیکن وہ آیت ناتمام ہی مجھکو اس کا کچھ سبب معلوم نہین ہوا
یہ نہین ہی کہ نشان کے کپڑے کا جس پر وہ آیت لکھی ہی کوئی حصہ تلف ہوگیا ہو جسپر یقیناً آیت ہو
فی الاصل ابتداءً ہی وہ پوری تحریر نہین ہوئی - افسوس ہی کہ اسوقت مجھکو یہ یاد
نہین ہی کہ کس لفظ تک وہ آیت اُس نشان پر تحریر تھی نہین تو بتامہ مین اُسکو لکھتا -

مسلمانون کے ہتھیار جو مین نے وہان دیکھے وہ بڑے مہیب تھے اور
اکثر اُنھین کے ایسے لمبے لمبے بانسون مین تھے جیسے نیزے کی برچھی کا بانس
ہوتا ہے زیادہ تر برچھی نما تھے مگر اُن مین صرف برچھی کا سا پھل ہی نہین تھا اور
بھی پھل متعدد تھے بہت سی قسم کے زرہ و بکتر و چار آئینہ اور لوہے کی تمام چیزین

[1] جہان ہتھیار نادر ہتھیار و نئی قسم کی اور چیزین ہون -

جو قدیم زمانہ مین سر سے پاؤن تک پہنکر لڑا کرتے تھے سب وہان تھین حیرت ہوتی تھی کہ اسقدر وزن کا لوہا پہنکر کیونکر وہ لوگ لڑتے تھے۔

اسباب حرب

یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ آدمی اُسوقت کی تو نوگزے کے قد کے لمبے اور دیو کے دیو ہوتی تھے۔ وہ ہمارے ہی قد و قامت و جسم و صورت کے آدمی تھے اُنکی زرہ۔ بکتر۔ چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین اور پھر اسقدر لوہا پہنتے تھے اور لڑتے تھے۔

وہان ایک لڑکے کا اسی قسم کا تمام لوہے کا سامان پوشش ہے اُس لڑکی کی عمر تخمیناً بارہ سال کی تھی یہ زیادہ تعجب انگیز تھا۔ اس ارسنل کے باہر کے دروازہ پر پتھر کا ایک بڑا شیر ہی جسکی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ اتنا بڑا شیر کہین دنیا مین نہین ہی۔

ایک سنگی شیر

یہ شیر ایک واقعہ تاریخی ہی اسکے ابتدائی وجود کا کہ وہ کب بنا تھا ٹھیک زمانہ معلوم نہین ہی لیکن اُسی پر جو علامات و نشانات ہین اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ چوتھی یا پانچوین صدی عیسوی مین جب ورنگی قوم نے استنبول پر قبضہ پایا تھا اُسوقت یہ شیر بنا ہوا موجود تھا اس مقام پر اٹلی مین یہ شیر استنبول سے قریب گیارھوین صدی عیسوی کے آیا ہی اکثر جگہ وینس مین ہم راس صاحب اور مسز راس ساتھ سیر کرتے تھے راس صاحب کی وجہ سے سیر مین بڑی مدد ملتی تھی گو مجھکو فراری کا گرجا زیادہ خوبصورت معلوم ہوا لیکن سینٹ مارک کی خاص باتین زیادہ تر قدر کے لائق ہین اور اُسکے بعض حالات بیان کرنے ضرور ہین۔

وینس کا گرجا

اس گرجا مین چار گھوڑے لوہے کے ہین شاہ نیرو کے وقت کے اُسین

پانسو ستون ہین سنگ مرمر کے اُنمین پچے کاری کا کام بھی ہے اور یہ کام پچیکاری کا گیارہوین صدی عیسوی کا ہی محرابین اسکی مشرقی عمارت کی طرز کی ہین گول نہین ہین وہ مواقع جہان پادری بطور امام کے کھڑا ہوتا ہی اُس گرجا مین کئی ہین ایک اُنمین سے ایسا ہی جسکی نسبت لوگون کا یہ خیال ہے کہ وہ سلیمانؑ کے وقت کا ہی۔

وینس کی مقامی حالت۔

وینس وینیشیا کا دارالسلطنت تھا نین بڑے اور ۱۱۴ چھوٹے جزیرون کو ملا کر وینس بنا ہے۔ نہرونکی تعداد ۱۵۰ ہے پُل اُسمین ۳۸۰ چھوٹے ہین برج آف سائز ایک مشہور پل یہان کا ہے بڑی نہر جو بیچ مین سے وینس کے گزری ہے وہ ایسی طرح سے گزری ہی کہ ایک طرف بڑا حصہ دوسری طرف چھوٹا حصہ وینس کا ہی انگریزی مین جس طرح ایس (S) ہوتا ہی وہ شکل نہر کی ہے کشتیون کی تعداد ۴۰۰۰ ہے گھوڑے پر یہان کوئی نہین چڑھتا ہی نہ یہان ہمنے گھوڑا دیکھا۔ ایک باغ یہان ہی اُسکے سپرنٹنڈنٹ کے پاس ایک گھوڑا ہی اُسکو لوگ بطور تماشہ کی خیال کرکے دیکھتے ہین۔

وینس کی پیداوار اور مصوری

مونگا یہان بہت کثرت سے دیکھا اور پتھر ہر قسم کا اور پتھر کی چیزین بہت بکتی ہین تصویرین نہایت عمدہ اور سستی ہوتی ہین مصور یہان کے مشہور ہین۔

جب ہم پکچر گیلریون مین گئے تو وہان ہمنے بہت مصورونکو دیکھا کہ وہ قدیم تصاویر سے نقل اُتار رہے ہین کچھ مرد ہی مصور نہین عورتین بھی تصویر کھینچتی ہین انگریزی سکہ یا فرنچ کا یہان نہین چلتا ہے یہان ایک سکہ ہی فرنک کاغذ کا وہ مستعمل ہی۔ ایک

پونڈ کے ۲۷ فرنک آتے ہین اور ہر ایک فرنک کے سو سانٹیم ہوتی ہین یہ سانٹیم تانبے کا سکہ ہی لیکن پانچ پانچ سانٹیم کا بھی سکہ ہوتا ہی زیادہ تر اُسی کا برتاو ہی۔

اسی وینس مین بیرن[1] کا بھی پیلیس ہی۔

کارخانے

شیشے کے کارخانے یہان متعدد ہین جب ہم اُنکے دیکھنے کو گئے تو ہمارے سامنے بھی اُنھون نے چیزین بنائین ایک گولی حمید اللہ کو بنا کر دی۔

پبلک گارڈن وغیرہ۔

پبلک گارڈن بھی یہان ہی لیکن کچھ عمدہ نہین ہے۔ وینس مین ایک بہت بڑا شفاخانہ ہی۔ مگر مذہبی شدت یہ ہی کہ اُسمین بھی دو جگہ گرجا ہے۔ ہم ۱۱ مئی ۱۸۹۰ء کو وینس پہنچے تھے اور ۱۵ مئی کو وہان سے چل کر میلان کو آئے۔"

منجملہ دیگر مقامات کے مولوی صاحب نے مفصلۂ ذیل مقامات کی سیر فرمائی:۔

برنڈزی۔ وینس۔ میلان۔ پیرس۔ کیلی۔ بولونا۔

پیرس کا مختصر حال ذیل مین خود مولوی صاحب کے الفاظ مین درج کیا جاتا ہی:

پیرس کا حال

"جس[3] دریا کے متصل پیرس آباد ہی اُسکا نام سین ہے۔ اس دریا مین بارہ جزیرے ہین گرد شہر کے بطور فصیل کے دیوار بھی ہے۔ جس وقت شہر مین داخل ہو تو اسباب دیکھتے ہین محصول کی نظر سے ریل کے مسافرون کا اسباب اسٹیشن پر دیکھ لیتے ہین ریل سے ہوٹل تک پورٹر[2] اسباب لیجاوے تو ایک فرنک مقرر ہی (یہ ایسی اچھی بات ہی کہ جھگڑا نہین ہوتا ہے) اسی طرح گاڑی کا کرایہ بھی معین ہے دو فرنک فی گھنٹہ

---

[1] لارڈ بیرن انگلستان کا مشہور شاعر ہے۔ [2] پورٹر بطور قلی۔ [3] سفرنامہ اُردو از صفحہ ۶۴ تا ۷۲۔

لیتے ہین اور کبھی بحساب فاصلہ کے بھی لیتے ہین دو آدمی گاڑی کرایہ پر لین اور تیسرا
آدمی بیٹھ جائے تو وہ فری ہوتا ہے اگر گاڑی پر پورٹ منٹو بھی رکھا ہو تو اسکے ۲۵
سانٹیم لیتے ہین جو ایک فرنک کے سو ہوتے ہین تین پورٹ منٹو تک یہی حساب
۲۵-۲۵ سانٹیم کا رہتا ہے تین سے اگر زیادہ ہون وہ فری ہوتے ہین تاربرقی کا
محصول یہان نہایت سستا ہی فرانس کے ملک مین جہان جہان چاہو تار بھیجو
۲۰ لفظ کا تار ہو تو صرف پچیس ۲۵ سانٹیم دیدو۔ اگر فرانس سے باہر لندن بھیجنا منظور ہو
تو ۲۰ لفظ کے ۵ فرنک[۱] دینے ہوتے ہین۔ تھیٹر و نکی و اپرا وغیرہ تماشہ گاہونکی یہان
بڑی کثرت ہے۔ گرجا بھی بہت ہین۔ ایک گرجا مین ہم گئے نوٹرڈیم ڈی کورنٹا اسکا
نام ہے وہان ہمنے یہ ایک نئی بات دیکھی کہ ہر عبادت کرنیوالے کے پاس ایک
ایک تسبیح ہے اور اسکو وہ پڑھ رہا ہے۔ معلوم نہین یہ طریقہ فرانس نے کہان سے
سیکھا ہی۔

عجائب خانے

میوزیم یہان متعدد ہین کسی مین فرنچ تصاویر پتھر کی ہین کسی مین اٹالین گریک
مصری وغیرہ اور نقشجات و جہازون کے نمونے اور جس جسقدر جس زمانہ مین تبدیلی
جہازون مین ہوئی ہے وہ سب موجود ہین۔ ایک میوزیم مین تصاویر جدید آرٹسٹ
کی ہین۔ اُن پتھرون کی تصاویر کے میوزیم مین ایک بڑی مشہور تصویر ہے عورت کی

[۱] پیرس مین ایک سکہ ہے طلائی نیپولین اُسکو کہتے ہین اُسکے بیس فرنک آتے ہین اور ایک فرنک کے سو سانٹیم آتے ہین۔

وینس آف میلو۔ یہ عشق کی دیبی مشہور ہے یہ تصویر نہایت ہی عمدہ ہی جزیرۂ میلو سے ۱۸۷۰ء
مین نکلی ہی حضرت عیسیٰؑ سے کئی سو برس پہلے کی یہ تصویر ہے ایک ہاتھ اس تصویر کا
جو اُٹھا ہوا تھا ٹوٹ گیا ہی اسکی عمدگی کی تعریف لوگون نے بہت لکھی ہے ہمنے بھی اسکو
دیکھا اور غور سے دیکھا تو بلاشبہ نہایت ہی صنعت کی ہے منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ
ہاتھ کے اونچا کرنیسے جسطرح ایک عورت کے بدن مین نشیب و فراز وغیرہ ہوسکتا ہی
وہ اسمین صاف نمایان ہی یہ ایک بات تمثیلاً ہی بہت سی صنعت اُسکے غور کرنے سے
معلوم ہوتی ہی۔ یہان متعدد لائبریریان ہین منجملہ اُنکے نیشنل لائبریری مین آٹھ لاکھ
کتابین ہین بہتر ہزار اُسمین قلمی ہین پانچ ہزار نقشجات کی قسم کی و سکہ وغیرہ۔ لائبریری
آف دی ارسنل مین ایک لاکھ ستر ہزار کتابین ہین اُنمین چھ ہزار قلمی ہین۔ لائبریری
سینٹ جینیوی مین ایک لاکھ دس ہزار کتابین ہین دو سو اُن مین قلمی ہین۔ اور
چھوٹی چھوٹی لائبریریان ہین۔

کتب خانے

جیسا بمبئی مین ہم نے ٹریموے کو چلتے دیکھا تھا اور میلان مین یہان بھی ٹریموے
چلتی ہے۔ یہ وہی گاڑی ہے جو لوہے کی سڑک پر چلتی ہے اُسکے علاوہ جیسے
میلان مین اومنی بس[1] چلتی ہے ویسی ہی یہان بھی چلتی ہے اور گھوڑے نہایت عمدہ
اُسمین جوتے جاتے ہین۔ جب ہم فرانس کی حد مین گزرے اور دن ہوا تو ہم نے

سواریان

[1] اومنی بس ایک گاڑی ہی جسمین دونو طرف نشست بنی ہوئی ہی ہر طرف پانچ پانچ چھ چھ آدمی اسمین بیٹھتے ہین
اُسکے گدے عمدہ مخمل سے منڈھے ہوئے ہوتے ہین یہ گاڑی معمولی سڑک پر چلتی ہے اور ہر جگہ سے لوگ اسمین
چڑھتے اُترتے ہین اور بمقدار مسافت کرایہ دیتے ہین۔

پہاڑی ملک دیکھا لیکن پہار مسطح تھا اور اُسی پر زراعت تھی۔

فرانس کے بازارونکی وسعت اور اُنکی صفائی اور لطافت و رونق تحریر مین نہین آسکتی ہو۔ ایک دکان مین اسقدر جواہر و زیور ہوگا کہ ہمارے شہر کی تمام جوہری بازار کے جوہریون کے جواہر بھی اگر اکھٹے ہون تو بھی برابر نہ ہو۔ جب ہم اُن بازارونمین پھرتے تھے تو اپنی دلی کے چاندنی چوک و جوہری بازار اور اُنکی دکاکین کا خیال دل مین لاکر بہت ہی شرمندہ ہوتے تھے۔ مگر یہ ہم ضرور کہینگے کہ جیسا ہمارا چاندنی چوک ہو کہ دو طرف سڑکین اور بیچ مین نہر بہتی ہے ایسا کوئی بازار فرانس مین نہین تھا۔ تھیٹر و اَپرا اور دیگر تماشہ گاہون کی بڑی کثرت اور بیسیون جگہ ہوتے تھے سواریونکی یہ کثرت تھی کہ چوڑے سے چوڑے بازارون مین ایک سمت سو دوسری سمت جانا مشکل ہوتا تھا بہت تیز بھاگ کر اِدھر سو اُدھر آدمی جاسکتے تھے بہت سی قسم کی وہان گاڑیان چلتی ہین اور ہر ایک قسم کی نمبر جدا گانہ ہین مین نو ایک خاص قسم کی گاڑی پر نمبر دیکھا تھا تو سولہ ہزار تھا میلان و بنس کی رونق ہماری آنکھون و دل سے پیرس کے دیکھنے کے بعد سب ہیچ تھی

ہوٹل اس شہر مین کثرت سے ہین ایک گرانڈ ہوٹل تھا جسمین ہم ٹھہرے تھے اُسمین آٹھ سو کمرے تھے۔ ڈاکخانہ اُسمین۔ تار گھر اُسمین ہوٹل کیا تھا ایک قصبہ تھا۔ تمام اخبارات ایک ریڈنگ روم مین موجود اُسمین جاؤ اخبار پڑھو خطوط و چٹھیات لکھو کاغذ۔ قلم۔ دوات سب تیار۔ کئی منزل کا یہ ہوٹل تھا۔ سیڑھیون پر چڑھکر آمد و رفت میں دو چار دفعہ چڑھنے اُترنے مین آدمی کا خدا حافظ ہو جائے لیکن جانے آنیکے واسطے

ایک لفٹ[1] تھا اُسمین اکثر آتے جاتے تھے بازارون کی صفائی کا بڑا اہتمام - ہر ہر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر صفائی والے آدمی متعین کچھ میلا ہوا اور اُنھون نے صاف کیا - جسطرح صفائی کے واسطے ہمارے مُلک مین تنکونکی جھاڑو ہوتی ہے وہان برُش ہوتا ہے ایک لمبے بانس مین وہ برش لگا ہوتا ہی - جب سڑک پر زیادہ کیچڑ ہوجاوے تو جیسا کہ ہمارے مُلک مین سڑک پر بڑا پتھر بطور بیلن کے لڑھکاتی ہین اُسی طرح کا وہ بیلن ہی مگر برش کے سے بالون سے وہ منڈھا ہوا ہوتا ہے وہ پھیرا و کیچڑ صاف ہوئی -

قہوہ خانے

کافی ہوس کہین دس پانچ ہونگے یہان سیکڑون موجود مین جس قسم کا کافی ہوس پسند ہو بڑھیا کھانا اُسمین جاؤ کھاؤ بعضون مین وقت معین کے کھانے کی قیمت معین ہے اور کھانے بھی معین ہین بعض مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کو حکم دو وہ دیگی اور قیمت جو اُس چیز کی مقرر ہے وہ لیجا دیگی -

جس بازار مین نکل جاؤ وہی حال ہے ع کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست پوشاک عورتون کی جیسی وہان دیکھی اب تک کہین نہین دیکھی عورتونکی پوشاک کی بابت فرانس موجد تسلیم کیا جاتا ہے -

---

[1] لفٹ ایک چھوٹا کمرہ ہوتا ہی اُسمین نشست کی کرسیان مخمل کی منڈھی ہوئی ہوتی ہین اُس پر جا کر بیٹھ جاؤ آدمی جو اُس پر متعین ہی وہ کل کو حرکت دیگا وہ کمرہ اونچا ہوگا ہر درجہ سے گزر گیا اُسمین سے اپنے اپنے درجہ مین لوگ اُترتے جاتے تھے اسی طرح اوپر سے اُترتے آتے تھے -

تفریح گاہ

مینار

جیساکہ الگزنڈریہ مین منار ہی ویسا ہی پیرس مین بھی ہے یہ منار لکسور سے یہان آیا ہے - لکسور مصر کا ایک پُرانا شہر تھا دو ہزار برس کے قریب ہوئے جب سے وہ شہر ویران ہے محمد علی پاشا نے یہ منار دیا ہے ۱۸۳۰ء مین وہ پیرس مین آیا ہی- یہ محمد علی پاشا وہ تھے جنھون نے سلطان سے مخالفت کی تھی- فرانس نے چونکہ اُنکی اعانت کی تھی لہذا یہ منار دیا گیا تھا یہ منار نہایت ہی عمدہ و پُر فضا مقام مین پیرس کے قائم ہے جہان جانیسے تفریح ہوتی ہی اسی مقام پر سہ پہر کے وقت تمام امرا اُنکی سیر و تفریح کو اپنی اپنی سواریون مین گزرتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا- اس

روشنی

شہر مین علاوہ گیاس کی روشنی کے بجلی کی روشنی بھی چند جگہ ہوتی ہی- یہ روشنی نہایت ہی نفیس ہی اُسمین دن کی سی روشنی ہوتی ہی- پیرس مین یہ بات ہمنے دیکھی کہ بعض عورتون کے بھی ڈاڑھی ہوتی ہے- ہمنے بڑی بڑی شاہی عمارات یہان کی دیکھین بعض عمارات مین اُن تمام نامور اشخاص کی تصویرین ہین جو بڑے عالم یا بڑے رفارمر پیرس کے ہوئے ہین اُنکے دیکھنے سے اُنکی یاد ہوتی ہی یہ تصویرین پتھر کی ہین -

ورسیل

یہ ایک مشہور و نامی مقام ہی شہر سے پیرس کے ۱۱ میل دریائے سین پر واقع ہی

ورسیل کی آبادی وغیرہ

آبادی اُسکی ۴۹ ہزار آٹھ سو پچاس ہے- لوئی چہاردہم شہنشاہ فرانس نے اسکو بنایا ہی

چالیس کرور روپیہ اُسمین صرف ہوا تھا اسمین بہت کمرے ہین - دروازے اُسمین ۳۷۵ ہین اسمین بادشاہان فرانس رہا کرتے تھے لوئی سولہوان مع اپنی بیگمات کے بھی اسمین رہتا تھا جسکو لوگون نے بلوہ کرکے ۱۷۹۳ء مین مع اُسکی بیگمات و اکثر اہل خاندان کے مارڈالا اور اُسکے بعد ریپبلیکن ہو گئی تھی -

اسباب آرایش

یہی وہ جگہ ہے کہ جب پروشیا و فرانس مین ۱۸۷۰ء مین لڑائی ہوئی اور فرانس کو شکست ہوئی تو شہنشاہ پروشیا اُسمین رہے تھے اور ۵ فروری ۱۸۷۱ء کو شہنشاہی کا خطاب اسی محل مین لیا تھا - یہان اب بڑی عمدہ گیلری ہے اُسمین نہایت ہی عمدہ عمدہ تصویرین پینٹنگ کی ہین جسقدر لڑائیان ہوئی ہین اُنکی وہ تصاویر ہین تمام افسران نامور کی تصاویر وہان ہین ہارس ورنٹ پال ڈلروخی جیوانٹ وغیرہ جو بڑے مشہور مصور گزرے ہین اُنکے ہاتھ کی اکثر تصاویر اُسمین ہین اُن کمرون مین میوزیم بھی ہے ہر ملک کی عمدہ عمدہ چیزین اُسمین ہین - ملکۂ انگلستان و قیصر ہند اور شہنشاہ روس وغیرہ کے تحائف بھیجے ہوئے بھی وہان رکھے ہین اور نہایت ہی عمدہ و عجیب ہین یہان ایک بڑا پارک ہے کہتے ہین کہ بیس میل کے اندر وہ ہے یہان ریل پر ٹریموے پر گاڑیون پر ہر طرح لوگ جاتے ہین - ۱۱ بجے سے چار بجے تک سوائے یکشنبہ و دوشنبہ کے ہر شخص وہان کے مکانات کو دیکھ سکتا ہے - ہوٹل بھی وہان متعدد ہین آبادی مختصر ہے مگر خوبصورت -

طریقہ میوزیم و گیلری وغیرہ دکھانیکا یہ ہے کہ جب تھوڑے آدمی جمع ہوجاتے ہین

سیر کرنیکا طریقہ

تو ایک گائڈ اُنکے ہمراہ ہوتا ہے اور ہر کمرہ مین سب کو لیجاتا ہے اور ہر چیز کو دکھا دیتا ہے۔ بہت سی عمدہ عمدہ سواریان بادشاہون و خاندان شاہی کی یہان ایک مکان مین رکھی ہین اُنکی بھی نمایش ہوتی ہے اُنھین مین وہ گاڑی بھی ہے جو شہنشاہ نپولین اول کیواسطے اُسوقت تیار ہوئی تھی جب وہ تمام فتح کرکے پیرس مین آئے تھے اور اُسمین اُنکو سوار کیا تھا یہ گاڑی پالکی گاڑی کی طرح ہے سونے کا کام اُس پر کثرت سے ہے"۔

۲۴ مئی تک مع ہمراہیونکے مولوی صاحب پیرس مین قیام پذیر رہے۔ وہانسے روانہ ہوکر بتاریخ ۲۵ مئی ۱۸۸۳ء لندن پہنچے اور ۲۳ ستمبر ۱۸۸۳ء دن کے ۱۱ بجے تک انگلستان مین قیام رہا۔

مولوی صاحب کے سفرنامہ مین زمانۂ قیام لندن کی بعض حالات تو درج ہین اور بعض کا آپنے مصلحتہً ذکر نہین فرمایا۔ جو واقعات سفرنامہ مین قلمبند ہوئے ہین ذیل مین درج کیے جاتے ہین :-

لندن کی عام تعلیمی حالت

"جس[۱] محلہ مین مین رہتا ہون اُسمین اور اُسکے قریب شاید سو دو سو بی۔ اے ایم۔ اے رہنگیر رہتے ہونگے جسکو سُنو ڈگری یافتہ ہے اور یہ ایک معمولی بات شمار ہوتی ہے ہمارے ملک مین جو کوئی پایونیر اخبار پڑھ لیتا ہے اُسکی قابلیت کی تعریف ہوتی ہے اور جس نے لندن ٹائمز پڑھ لیا وہ تو مسلم الثبوت لائق ہو جاتا ہے یہان یہ کیفیت ہے کہ ہر کیب مین اور آمنی بس کے گارڈ کے ہاتھ مین ٹائمز و ٹیلیگراف

[۱] دیکھو سفرنامہ از صفحہ ۱ تا ۹۳

موجود ہے جہان گاڑی کے چلانیسے اُسکو فرصت ہوئی اور اُسنے اُسکو پڑھا۔
جسوقت برکفاسٹ کھا کر گھر سے باہر جاؤ ہر عام آدمی سے سُن لو کہ کابل مین کل کیا
ہوا۔ ترکی مین کیا ہوا۔ ہوس آف کامنس مین کیا کیا مباحثہ ہوا۔ ہوس آف لارڈز
مین کونسا قانون منظور ہوا ہر شخص اپنے حقوق قانونی سے واقف ہے اور اُسکے لینے
و حاصل کرنے پر مستعد۔ قومی ہمدردی ملکی محبت ہر متنفس کے دل مین ہے آزادی کے
خیالات شائستگی کے ساتھ ہر ایک ادنی و اعلیٰ کے دماغ مین بھرے ہوئے ہین۔
لبرل و کنسرویٹو کے باہمی اختلافات و حالات کو سنو و دیکھو تو تعجب ہوگا لیکن اپنے
ملک و قوم کے نفع و نقصان و ترقی و تنزل مین پوری صاف دلی سے کوشش
کرنیوالے ہین ایک ادنی سے خرچ کو جسکو وہ بیجا جانتے ہین اپنے ملک پر عائد نہین
ہونے دیتے اور اُنھین بڑے سے بڑے وزیر کی رائے سے اختلاف کرنے کو
موجود۔ مجارٹی کا پورا ادب کرتے ہین۔
انگلستان مین اگرچہ مذہبی خیالات کی پابندی اور اُسکا اثر ہے لیکن مناسب موقع پر
زیادہ تر تعصب کو جائز نہین جانتے ہین۔ ابھی چند روز ہوئے کہ مسٹر بریڈلا کا مقدمہ
پارلیمنٹ مین ہوا جو دنیا مین مشہور ہے۔

کیمبرج وغیرہ کی تعلیمی حالات

کیمبرج مین جاؤ تو وہ تمام شہر علماء و فضلا سے بھرا ہوا ہے اٹھارہ کالج وہان موجود
ہین ایک قصبہ مین جسمین تین ہزار طالب علم پڑھتے ہین پھر فیلوشپ والے اور پروفیسر
و ٹیچر اُسکے علاوہ۔ پھر اکسفورڈ بھی ویسا ہی ہے۔ اسکاٹلینڈ ایک چھوٹا ملک ہے

یعنی ہندوستان سے چھوٹا ہی اسمین ایڈنبرا۔ گلاسگو۔ ایبرڈین سینٹ اینڈ روز چار تو یونیورسٹیان ہین پھر آیرلینڈ کی یونیورسٹی ہی یہ تو یونیورسٹیان ہین جنمین ہزارون کامل الاستعداد والے پڑھتے ہین بڑے اسکول ہیرو ایٹن وغیرہ کو جاؤ دیکھو جو کالجون سے تعداد طلبہ مین بہت زیادہ ہین پھر چھوٹے اسکولون کو حساب کرو جو شمار مین بھی نہین آسکتے ہین پھر اُسکے بعد پرائوٹ تعلیم گاہونکو غور کرو اگر خیال کروگے تو قریب قریب یہ نتیجہ نکلے گا کہ تمام ملک تعلیم و تعلم مین مصروف ہے اور پھر ابھی بس نہین ہی ہل من مزید کا کلمہ برابر جاری ہے ہزارون آدمی ہین جو تعلیم کی ترقی کیواسطے اپنا روپیہ وقف کرتے ہین اور یہ فیضان وعطا برابر جاری ہے پھر یہ ملک دولتمند و شایستہ نہ ہو تو کون ہو۔

بناءِ ملکی کے کام۔

ایک مدارس ہی پر منحصر نہین ہے بہت سے شفاخانے وہاسپٹل ہین جو لوگونکے اپنے خاص روپیہ سے بنوائے ہین صرف تعمیر ہی نہین کی بلکہ اُنکے تمام مصارف واخراجات کا مستحکم بندوبست کردیا ہے جس سے وہ ہمیشہ قائم رہینگے۔ یہ خیرات حسنہ شایستگی وتعلیم کا نتیجہ ہین۔ اوخدا۔ اوخدا تو ہماری قوم ہمارے ملک مین بھی یہ برکت عطا فرما۔ آمین۔

کیمبرج کے کالج

مین کیمبرج گیا اور وہانکے کالجونکو دیکھا سب سے بڑا کالج کیمبرج مین ٹرنٹی ہے اسمین تخمیناً چھ سو طالب علم ہین یہ بہت بڑا کالج ہے بورڈنگ بھی اسمین ہے کئی سو طالب علم اُسمین رہتے ہین اکثر امرا کے لڑکے اُسمین پڑھتے ہین اور اسوجہ سے جو طالب علم اُسمین پڑھتے ہین اُنکو خرچ زیادہ کرنا ہوتا ہے کچھ تعلیم ومدرسہ کی متعلق اخراجات

زیادہ نہین ہین وہ تو کالجون مین مساوی ہین لیکن چونکہ طالب علم زیادہ ہین اور امرا کی
اولاد ہین آپسمین ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہین اپنے رہنے کے کمرون مین
اسباب آرائش زیادہ رکھتے ہین سوائے ڈنر کے جو کھانا اپنے حکم سے پکواتے ہین
اُسمین زیادہ صرف کرتے ہین اسلیے خرچ زیادہ ہوتا ہے بلڈنگ اس کالج کی نہایت ہی
خوبصورت ہی باہر کا صدر دروازہ ایک ہے اور اندر چوک ہی چوک کے گرد کمرے
بنے ہوئے ہین پھر ایک چوک ہی اور گرد رہنے اور تعلیم کے کمرے ہین ادھر
ایک وسیع باغ ہے جسمین نہایت سبز گھانس جسکا وجود ہندوستان مین نہین ہی
لگی ہی اُسکے بعد بلحاظ تعداد طلبہ کے سینٹ جان کالج ہے اسمین قریب پانسو کے
طالب علم ہین طریقہ عمارت کا اور باغ کا وہی ہے کنگس کالج کی عمارت بھی نہایت
خوبصورت و وسیع ہے ہر کالج کے اندر باغ ہے وہ باغ نہین جہار جھنکا ڑ۔
وہی سبز و نرم گھانس جسکے سامنے مخمل بھی شرما جاوے اور کہین کہین اُس مین
کوئی درخت یا کسی مقام پر کوئی پھول۔ ٹرنٹی ہال چھوٹا کالج ہے عزت مین چھوٹا
نہین ہے بلکہ قانون کی تعلیم کے واسطے عمدہ مشہور ہی مگر بلحاظ تعمیر عمارت و باغ
و تعداد طلبہ کے چھوٹا ہے۔ کرئیسٹ کالج یہ کالج بھی مشہور کالج ہے اسی مین ملٹن نے
جو ایک مشہور آدمی انگلستان مین گزرا ہے تعلیم پائی تھی اُسکے ہاتھ کا لگایا ہوا
بہدانہ کا ایک درخت ہنوز اُسمین ہی اُس درخت مین سے ایک پھل جھڑا ہوا
تھا محافظ کی اجازت سے مین نے اُسکو بطور یادگار و نشان عظمت کے لیا تھا

مین روزہ سے تھا اُسکو اُسوقت کہانہ سکا ارادہ تھا کہ بعد افطار رکھاؤنگا لیکن مین بھول گیا
اور وہ ایک اور دوست کے نصیب ہوگیا۔

ایک اور کالج یہان ہی اس کالج مین تعصب زیادہ معلوم ہوتا ہی جو میری رائی مین
کالج مین نہ ہونا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ سوائے عیسائی مذہب کے اُسمین اور کسی کو
تعلیم پانے کی اجازت نہین ہی۔

متفرق کالج

اور بھی کالج ہین لیکن عمدہ اور بڑے کالج یہی ہین جن کا حال مین نے لکھا ہے
ایک جدید کالج یہان ہوا ہی جسکا نام کونڈرش کالج ہے یہ کالج ابھی پورا بنا نہین ہی
مکان اصلی تو بن گیا ہی مگر اور بھی تعمیر باقی ہی اس کالج کے مصارف تمام کالجون سے کم
ہین چند پونڈ مین ضروری اخراجات کا انتظام کالج سے ہوتا ہی اور تعلیم بخوبی ہی کامل طور سے
کمرے جو طالب علمو نکے رہنے کے ہین وہ بہت چھوٹے ہین اور صرف ایک کمرہ دو سال تک طالب علم کو
ملتا ہی تیسرے سال دوسرا کمرہ اسٹڈی کو ملتا ہے برخلاف اور کالجون کے کہ اُن مین
طالب علم پاس ایک کمرہ بیڈروم دوسرا اسٹڈی روم اور ایک مختصر سی کوٹھری اسباب
کیلیے ہوتی ہی لیکن بلحاظ مصارف کے یہ کالج نہایت عمدہ ہی ایک بات اس کالج
مین زیادہ ہے کہ غسل کے واسطے بھی کمرہ ہے اور اُسمین نہانے کا حوض اس کی طرح کا
بنا ہوا ہی کہ اُسمین بیٹھکر لیٹ کر نہا سکتے ہو اس کالج مین زیادہ تر سولہ سترہ برس کے
لڑکے کو لیتے ہین اور کالجو نمین اُس سے کم عمر کے لڑکے نہین ہین۔

زنانہ کالج

دو کالج یہان لڑکیون کے ہین جنمین لڑکیان تعلیم پاتی ہین ان دونو کو بھی مین نے

بالتفصیل دیکھا ہے - ایک کا نام گرٹن کالج ہے - یہ کالج ۱۶- اکتوبر ۱۸۶۹ء کو کھولا گیا ہے
کالج کا مکان نہایت خوبصورت ہے لڑکیون کے سونے و پڑھنے کا کمرہ جدا جدا ہی -
لکچرون کے کمرے جدا ہین جس صفائی سے اُنکی سکونت ہی وہ دیکھنے کے لائق ہی
سب کمرے ایک لین مین ہین اور اکثر ایک صورت کے ہین کھیلنے کے اور ورزش
جسمانی کے لیے مکان جدا ہین ممبر و چندہ دینے والے اس مدرسہ کی اکثر عورات ہی
ہین منتظم عورات ہین - عورتون نے بہت سا روپیہ اسکالرشپون مین دیا ہی بعض نے
اپنے متوفی خاوندون کے نام سے اسکالرشپ جاری کرنیکو روپیہ دیا ہے مقدار
زر عطیہ کی دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ اُن فیاض تعلیم دوست عورتون نے کیسی فیاضی سی
روپیہ دیا ہے جسکو ہندوستان کے امیر مرد پڑھکر شائد تعجب کرینگے - اس کالج کی سکرٹری
مس کروم رابرٹسن اور ٹریزرر یعنے خزانچی مس ڈیوس ہین اور نیچرل سائنیس اور
علم ریاضی کی معلمہ مس سے ہرشل اور قدیمی زبانون کی معلمہ مس ویلش ہین لڑکیون کو
مدرسہ مین رہنا ہوتا ہے اور انکی نگرانی اور تعلیم و تربیت کا نہایت معقول انتظام ہے
اس مدرسہ مین علوم مندرجہ ذیل کی تعلیم دیجاتی ہے -

علم الہیات - زبان لاطینی - زبان یونانی - علم ریاضی - نیچرل فلاسفی - لاجک پولٹیکل
اکانمی - مارل و پولٹیکل فلاسفی - کمسٹری - فزیالوجی - تواریخ - زبانہاے قدیم - نیچرل سائنس
کالج کے جاری ہونیکے بعد ۸۰ لڑکیان داخل ہوئی ہین اُنمین سے اُنیس نے یونیورسٹی
کیمبرج کی خواندگی کے بموجب آنرکا درجہ حاصل کیا ہے یعنی چھ نے علوم قدیمہ مین

سامان و انتظامات

علوم مختلفہ مین لڑکیون کا امتحان

پانچ نے ریاضی مین چار نے نیچرل سائنس مین تین نے مارل سائنس مین اور
ایک نے تواریخ مین اور گیارہ نے وہ امتحانات پاس کیے ہین جنسے معمولی درجہ
بی-اے کی قابلیت حاصل ہوتی ہی جسقدر چندہ کالج کیواسطے دیا گیا ہے اُسکا ایک
بڑا حصہ عورتون کا دیا ہوا ہی چنانچہ مسس رسل گرنی نے نہایت فیاضی سے ایکہزار
پونڈ یعنی دس ہزار روپیہ انٹرنس اسکالرشپ کے قائم کرنیکے واسطے دیا ہی جو اُنکے
خاوند ریٹ آنریبل رسل گرنی کی یادگار مین رسل گرنی اسکالرشپ کے نام سے موسوم
ایک دوسری لیڈی نے اس سے بھی بڑھکر فیاضی ظاہر کی ہے یعنی لوزا لیڈی
گولڈاسمڈ نے بارہ سو پونڈ یعنی بارہ ہزار روپیہ ایک اسکالرشپ کے قائم کرنیکے
لیے دیے ہین جو اُنکے خاوند سر فرینسس گولڈاسمڈ کے نام سے موسوم ہی-

دوسرا زنانہ کالج اور اسکے حالات-

دوسرا کالج لڑکیون کا نیون ہام ہال کالج ہے یہ کالج گرٹن کالج سے ابھی چھوٹا ہی
مگر عمارت جدید تعمیر ہو رہی ہے اور یہ کالج بہت ہی تھوڑے زمانہ سے قائم ہوا ہی
اسمین چونتیس لڑکیان پڑھتی ہین اور گرٹن کالج مین اس سے زیادہ ہین اسمین
رہنے کے اور لکھروانکے کمرے چھوٹے چھوٹے ہین-

یہ کالج ۱۸۷۱ع مین جاری ہوا تھا مس-اے جی کلف اسکی پرنسپل اور مس ایم
جی کینڈی سکرٹری اور آنریری ٹریزرر یعنی خزانچی مس اے بانہم کارٹر اور مس
ایچ بیجوک ہین- کونسل کے بارہ ممبر مع چیرمین کے ہین جنمین سے چھ عورتین ہین
کوئی طالب علم جسکی عمر سترہ برس سے کم ہو داخل نہین کیا جاتا لوبرٹا اور رلاجنگ کی

فیس فی ٹرم بیس گنی ہی اور درس کا سال یونیورسٹی کیمبرج کی ٹرم کے بموجب تین ٹرم
مین منقسم ہوتا ہی کوئی طالب علم بغیر اجازت پرنسپل کے باہر نہین جا سکتا ہی نیون ہام
ہال کے اختیار مین دو اسکالرشپ ہین جو اُن طالب علمون کو دیے جاتے ہین
جو کالج کے اندر رہتے ہین ان مین سے ایک اسکالرشپ پچاس پونڈ یعنی پانسو
روپیہ سالانہ کی ہی۔ اور دو برس کے واسطے دیجاتی ہی اور وہ اُن طالب علمون کو
ملتی ہی جو کیمبرج کے اعلی درجہ کے لوکل امتحانات مین کامیاب ہون۔ چنانچہ
۱۸۷۹ء مین مس ہارگریو نے اس اسکالرشپ کو حاصل کیا۔ دوسری اسکالرشپ
جو برنگھم اسکالرشپ کے نام سے موسوم ہی بیس پونڈ یعنی دوسو روپیہ کی ہے اور
اسکا قائم کرنیوالا اپنا نام ظاہر کرنا نہین چاہتا ہی۔ ۱۸۸۰ء مین یہ وظیفہ مس فاکسلی کو
دیا گیا۔ علاوہ ان اسکالرشپون کے اُس ایسوسی ایشن کی کمیٹی جو کیمبرج مین عورتونکی
اعلی درجہ کی تعلیم کو ترقی دینے کیواسطے قائم ہی چند وظیفے طالب علمون کو بعض
شرائط پر دیتی ہی۔

کامیابی امتحانات

اکتوبر ۱۸۷۱ء سے جون ۱۸۷۹ء تک ایک سو اتالیس طالب علمون کے نام
مسس اے جی کلف پرنسپل نیون ہام ہال کے رجسٹر مین داخل ہوئے۔ اس
کالج کے پہلے طالب علمون مین سے مس اوکانر ہیڈ مسٹرس کلیپ ہم ہائی اسکول نے
۱۸۷۸ء مین یونیورسٹی سینٹ اینڈروز مین تمام مضامین مین ایل۔ اے کا درجہ
مع آنرز کے اور مس کریک ہیڈ مسٹرس برٹین ہائی اسکول نے یونیورسٹی لندن کے

درجہ بی۔ اے کے پہلے امتحان مین پہلا درجہ اور زبان لاطینی اور انگریزی مین اول درجہ کی آنر حاصل کی ہی۔

کلب اور اُسکے علمی جلسے

علاوہ کالجونکے ایک کلب یہان نہایت عمدہ ہی اُسمین اخبارات کے پڑھنے اور لکچرون کے دینے کے کمرے بنے ہوئے ہین اور ایک مکان ہی جسمین متعدد کمرے ہین اور اُسمین کالجون کے پروفیسر لکچر دیتے ہین یونیورسٹی ہال جسمین ڈگری دیجاتی ہی وہ جدا ہی وہ بھی بڑا ہال ہی جس روز مین کیمبرج مین پہنچا اُس روز بھی ایک جلسہ اُس ہال مین تھا بڑا ہجوم تھا اور بڑا غل ہوتا تھا طالب علم خوب غل کرتے تھے جسقدر کالج کیمبرج مین مین نی دیکھے انکی وسعت مین بلحاظ مکانات وباغ کی محمڈن کالج علیگڈھ کے قطعۂ اراضی سے زیادہ نہین تھی۔ ٹرنٹی جو سب سے بڑا کالج ہے میری رائے مین اُسکا بھی باغ ومکانات تمام ملکر اُس قطعہ سے زیادہ نہین تھا جسقدر کہ محمڈن کالج کا ہے مگر کمی جسقدر ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک مین علم کی قدر نہین ہے خیالات عمدہ نہین شایستگی ولیاقت کا نشان نہین۔ اور اُس ملک مین اسکی انتہا نہین۔ مگر امید ہے کہ جب ہمارے ملک کے لوگ دوسرے ملکون کے حالات واسباب ترقی سے واقف ہونگے تو ضرور اُنکو بھی جوش آویگا اور پھر ہم دکھا دینگے کہ محمڈن کالج بھی کیسا کالج ہے۔

رات کی پارٹیان

یہان[۱] اکثر پارٹیان رات کو ہوتی ہین اور اُن سے بالخصوص اتحاد واخلاص

---

[۱] دیکھو سفرنامہ اُردو کا صفحہ ۹۷۔

ومحبت کا ترقی دینا مقصود ہی - یہ جلسے نہایت ہی عمدہ اور پُر رونق ہوتے ہین - مین یہان متعدد پارٹیون مین گیا سب سے معزز پارٹی لنڈن مین ڈیوک آف ڈیون شائر کی ہی اُسکی شرکت کی مجھکو بھی عزت حاصل ہوئی ہی اس پارٹی مین خود ڈیوک ہر شخص کے استقبال کو موجود تھے اور نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے تمام ڈیوک و مارکویس و لارڈ و لیڈیان اسمین موجود تھین اور بے تکلفانہ طریقہ سے آپسمین سب ملتے اور باتین کرتے تھے بارہ بجے تک رات کے یہ عمدہ جلسہ رہا - ہر شخص کیواسطے میز تیار تھی تنقل کے طور سے جسکا دل چاہتا تھا وہ کچھ کھاتا یا پیتا تھا جس حسن و خوبی کا امرا کا یہ میل جول کا جلسہ تھا ایسا کہین دیکھنے مین نہین آیا -

هوس آف کامنز و ہوس آف لارڈز دیکھو کا بیان -

یہان[۱] بہت بڑے بڑے وعظیم الشان مکانات بھی ہین اور کثرت سے ہین اور اُنکی کتابین چھپی ہوئی ہین - مشہور مکانات مین سے یہانکے جنکو مین نے دیکھا ہی اور جو لائق ذکر ہین اُن کا مین ذکر کرتا ہون - ہوس آف کامنز - ہوس آف لارڈز یہ دونون مکان ایک صورت کے ہین یہ عمارت ایسی خوبصورت ہی کہ اسوقت تک کوئی نہین دیکھی - باہر سے دیکھو ایک بڑی خوشنما عظیم الشان عمارت ہے ایک طرف ہوس آف کامنز ہے دوسری طرف ہوس آف لارڈز ہ - بہت بڑے بڑے دو کمرے ہین چھت نہایت اونچی ہی دروازے آئینون کے ہین اور آئینے رنگین مختلف رنگون کے ایسے بنائے گئے ہین جنسے روشنی زیادہ آتی ہے تمام

[۱] دیکھو سفرنامہ اُردو کے صفحات ۹۰ تا ۱۳ -

کمرہ مین بینچ بچھے ہوئے ہین جنپر ممبران پارلیمنٹ بیٹھتے ہین۔ یہ بینچ دائین بائین بچھے ہوئے ہین بیچ مین راستہ ہوتا ہی ایک قطار کے بعد دوسری قطار ہوتی ہی مگر پہلی قطار سے تھوڑی اونچی اسی طرح اُسکے بعد کی قطارین تھوڑی تھوڑی اونچی ہوتی جاتی ہین یہ سب ممبرون کی جگہ ہی اُسکے اوپر چند درجے ہین اُنکو گیلری کہتے ہین انکی صورت ایسی خیال کرنی چاہیے جیسے ہمارے ملک مین دوہاشمہ مکان ہوتا ہی اُسمین بھی بینچ بچھے ہوتے ہین بطور کرسی کے اُسکو اسپیکر گیلری کہتے ہین اُسمین خاص اجازت سے آدمی جاسکتے ہین مجھکو کئی مرتبہ وہان جانیکی عزت حاصل ہوئی ہی اُس گیلری کی اجازت ملی تھی جو ممبرونکی نشست کے ایک یا دو گیلری اوپر تھی جہان سے گفتگو بخوبی و بلا تکلف سُننے مین آتی تھی۔ ہوس آف لارڈز کا کمرہ مستطیل ہے۔ صدر مین اُسکی ایک مقام بنا ہوا ہی جو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے تشریف رکھنے کی جگہ ہے اُسکے آگے لارڈ چینسلر کے لیے ایک جگہ بنی ہوئی ہی جہان وہ بیٹھتے ہین یا کھڑے ہو کر گفتگو کرتے ہین اُسکے آگے میز پڑی ہوئی ہے اُسپر کتابین وغیرہ رکھی ہوتی ہین اور لکھنے والے اور عہدہ دار جلسہ بیٹھتے ہین پشت اُنکی لارڈ چینسلر کی طرف ہوتی ہی دائین بائین میز کے ممبرونکی نشست ہوتی ہی۔ جن گیلریون کا ہمنے ذکر کیا اُن پر جنٹلمین بیٹھتے ہین لیکن سب گیلریونکے اوپر ایک درجہ ہی اور اُسمین جالیان لگی ہوئی ہین اُسکے اندر لیڈیان جو دیکھنے کو آتی ہین وہ ہوتی ہین لارڈ چینسلر ممبرونکے نام لیتے جاتے ہین اور وہ ممبر کھڑا ہو کر جو کچھ کہنا چاہتا ہی کہتا ہے اگر وہ بات ایسی ہوئی ہی جسکا جواب

وزرا مین سے کسی کو دینا ہوتا ہے تو وہ کھڑے ہو کر اسکا جواب دیتا ہی۔

اگر کوئی خاص نزاع یا تکرار یا خاص صورت پیش آتی ہی اسکا لارڈ چینسلر فیصلہ کر دیتے ہین۔ اجلاس کے شروع کا وقت معین ہوتا ہی اُس سے قبل جو لوگ آتے ہین وہ ایک بڑے ہال مین جو ہاوس آف کامنز و ہوس آف لارڈز کے بیچ مین ہی ٹھہرتے ہین جب ہوس کا وقت آتا ہی تو اندر جاتے ہین۔ جو ممبر وغیرہ ہوس کے ہین اُنکو مین نے دیکھا کہ وہ عموماً ٹوپی نہین اُتارتے ہین کوئی پہنے رہتا ہی کوئی اُتار لیتا ہے اور جو اُتار لیتا ہی وہ جب چاہتا ہی پہن لیتا ہی۔ یہی تصویر و حال ہوس آف لارڈز کا ہے اجلاس دونو ہوس کا اکثر بڑی دیر تک رہتا ہی اُس عرصہ مین جب کوئی وقت کھانے کا آجاتا ہی تو تھوڑی دیر کیواسطے سب کھانے کو چلے جاتے ہین ہوس ہی کے متعلقہ کمرون مین کھانا ہوتا ہی۔ ہر شخص کو اختیار رہوتا ہی کہ جسقدر دیر تک وہ چاہے بیٹھے خواہ مخواہ یہ ضرور نہین ہی کہ اول سے آخر تک رہے۔ مجھکو اس بات کے کہنے سے خوشی و فخر ہے کہ یہان مین نے اُن دانشمندون کو دیکھا اور اُنکی تقریرون کو سنا ہی۔ جنکے ہر لفظ پر دنیا کے کان لگے ہوئے ہین اسی ہوس کے قریب ایک مشہور و نامور مقام ولیسٹ منسٹر اے۔ بی ہی۔ یہ ایک گرجہ ہی اور اسی جگہ تمام مشہور و نامور اِس ملک کی دفن ہین یہ ہی وہ مقام ہے جہان صرف دفن ہو جانا اُسکی اعلیٰ درجہ کی لیاقت و عزت و ناموری کا ثبوت ہی۔ یہ پرنس نپولین فرانس کے آخری بادشاہ کا بیٹا جس نے زولو کی لڑائی مین اپنی جان دی اور انگریزی فوج کے ہمراہ وہ لڑنے کو گیا تھا اُسکی

مسائل متعلق تقریر گفتگو و طریقۂ انفصال۔

ولیسٹ منسٹر کا گرجا۔

نسبت اسی جگہ کی عزت پانیکے لیے ہوس آف کامنز مین تحریک ہوئی تھی جو مجارٹی[1] کی وجہ سے نامنظور ہوئی اور وہ نوجوان اُس جگہ کی عزت حاصل کرنیسے محروم رہا۔

رائل ایکویریم کی سیر

اُسی کے قریب ایک نامی رائل ایکویریم ہو اسمین مچھلیان بہت ہین اور انکی وہ حالت وہان معلوم ہوتی ہو جو دریا مین رہنے کی سی ہو۔ مچھلی کو لوگ جانتے ہین کہ وہ ہمیشہ پانی مین تیرا کرتی ہے زمین پر نہین چلتی ہے لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسطرح زمین پر چلتی ہو جیسے اور جانور سمندر کے سطح ارضی پر مچھلیان زمین پر لیٹ جاتی ہین اور سوتی ہین اور زمین پر پھرتی ہین بڑی مچھلیان پتھر پر ایسی دوڑتی ہین جیسے اور چوپائے۔ بلحاظ مچھلیون کی نمایش کے لندن کی رائل ایکویریم سے برائیٹن کی ایکویریم بہت عمدہ ہو برائیٹن[2] مین ایک بڑی مچھلی ہمنے دیکھی تھی جسکا نام لائن آف سی ہو یعنے سمندر کا شیر۔ اُسکی صورت کسیقدر خوفناک ہو آواز بھی اُسکی بڑی ہے اسکے دہاڑنے کی آواز دور تک جاتی ہو۔ اسکی صورت مچھلی کی سی نہین ہے۔ سر بہت بڑا ہو قد مین تو شیر صحرائی سے چھوٹا ہو مگر موٹاپے مین زیادہ ہو۔ رنگت سیاہ ہے جہان وہ پانی تھا وہ جگہ ایسی طرح بنائی گئی تھی کہ گرد پہاڑی صورت تھی سب پتھر تھے اور بیچ مین پہاڑ کے گویا پانی تھا پانی سے باہر نکل کر وہ پہاڑ کے پتھرون پر اچھی طرح سے دوڑتا تھا ایک آدمی اُسکو مچھلیان کھلانے کو آیا اُسکے ساتھ ساتھ وہ

---

[1] مجارٹی غلبۂ رائے یا کثرت رائے۔ [2] برائیٹن ایک جدید آباد شہر ہو جو سو برس سے بھی کم سے آباد ہوا ہو سمندر کے کنارہ پر لندن کے باہر جسقدر شہر ہین اُن مین یہ نہایت عمدہ ہو۔

پانی کے باہر پھرتا تھا کبھی کسی پتھر پر چڑھ جاتا تھا کبھی صاف پتھر پر دوڑتا تھا۔
ایک بڑی مچھلی بھی اور اُس پانی مین تھی وہ بھی اسی طرح سے دوڑی دوڑی پھرتی
تھی۔ چھوٹی چھوٹی مچھلیون کو دیکھا کہ وہ کنکرون پر پھرتی تھین بہرنہج ایکوریم کے لحاظ سے
تو برائیٹن کی ایکوریم لندن کی ایکوریم سے مجھے اچھی معلوم ہوئی لیکن لندن کی
رائل ایکوریم مین اور بھی تماشے بہت ہوتے ہین ہر قسم کے۔ چند زولو اپنی اصلی
حالت پر وہان ہین عجیب وغریب طور سے کودتے ہین اور آوازین نکالتے ہین
اُنکے قد لمبے نہین ہین مگر بدن بہت چست ہی عورتون کے بدن بھی مثل مردونکے
کھنچے ہوئے اور خوب چست ہین ایک عورت جو سو گھنٹے پانی مین تیرتی ہے اسی
اکوریم مین ہے۔ اسکے قریب انڈیا آفس ہے یہ بھی بہت بڑی عمارت ہے۔
انڈیا آفس کے بہت قریب ایک وہ کھڑکی ہے جو بڑے تاریخی واقعہ کو یاد دلاتی ہے
یہ وہ جگہ ہے جہان چارلس اول بادشاہ انگلستان کو کرامول نے قتل کیا تھا۔

لندن کا سلح خانہ اور اسکا دوسرا سامان۔

ٹاور آف لندن۔ یہ وہ مکان ہے جہان ایک بڑا سلح خانہ ہے لاکھون آدمی
اگر دفعتہً کسی لڑائی پر بھیجے ہون تو فوراً اُنکو ہتھیار مل سکتے ہین اسمین ملکہ معظمہ قیصر ہند کے
زیورات وتاج رکھے ہین۔ کوہ نور لاہور جو مشہور ہیرا ہے اسکی صورت ومقدار یہان
دیکھ سکتے ہین بادشاہون کی تصویرین اور پرانے ہتھیار وغیرہ یہان رکھے ہین
یہی ٹاور کسی زمانہ مین جیلخانہ بھی تھا۔ سر والٹر ریلی جو ایک مشہور لایق شخص گذرا ہے
وہ اسی جگہ بارہ برس قید رہا تھا اسی ٹاور مین اُسنے قید کے زمانہ مین بغیر مدد کسی

کتاب کے اُس نے عالم کی تاریخ لکھی تھی ابتدا سے کچھ پہلے زمانہ حضرت عیسیٰ تک اکثر لوگ جو قید ہوئے تھے اُنھون نے دیوارون پر کچھ کچھ لکھا ہے وہ آج تک وہان لکھا ہوا ہی۔

وہ کوٹھریان جنمین لوگ قید کیے جاتے تھے تنگ ہین اور روشنی وہوا کا موقع اُنمین اچھا نہین ہی۔ ہتھیار یہان کثرت سے ہین مگر ایسے خوشنما طریقہ پر لگائے گئے ہین کہ دل چاہتا ہی کہ اُنھین دیکھا کیجیے ایک چمن کہیے یا باغ کہیے یا ایک نہایت آراستہ نگارخانہ کہیے سب کچھ سزا ہی۔ تمام در و دیوار و چھت و محراب پر ہتھیار ہی ہتھیار ہین تمام نقش و نگار دیوارون اور چھتون پر ہتھیارون سے بنائے گئے ہین۔

سینٹ جیمس پیلیس کا محل اور لیوی کا جلسہ

سینٹ جیمس پیلیس۔ یہ بھی ایک عمدہ مکان ہے لیوی کا جلسہ پرنس آف ویلز نے اسی مکان مین کیا تھا اُسکے کمرے بڑے بڑے ہین لیوی کے دن اُسمین نہایت ہی عمدہ جلسہ تھا ایک کمرہ مین سب لوگ حسب معمول جمع ہوئے سامنے سی سواری پرنس آف ویلز کی آئی طلائی کام کی ایک گاڑی مین پرنس سوار تھے دو اور گاڑیون مین ڈیوک آف کناٹ و ڈیوک آف ایڈنبرا تھے لیوی کے کمرہ مین پرنس آف ویلز آکر کھڑے ہوئے اور اُنکے قریب دونو ڈیوک تھے ہر شخص جاتا تھا اور جیسا کہ قاعدہ ہے سلام کرتا تھا پرنس مصافحہ کرتے تھے وہ آگے بڑھ کر دوسرے کمرہ مین چلا جاتا تھا ہر شخص اپنا تعظیمی لباس پہنے تھا مین اور حمید اللہ ترکش کوٹ اور لال ٹوپی پہنے ہوئے تھے ایک ہندوستانی رئیس اور تھے نواب عنایت علیخان رئیس مالیر کوٹلہ کے

بھائی چونکہ اُنکا تعظیمی لباس پنجابی تھا اسیلیے وہ اپنے پنجابی لباس مین تھے - ایرانی عہدہ دار ایک خاص قسم کی ایرانی ٹوپی پہنے ہوئے تھے ترکی افسرون کے سر پر سرخ ٹوپی ترکی تھی جیسی ہم دونو کی تھی - اس سینٹ جیمس پیلس مین پرنس آف ویلز رہتے نہین ہین رہنے کا محل دوسرا ہی وہ بھی کہتے ہین کہ نہایت عمدہ ہے لیکن مین نے اُسکو نہین دیکھا ہی پارک بھی یہان متعدد ہین ہائڈ پارک اور کنزنگٹن گارڈنز وغیرہ یہان مشہور پارک ہین - یہ دونو پارک وسیع ہین ان مین دور دور تک سبز گھانس ہی متعدد پانی کے تالاب ہین ہائیڈ پارک مین چار بجے تخمیناً بڑا لطف ہوتا ہی وہان چند سڑکین ہین ایک سڑک پر روسا لندن کی صرف گاڑیان چلتی ہین اور دوسری پر صرف گھوڑے۔

سیرگاہین

تمام ڈیوک اور لارڈ اور اُنکی لیڈیان گاڑیون پر سوار ہوتی ہین اور وہان سیر کو آتی ہین ہوا کھاتی ہین - اسقدر کثرت سواریون کی ہوتی ہے کہ کبھی دیکھنے مین نہین آئی پیدل آدمی کو اُس سڑک پر چلنے کی اجازت نہین ہی یہی حال گھوڑونکی سڑک کا ہے لیکن چونکہ یہ دونو سڑکین نہایت بڑی ہین اور پارک مین جو آدمی پھرتے ہین وہ ایک طرف سے دوسری طرف سڑک کے جاتے ہین اسیلیے یہ طریقہ مقرر ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد کانسٹبل گاڑیونکی سڑک کے بیچ مین کھڑا ہوجاتا ہے اُسوقت گاڑیان اُسی جگہ ٹھہر جاتی ہین اور راستہ صاف ہوجاتا ہی پیدل لوگ ایک طرف سے دوسری طرف چلے جاتے ہین پھر وہ ہٹ جاتا ہی

سیر کرنیوالے اور سیر گاہ کا انتظام۔

گاڑیان چلنے لگتی ہین - اُسوقت کانسٹبل کے اختیار کو دیکھنا چاہیے کہ ڈیوک ہو یا مارکوئس یا لارڈ فوراً اُنکی گاڑی وہین کی وہین ٹھہر جاتی ہی ایک قدم آگے نہین بڑھتی ہے - اسی طرح گھوڑے کی سڑک پر مختلف مقامات پر کرسیان لوہے کی رکھی ہین تاکہ آدمی جب چاہے بیٹھ جاوے تمام لوگون کو اجازت ہی وہان جاوین اور پھرین - جب سے مین یہان آیا ہون ملکۂ معظمہ قیصرِ ہند لندن مین تشریف نہین لائین مگر ایک روز پرنس آف ویلز کے محل مالبرا ہوس واقع لندن مین ملنے کو تشریف لائی تھین - واپسی کا وقت سات بجے شام کا تھا ہائڈ پارک کے سامنے سے سواری نکلی جلوس کے ساتھ سواری نہین تھی محض سادہ طور سے ایک فٹن پر سوار تھین مین اور حمید اللہ بھی اُس جلسہ مین ایک ایک کرسی پر وہان بیٹھے تھے ہزارہا آدمی اُس روز جمال جہان آرا اپنے شہنشاہ کا دیکھنے کو ہائڈ پارک کے اندر و باہر جمع تھے کثرت سے کرسیان تھین خاص آدمی کچھ فیس کے طور پر دیکر وہان بیٹھتے تھے جسوقت سواری نکلی بڑی گرمجوشی سے سب نے تعظیمی سلام کیے -

زندہ چرند و پرند جانورونکا باغ -

زوالاجیکل گارڈن (جانورون کا باغ) یہ وہ جگہ ہے جہان زندہ چرند و پرند جمع ہین جیسے خوبصورت جانور ہمنے یہان دیکھے اور جس جس قسم کے دیکھے - ویسے دیکھے تو کیا کبھی سُنے بھی نہین تھے - بہت سے تو جانور وہ تھے کہ جنگلی قسم کے ہمنے پہلے دیکھے تھے گو ویسے نہین دیکھے تھے مثلاً طوطے صدہا قسم کے تھے گو ہمنے ایسے خوبصورت طوطے نہ دیکھے ہون لیکن طوطون کی نوع سے ہم واقف تھے -

چھوٹی چھوٹی چڑیان ہر رنگ کی وہان تھین اور کیا کہون کہ کیسی کیسی خوبصورت و خوش رنگ و مختلف رنگونکی تھین لیکن ہم کہہ سکتے ہین کہ ہمنے پہلے بھی چڑیان دیکھی تھین۔

کیا خاک ہمنے پہلے دیکھا تھا ایسا ہی دیکھا تھا جیسا کہ ہم ایک عمدہ روشنی کے لیمپ کو دیکھین اور پھر اپنے ڈیوٹ کو خیال کرکے کہین کہ ہمنے بھی ایک روشنی کا آلہ پہلے دیکھا ہی۔ گو قسم جدا ہو مگر نوع تو وہی ہے ایسی ہی اُن طوطون اور چڑیونکی مشابہت ہی اور اور چیزون کے سوا جنکو ہمنے اس ملک مین دیکھا عقاب وہان عجیب عجیب صورت کے دیکھے نام تو اُنکا ہمنے اپنے ملک مین سُنا تھا صورت بھی دیکھی تھی مگر ایک جانور ہمنے یہان دیکھا اُسکا نام کنگرو ہے اس جانور کے پچھلے پانون تو بہت بڑے ہین اور اگلے بہت ہی چھوٹے ہین یہ پچھلے پانوون سے عجب طرح سے پھُدک پھُدک کے چلتا ہی پیٹ مین اُسکے ایک سوراخ ہے اور تھیلی کی طرح سے اُسکے پیٹ مین بنا ہوا ہے اپنے بچے کو چلنے اور پھُدکنے کیوقت اُس سوراخ کے اندر تھیلی مین بٹھا لیتا ہے۔

چوپایون کا ذکر۔

ایک دوسرا جانور چوپایہ صحرائی ہے اُسکا پچھلا دھڑ بہت بھاری ہی بدن پر بڑے بڑے بال ہین لیکن سر نہایت چھوٹا ہے اور مُنھ ایسی قطع کا ہے کہ اُسکو چھوٹی سونڈ سے تشبیہ دو یا بڑی چونچ سے کچھ عجیب طرح سے سر کے پاس سے گول و لمبا ہوتے ہوتے تھوتھنی تک آیا ہی۔

ہپّیپاٹمس

تیسرا ایک پانی کا جانور تھا وہ اسقدر بڑا اور موٹا تھا جیسا کہ کوئی بہت بڑا بھینسا یا بڑا گینڈا ہو لیکن ہندوستان ہین تو ایسا موٹا اور بڑا بھینسا ہمنے نہین دیکھا حصار کی بڑی سی بڑی بھینس سے بھی اسکو کچھ بڑا سمجھنا چاہیے اور موٹا۔ برائٹین مین جو ہمنے لائن آف دی سی دیکھا تھا کلانی و موٹاپے مین اُسکی کچھ بھی حقیقت نہین ہے۔ یہ جانور پانی سے باہر نکل کر اُسی طرح سے پھرتا تھا جس طرح کوئی بہت بڑا بھینسا زمین پر پھرتا ہی۔

شیر

شیر بھی یہان مختلف ملکون کے تھے اور ملکون کے شیر تو قوی نہین تھے لیکن افریقہ کا شیر البتہ بڑا تھا اور وہ قد و قامت مین ہمارے ملک کے شیر سے بڑا معلوم ہوتا تھا لیکن جب خوب غور کرو تو جو شجاعت و تیزی ہمارے ملک کے شیر مین معلوم ہوتی تھی وہ اُسمین بھی نہین تھی وہ سست و کاہل معلوم ہوتا تھا۔

کتب خانے و عجائب خانے

برٹش میوزیم و لائبریری۔ یہ مکان نہایت عظیم الشان ہے اُسکے کمرے نہایت ہی وسیع ہین اسی ایک مکان مین میوزیم بھی ہے اور لائبریری بھی ہے۔ لاکھون کتابین وہان ہین ریڈنگ روم جدا ہے جسکا دل چاہے اجازت لیکر وہان جاوے جس کتاب کو چاہے نکلوائے اور جبتک چاہے وہان پڑھے ہزارون قسم کے سکّے ہزارون قسم کی چیزین جو ہسٹری سے متعلق ہین اور جو کتابون ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک جاؤ تو شائد ملین وہان سب آنکھون کے سامنے رکھی پاؤگے۔

مین جتنی دیر اور جبتک وہان رہا مجھکو اپنے دوست منشی محمد ذکاء اللہ صاحب

پروفیسر میور کا لج یاد آئے اسلیے کہ اُنکو تاریخ سے اور اس قسم کی تحقیقات سے بڑا شوق ہے اگر وہ ہوتے تو دن بھر لائبریری مین رہتے میوزیم مین جاؤ ہزار ہا تصویرین پتھر کی ہین تمام چیزون کے خدا وہان دیکھو گے کہین راگ گانے کا خدا رکھا ہی کہین عشق کا خدا کھڑا ہی ایک دو خدا ہون تو آدمی لکھے بھی۔ صدہا خدا وہان موجود ہین۔ اکثر بادشاہون کی تصاویر ہین۔

ممیز کا تذکرہ

بہت سی ممیان[ل] وہان رکھی ہین مین نے یوروپ مین جہان اور چیزون پر التفات کیا ممیون پر زیادہ غور کیا اور اس سے میری بہت سی اعراض تھین۔ یہ لاشین ہزارون برس کی ہین اور آجتک مردہ کا جسم اُنمین باقی ہی صورت صاف معلوم ہوتی ہی۔ ہاتھ پاؤن قدوقامت کچھ بگڑا نہین ہی۔ برٹش میوزیم کے دیکھنے کے بعد مین یہ کہہ سکتا ہون کہ مین نے ممی کو جہانتک ممکن ہے خوب دیکھا ہے اور اس میوزیم سے زیادہ کہین اور جمع نہین ہین۔

مجھکو یہ تلاش تھی کہ کہین نوگزے قد کی ممی مین دیکھون اسلیے کہ سُنتے تھے کہ پہلے زمانہ مین نوگزے آدمی ہوتے تھے لیکن مجھکو کہین نشان بھی نہ ملا کوئی نوگزا تو کیا تین گزا بھی نہ ملا۔

ل مصر کے ملک مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی نامور آدمی مرتا تھا تو اسکو ایک قسم کا مصالحہ لگاتے اور بہت چُست کفن مین اُسکو لپیٹتے تھے پانوون مین اُسکے بطور شوز یا بوٹ یا موزے کے پہناتے تھے اور اُسکے قد کے برابر بطور قبر کے پتھر کو تراش کر مردے کو اُسمین رکھتے تھے اور دوسرا پتھر اُسکے اوپر ڈھانک دیتے تھے۔

پسلیان ہڈیان سب کی بجنسہ باقی ہین کہین ضغطہ کے مشہور آثار نمایان نہین پائی گئی۔
عجب اسقدر بڑے بڑے اجسام باقی ہین اور توقع نہین ہی کہ آیندہ بھی کوئی صورت
اُنکے زوال وانعدام کی ہی تو اجزائے لاتیجزی کی بحث ومناظرہ قابل تامل کی ہی۔

مردہ جانور

جانور مردہ ہزارون قسم کے وہان ہین تمام ملکون کے عجیب وغریب۔ ہم اپنے
ملک مین پدے کو سب سے چھوٹا جانور جانتے ہین اور ہمارا خیال تھا کہ شائد
اُس سے چھوٹا کوئی جانور نہ ہوتا ہوگا یہان ہمنے اُسکے قد وقامت سے بھی
نصف جانور دیکھے اور کیسے خوشرنگ اور عجیب کہ کیا کہون تصویر اس کی لکھنی
مشکل ہے۔

بندر

بعض ایسے محقق پیدا ہوئے ہین جو یہ کہتے ہین کہ انسان ابتدائً بندر کی قسم تھا
اس پر لوگ ہنسی سے کہا کرتے تھے کہ اگر بندر تھا تو صورت تو بھلا بدلتے بدلتے
بدل گئی لیکن دُم کیا ہوگئی۔ جب مین میوزیم مین بندرون کے مقام پر پہنچا تو مجکو
بے دم کے بندر کی تلاش ہوئی۔ جوئیدہ یابندہ دیکھتا ہون کہ ایک بڑی شیشہ مین
ایک بڑا اجگادری بندر بن دُم کا کھڑا ہی یہ بندر ایک چھوٹے قد کے آدمی کے
برابر ہے۔ میری یہ رائے نہین ہی کہ انسان بندر کی نسل ہی لیکن وہ محقق کہہ سکتا ہے
کہ اسی بے دُم کے بندر کی نسل سے آدمی ہوگیا ہی رفتہ رفتہ۔ وہ صرف تنہا یہی نہین
تھا اُسی نسل سے اور اُسی قوم کے اور بھی کئی بندر وہان تھے مگر اُس سے
بہت چھوٹے تھے۔

ٹائمز کا کارخانہ

ٹائمز جو مشہور اخبار لندن کا ہی اُسکے کارخانے کے دیکھنے کا مجھکو شوق تھا کہ
کیونکر لاکھون اخبار اُس پر چھپ جاتے ہین مجکو یہ تامل تھا کہ وہ ٹیپ ایسا مضبوط
کونسا ہی جسپر لاکھون داب پڑتے ہین اور وہ خراب نہین ہوتا چنانچہ مین گیا اور
دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہان تو طریقہ ہی اور ہی۔

چھاپہ کا بیان

اول کمپوز کرتے ہین جب کمپوز ہو جاتا ہی تو اُسکو ایک کاغذ پہ جو خاص طور سے
تیار کیا گیا ہی اور وہ ذرا موٹا کاغذ ہی جیسا چھاپہ خانون مین استر کا کاغذ ہوتا ہے
چھاپتے ہین اُن حرفون کا نشان اُس کاغذ پر آجاتا ہی پھر ایک کل ہی اُسمین شیشہ
پگھلا کر ڈالتے ہین وہ کل مقعر ہے اور اُس کاغذ کو بھی اُس مین رکھدیتے ہین
بیچ مین دبنے مین وہ شیشہ جو پانی کی طرح پگھلا کے ڈالا تھا وہ ایک موٹی سی
چادر بن جاتا ہے اور اُس کاغذ کے تمام حروف و نقوش اُس پر آجاتے ہین
اُسکو لیجا کر ایک کل پر جو بیلن کی صورت ہی چڑھا دیتے ہین گویا وہ کاپی ہوئی
وہ بیلن کل کے ذریعہ سے جسکو انجن حرکت دیتا ہے چکر کھاتی ہی ایک دوسرا
بہت بڑا بیلن ہے ایسی صورت کا جیسا ہمارے ملک مین وہ پتھر ہوتا ہے
جو سڑکون پر پھرایا جاتا ہی اُسپر کاغذ لپٹا ہوا ہوتا ہے وہ کاغذ ٹائمز کا اسقدر اُسپر
لپٹا تھا کہ اگر کھولا جاوے تو چند میل کا طول ہو وہ بیلن حرکت کرتا ہے اور کاغذ
اُس پر سے کھل کھل کر اُس دوسرے بیلن کے نیچے گزرتا ہے جس پر وہ ٹیپ کی
چادر چڑھی ہوئی ہے اور چادر اُس کاغذ کو دابتی ہے کاغذ چھپتا چلا جاتا ہے

اُس بیلن پر ایک کل سے ہر مرتبہ سیاہی لگتی رہتی ہے اُس بیلن کے نیچے سے ہوکر آگے بڑہ کر اُسی کل مین وہ چھپا ہوا کاغذ مڑتا ہے اور کٹتا ہے اور چوتہ ہو کر ایک خانہ مین آپڑتا ہے۔ ایک لڑکا تیرہ چودہ برس کا کھڑا ہی وہ اُنکو اُٹھاتا رہتا ہی ہزارون پرچے دم بھر مین چھپ کر کٹ کر وُمڑ کر تیار ہو جاتے ہین۔ مجھکو یہ کل نہایت ہی عجیب وغریب معلوم ہوئی اس لیے کہ اس سے پہلے مین نے کبھی کلون کو اس قسم کی نہ دیکھا تھا۔

توپ بندوق بنانیکے کارخانے۔

لیکن جب مین نے وولچ کو جاکر دیکھا جہان توپ وبندوق وغیرہ کا کارخانہ ہی اور پورٹس موتھ مین گیا جہان جہازون کا کارخانہ ہے اور وہان کی کلین دیکھین تو اُنکی پھر کچھ بھی حقیقت نہین معلوم ہوتی تھی بلکہ وہ ایک کھیل کی کل معلوم ہوتی تھی ہمارے سامنے ایک توپ پر لوہا چڑھایا گیا بہت سے مختلف کام ہمارے سامنے ہوئے اور ہمکو دکھائے گئے ہماری عقل حیران تھی۔ جو کام اُن کلون کے ذریعہ سے معدودے چند اشخاص لیتے ہین اور کرتے ہین وہ سیکڑون بلکہ شائد ہزارون سے بھی نہین ہو سکتے۔ ممکن نہین ہے کہ جو کچھ مین نے وہان دیکھا مین اُسکو بیان کرسکون ہان اگر ہر کل کی تصویر لکھون اور تمام اُسکی کیفیات وحرکات بیان کرون تو شائد کچھ سمجھ مین آوے لیکن شائد ہر کل پر ایک رسالہ ہونا چاہیے اور وہ بھی اس کے ماہر کا۔ جس توپ پر میرے سامنے لوہا چڑھایا گیا تھا وہ بہت ہی بڑی توپ تھی (اسوقت تو مین نے وزن بھی اُسکا معلوم کیا تھا مگر اب یاد نہین رہا) اور اُس کام کو

پانچ چار آدمی کر رہے تھے اُس توپ کو اگر پچاس بیل لگین تو اُسطرح حرکت نہ دیسکین
جسطرح وہ چند آدمی کر رہے تھے ایک بہت موٹی چادر تھی وہ ادنی حرکت سے
کل کی اُس توپ پر چڑھتی چلی جاتی تھی۔ جب چادر چڑھ چکی تو ایک دوسری کل نے
اُسکو اُٹھا لیا اور ایک دور فاصلہ پر لے گئی جہان ایک گھن تھا معلوم نہین کہ وہ
گھن کئی سو یا کئی ہزار من کا تھا توپ اُسکے نیچے رکھدی گئی اور گھن اُسپر پڑنا شروع
ہوا اسقدر عظیم الشان گھن ایک ادنی حرکت سے چلتا تھا اس ولیچ اور پورٹس موتھ کے
کارخانہ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہو کہ گورنمنٹ انگلستان کیا چیز ہے اور
وہ کیسی زبردست ہی اور اُن کارخانون کے ذریعہ سے اُسکی بری و بحری شان و
شوکت کیا ہی۔ یہ ولیچ کا کارخانہ وہ ہے کہ جسقدر آلات حرب و سامان چاہو انہین
تھوڑے دنون مین تیار ہو سکتا ہی جو عہدہ دار کہ پورٹس موتھ مین مجھکو جہازونکو اور
کارخانہ کو جہاز کے بننے کے دکھاتا تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ اگر آج حکم ہو تو مین
ایک ہفتہ مین بارہ جہاز مرتب کر کے روانہ کر سکتا ہون یہ اُسوقت اُس نے کہا تھا
جب مین نے اُس سے بعض جہازون کی نسبت جو نامرتب تھے پوچھا تھا۔ پھر یہ
ایک ہی کارخانہ نہین ہے متعدد کارخانے جہازون کے اور بھی ہین اور یہ تو سرکاری
کارخانے ہین جو کمپنیان اپنے کارخانے جدا کرتی ہین وہ بہت ہین جب مین گلاسگو
مین گیا جو ایک مشہور شہر اسکاٹلنڈ کا ہی وہان مین نے ایک کمپنی کا کارخانہ لوہے کا
دیکھا اور تعجب کیا۔ اس کمپنی نے شہنشاہ روس کی فرمایش کا وہ جہاز سیر دریا کا بنایا ہے

جو مشہور ہے اور اخبارون مین مشتہر ہو چکا ہے۔ یہ جہاز اس قدر بڑا اور خوبصورت ہی
کہ ایسا جہاز ابتک نہین بنا یہ جہاز ابھی پورا تیار نہین ہوا ہے مین نے اسکو دیکھا
تمام کمرون مین اور چھت پر اسکے پھرا کچھ شبہ نہین ہی کہ بے نظیر جہاز ہے ایسی ایسی
کمپنیان متعدد ہین اور گورنمنٹ خود انسے کام لیتی ہے۔ پورٹس موتھ مین وہ جہاز
نلسن کا ہی جسمین وہ گولی سے اسوقت مرا تھا جب نپولین اول شہنشاہ فرانس کو
اس نے شکست دی تھی اس جہاز مین مین گیا۔ نلسن کے زخمی ہونے کی جگہ
اور گولی لگنے کی جگہ اور تمام مقامات دیکھے یہ جہاز بادی ہے ۳۲ توپین اس پر
چڑھی ہین اسوقت تک دخانی جہاز کا ایجاد نہ ہوا تھا۔

اطراف لندن کے قابل ذکر مکان

خاص لندن کے سوا اطراف لندن مین دو مکان بڑے نامی و عالیشان ہین
ایک کرسٹل پیلس دوسرا الگزنڈر پیلس مکان کیا ہین بڑے محل ہین بلکہ اگر یہ کہو کہ
اُسکے اندر متعدد محل ہین تو بھی بجا ہے۔ ان دونو جگہون مین ہر روز گویا کوئی
نہ کوئی میلہ رہتا ہے ہمیشہ تماشے ہوتے ہین اُنکے اندر سوداگرون کی دکانین
ہین بطور بازار کے اُسکے اندر تھیٹر ہین۔ آپرا ہین۔ ہوٹل ہین آتشبازی جو کرسٹل
پیلس مین چھوٹتی ہے مشہور ہے۔ ہمارے ملک مین جب لارڈ لٹن نے دربار
کیا تھا ۱۸۷۷ء مین اُسوقت آتشبازی چھوٹی تھی اُسکی بڑی تعریف تھی۔ اور
فی الحقیقت وہ تعریف کے لائق تھی۔ ہمارے ملک مین کسی نے ایسی نہین دیکھی
تھی۔ مگر جو آتشبازی ہمنے کرسٹل پیلس مین چھوٹتی دیکھی وہ ہماری اُس دلی کی

آتشبازی سے بھی عمدہ تھی ہمنے الگزنڈرہ پیلیس اُسدن دیکھا تھا جب اُسمین پھولونکی ایک بڑی نمایش ہوئی تھی۔ گلاب کے پھول اسقدر بڑے اورخوش رنگ کبھی نہ دیکھے نہ شائد دیکھین گے۔"

جوگھوڑدوڑین ڈیوک آف رچمنڈ کے مشہورومعروف پارک مین ہوتی ہین اُن کو مولوی صاحب نے بمقابلہ ڈربی گھوڑدوڑ کے زیادہ پسند فرمایا۔

اُنکے حالات آپ نے اپنے سفرنامہ مین حسب ذیل تحریر فرمائے ہین:۔

گسٹر کی گھوڑدوڑ

"گسٹر ایک چھوٹا قصبہ ہی ایک مشہور گھوڑدوڑ یہان ہوتی ہے اُسکے دیکھنے کو ہم گئے تھے جیساکہ ڈربی ریس مین ایک پونڈ کا ٹکٹ تھا اسمین بھی ایک پونڈ کا تھا۔ حمیداللہ بھی میرے ہمراہ تھے۔ پرنس آف ویلز اُسکے صدرنشین تھے رائل فیملی کے لوگ بھی وہان موجود تھی۔ جسقدر لباس خوشنما لیڈیون کے یہان تھے ایسی بہئیت مجموعی کبھی دیکھنے مین نہین آئے یہ ریس بالخصوص پوشاک کے باب مین مشہور ہی۔ بڑا لطف یہ تھا کہ معزز اشخاص اپنی لنچ کا سامان سب وہان لیجاتی ہین وہ رکھا ہوا ہرجگہ ایسا عمدہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا لطف بیان نہین ہوسکتا یہ ایک نہایت پُرتکلف میلہ تھا۔"

بمقام ونڈسر مولوی صاحب نے شاہی محلات کی سیر فرمائی جس کا حال آپ نے

لہ سفرنامہ اُردو صفحہ ۱۳۱۔

حسب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

"ونڈسر یا ونڈزر ایک مختصر شہر ہے ملکہ معظمہ قیصر ہند کا محل خاص اور پارک و باغ اسی شہر مین ہے اس خاص محل کا نام کاسل ہی جن ایام مین ملکہ معظمہ قیصر ہند وہان تشریف نہین رکھتی ہین اور اسکاٹلینڈ وغیرہ مین رونق افزا ہوتی ہین تو ہر شخص کاسل کو گیارہ بجے کے بعد جاکر بغیر کسی خاص حکم کے دیکھ سکتا ہی۔ ریلوے اسٹیشن و کاسل کی بیچ مین ایک مکان ہی سیر کرنیوالے کو اُسمین جانا چاہیے اور اپنے نام کا کارڈ دینا چاہیے کارڈ کو لیکر وہ شخص جو وہان ٹکٹ تقسیم کرتا ہے ایک ٹکٹ دیگا اسکو لے کر کاسل کے اندر جانا چاہیے داخلہ کے دروازہ پر دربان اُس ٹکٹ کو لے لیتا ہی اور سیر کرنیوالے کے سامنے ایک کتاب پیش کرتا ہے سیر کرنیوالے کو اُسمین اپنا پورا نام اور پتہ کہ کہان سے وہ آیا ہی اور کیا عہدہ ہی لکھنا ہوتا ہی اسکے بعد وہ اندر جاتا ہی اور ایک کمرہ مین جہان بینچ بچھے ہوئے ہین ٹھہرتا ہے۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد گائڈ آتا ہے اور جسقدر لوگ اُس کمرہ مین جمع ہو جاتے ہین اُنکو اپنے ہمراہ ہر ہر کمرہ مین لیجاتا ہے اور سیر کراتا ہے اور جو جو تصاویر وغیرہ اُن کمرون مین لگی ہوئی ہین یا تمام اسباب رکھا ہوا ہی اُنکے متعلق حالات بیان کرتا ہے اور ہر ہر کمرہ کی نسبت کہتا ہے کہ یہ ڈائیننگ روم ہے یہ خاص نشست کا کمرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ کمرے وسیع مین اور بڑی بڑی بیش قیمت پینٹنگ کی تصویرین اس مین لگی

ونڈسر کے محل و باغ

(۱) دیکھو سفرنامۂ اردو کے صفحات ۱۳۳ تا ۱۳۸۔

ہوئی ہین ڈائیننگ روم اسقدر وسیع ہے کہ کئی سو آدمی اُسمین کھا سکتے ہین یہ کاسل گو بطور قلعہ کے ہے لیکن کچھ لڑائی کا قلعہ نہین ہے نہ اس قسم کا خوبصورت قلعہ ہی جیسا کہ ہماری دہلی کا نہ اُسکی ایسی خوبصورت چاردیواری ہے جیسی دہلی یا آگرہ کے قلعہ کی پتھر کی چنائی ہی - البتہ سامنے صحن مین ایک چمن پھولون کا نہایت خوشنما ہے اور اُسمین فوارہ چھوٹتا ہے - صدہا برس سے بادشاہان انگلستان اسمین رہتے چلے آتی ہین پارک نہایت وسیع ہے اسی پارک مین وہ مکان ہے جسمین ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کیواسطے مکھن کھانے کا بنتا ہی - اسمین خاص پرند جانور مین اسمین خاص سکتے ہین - اسمین خاص مویشی خانہ ہے جیسی بڑی وخوبصورت گائین وبیل ہمنے اس مویشی خانہ مین دیکھے ایسے پہلے کبھی نہین دیکھے تھے - مویشی خانہ کے قریب ہم ایک سمت کو گئے وہان ہمکو نہایت ہی متعفن بوآئی ہم بہاری جلدی آگے بڑھے تاکہ اس بدبو سے نجات پاوین چند قدم چلے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ وہان چند سور ہین وہ سور وہ نکے رہنے کا و پرورش پانے کا موقع تھا - یہ سور معمولی صورت کے تھے مگر خوب موٹے لیکن نہایت بدبو کی حالت مین - اسوقت معلوم ہوا کہ وہ بدبو انھین کی تھی ہم فوراً وہان سے واپس آئے -

اُن مکانات کے اور اُن جانورون کے دیکھنے وسیر کیواسطے ایک معزز افسر کے خاص حکم کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حکم اُن مکانات کے مہتمم کو دیا جاتا ہے جسکی اجازت سے اُن تمام مکانون اور چیزون کو دیکھ سکتے ہین -

اسی پارک کے متصل ایک نہایت وسیع ولاجواب باغ ہے جسمین سوائے انبہ کے تمام قسم کے میوے موجود ہین ہر قسم کے پھول عجیب عجیب رنگ کی خوشرنگ پتون کے درخت مختلف اقسام کے بیلون کے درخت نہایت ہی خوشنما۔ مین نے مختلف گرم ملک کے میوے مہتمم سے پوچھے اور انھون نے وہ مجھے دکھائے سرخ مرچ جسقدر موٹی اور بڑی اس باغ مین تھی ایسی ہمارے ملک مین بہت ہی کم ہوتی ہے۔

ایک قسم کے اور رنگ کے پھول سے مختلف اقسام کے ورنگ کے پھول بنے ہوئے ایک خوش رنگ پتے کے درخت سی مختلف قسم کے خوشرنگ پتونکو درخت بنے ہوئے ہمنے وہان دیکھے۔ اکثر میوہ دار اور پھولون اور پتون کی درخت شیشے کے مکان مین تھے۔ جس ملک کا درخت تھا اُسی ملک کی آب وہوا اُس مکان مین معلوم ہوتی تھی۔ نل اور بھاپ کے ذریعہ سے گرمی وسردی کی کیفیت کی تبدیلی کی گئی تھی۔

بہت سے میوے وہان لگے ہوئے تھے اور صورت سے نہایت ہی پختہ اور لذیذ معلوم ہوتے تھے لیکن افسوس کہ ہم اُنکے کھانے کے مجاز نہ تھے۔

کاسل سے تخمیناً آدھ میل کے فاصلہ پر وہ مدرسہ ہے جسکا نام ایٹن ہے ایک یہ ایٹن اور دوسرا ہیرو یہ دو مدرسے بطور ہائی اسکولون کے ہین اکثر امرا اور روسا ومعزز اشخاص کے لڑکے ان ہی مدرسون مین پڑھتے ہین ونڈسر کے تلے نیچے

دریا بہتا ہے۔ بلحاظ ہمارے ملک کے یہ بات تعجب کی ہو کہ شہر ونڈسر صدہا سال سے
توشاہان انگلستان کا مسکن ہو لیکن وہ نہایت ہی کم رونق ہے چاہیے تھا کہ جب
بادشاہ یہان رہتے تھے تو اور ڈیوک و لارڈ و رئوسا بھی وہان آباد ہوتے اور
اس طرح سے وہ ایک عظیم الشان شہر ہو جاتا و پُر رونق لیکن یہ کچھ بھی نہین ہو۔
ملکہ معظمہ انگلستان و قیصر ہند جنکی قوت و عظمت و شوکت آج دنیا مین تسلیم کیجاتی ہے
جنکی عملداری مین کسی وقت آفتاب غروب نہین ہوتا ہو جب انکے اُس ذاتی مختصر پوشش
اور دیگر کارخانون کو دیکھا جاوے تو وہ ہندوستان کے ایک راجہ کے کارخانہ سے
بھی کم معلوم ہوتا ہے اور شائد یہ امر ایشیائی خیالات کے موافق بُرے دل سے دیکھا
جاوے لیکن جب غور کیا جاوے تو یہ دانشمندانہ طریقہ وطرز تمدن و معاشرت شاہان
یورپ بے انتہا قدر و تعریف کے لائق ہو اور اُسکی عمدگی و نتائج پر شائد ایک بڑی
کتاب تحریر ہو سکتی ہے"۔

اسکاٹ لینڈ کے حالات

اسکاٹ لینڈ مین مولوی صاحب نے اڈنبرا۔ گلاسکو۔ انورنس۔ کریف۔ پرتھ۔
ابرڈین اور راوبن کی سیر فرمائی اور ان سب مقامات کے مختصر حالات آپ نے
اپنے سفرنامہ مین قلم بند فرمائے ہین جو حسب ذیل ہین:۔
"اسکاٹ لینڈ مین سب سے زیادہ عمدہ چیز جو دیکھنے و سیر کے لائق ہو وہ
لیکس (جھیلین) ہین متعدد جھیلین ہین لیکن لاخ لومند و لاخ کیترن بہت بڑی و خوبصورت

صفحہ ۷۴ و ۷۵ سفرنامہ اردو

دو جھیلین ہین ہر ایک جھیل کئی کئی میل مین ہے اور دونو طرف جھیلون کے وہی مسطح سبز پہاڑ واقع ہین جو لطف اُس پانی کا اور اُن پہاڑون کا ہے وہ وہی شخص جان سکتا ہے جو اُن جھیلون مین پھرا ہو۔ ان دونو جھیلون مین بوٹ مین بیٹھکر ایکطرف سے دوسری طرف جاتے ہین بوٹ تمام جھیل مین ہر طرف پھرتا ہے اور سیر کرنیوالون کو سیر کراتا ہے ''

سفر ولایت سے مراجعت

مولوی صاحب ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۷۰ء کو جہاز سورت پر مراجعت فرمائے بمبئی ہوئے آپ کے استقبال کیلیے علیگڈھ سے سید صاحب اور خواجہ محمد یوسف صاحب اور حیدر آباد سے نواب محسن الملک بمبئی تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ سفرنامہ مین آپنے اپنے واپس ہونیکا حال حسب ذیل تحریر فرمایا ہے:۔

بمبئی پہنچنا

''تھوڑی دیر کے بعد دخانی بوٹ آیا اور مین مع اپنے ضروری اسباب ہمراہی کے اُس پر سوار ہوا جسوقت بندر پر پہنچا تو مین نے دیکھا کہ جناب مولوی سید احمد خانصاحب و خواجہ محمد یوسف صاحب میرے لینے کو کھڑے ہین مین اُترا اور اُنسے ملا۔ مولوی مہدی علی صاحب کے نہ ہونیکا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ مرض تو زائل ہو گیا ہے مگر قوت استقدر نہین ہے کہ وہ آتے۔ وہان سے ہم سب سوار ہو کر مولوی مہدی علی صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اُسی شب کو ناخدا محمد علی روغی صاحب کے ہان دعوت تھی مین نے وضو کیا نماز پڑھی اور کھانا کھانے کو مین اور مولوی سید مہدی علیصاحب

---

[1] دیکھو سفرنامہ اُردو کے صفحات ۱۹۶ تا ۱۹۸۔

اورجناب مولوی سید احمد خانصاحب بہادر ناخدا صاحب کے دولتخانہ پر گئے اور کھانا کھایا۔

بمبئی کی دعوت

دعوت انگریزی طریقہ پر تھی کرسیون پر نشست تھی اور میز پر کھانا تھا کھانے مین انگریز پارسی مسلمان اور ہندو سب شریک تھے ہندوستان مین ایسی مجموعی حیثیت کا ڈنر بہت ہی کم ہوتا تھا سب لوگ نہایت خوش تھے کھانیکے بعد چا پیتے رہے باتین کرتے رہے۔ مولوی سید مہدی علی صاحب اپنے ضعف کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد اپنی کوٹھی پر چلے گئے تھے مگر اور سب لوگ دس گیارہ بجے تک بیٹھے باتین کرتے رہے گیارہ بجے کے قریب جلسہ نہایت مسرت سے برخاست ہوا۔

بمبئی سے علیگڈہ کو روانگی

۱۴- اکتوبر کو نماز عصر کے وقت مین اور جناب سید احمد خانصاحب۔ اور خواجہ محمد یوسف صاحب بمبئی سے روانہ ہوئے۔ ۱۶ کی صبح کو سب الہ آباد پہنچے۔ منشی محمد ذکا اللہ صاحب اسٹیشن پر ہمارے منتظر کھڑے تھے ہم سب اُنکے دولتخانہ پر گئے اور تمام دن الہ آباد مین رہے۔ شب کو الہ آباد سے روانہ ہوئے۔ جسوقت ہم ٹونڈلے پہنچے تو ہمارے چند دوست اور طالب علم مدرستہ العلوم جو علیگڈہ سی ہمارے استقبال کو گئے تھے ہمسے ملے۔ جب ہم ہاتھرس پہنچے تو دوسرا گروہ ہمارے دوستون اور طالب علمان مدرستہ العلوم کا ہم سے ملا۔ قریب گیارہ بجے کی جسوقت ہماری ٹرین علیگڈہ کے اسٹیشن پر پہنچی تو بڑا مجمع ہمارے ملنے کو جمع تھا۔ ہم اُترے اور سب سے نہایت خوشی سے ملے۔ جناب راجہ سید باقر علیخانصاحب

علیگڈہ مین واپسی اور انتظام سفر

رئیس ہنڈراول نے ہماری اور ہمارے ساتھ بہت سے دوستون کی نہایت پُرتکلف دعوت کی یہ جلسہ دعوت کا جناب مولوی سید احمد خان صاحب بہادر کی کوٹھی پر تھا سب نے میز و کرسی پر کھانا کھایا اور راجہ صاحب کی محبت و عنایت کا شکریہ ادا کیا سب ہمارے دوست ہمسے اور ہم سب سے ملے۔ اسطرح سفر کا اختتام ہوگیا۔ علیگڈھ ہی سے سفر کا آغاز ہوا تھا اور وہین انجام ہوا"

ولایت سے واپسی کے بعد کے مشاغل

سفر ولایت سے واپس تشریف لانیکے بعد آپ سرکاری کامونمین مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ زیادہ تر مدرستہ العلوم علیگڈھ کے انتظام مین مصروف رہے۔ اسی اثنا یعنی ۱۸۸۳ع مین آپ کلکتہ کی نمایش کی سیر کو بھی تشریف لے گئے۔

سیر نمایش کلکتہ۔

فیلو شپ کلکتہ یونیورسٹی

اسی سال آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو مقرر کیے گئے۔

مضامین سفر ولایت

اتفاق سے تہذیب الاخلاق کے دو پرچے بابت ماہ شوال و ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ع ہمین ملے ہین جنمین مولوی صاحب کے سفر یوروپ کی مسلسل حالات چھپے تھے اور اُن ہی سے نقل ہوکر بشکل کتاب یہ حالات عمدۃ المطابع امروہہ مین چھپکر شایع ہوئے تھے۔ اس کتاب مین ہمنے حالات سفر سفرنامۂ آخرالذکر سے نقل کیے ہین جیساکہ اوپر ظاہر کیا جاچکا ہے۔

باب ہشتم

سیاحت مصر

ہدایات مصر کیلیے گورنمنٹ کا مولوی صاحب کو منتخب کرنا۔

۱۸۸۴ء مین جسوقت ارل ناتھ بروک باتقابہ سابق وائسرائے وگورنر جنرل کشور ہندلارڈ دہائی کمشنر بناکر مصر بھیجے گئے تو اُنھون نے ایک لائق وقابل شخص کے بیھیجے جانیکی خواہش ظاہر کی اور گورنمنٹ ہند نے مولوی صاحب کو بوجہ آپکی مشہور لیاقت وقابلیت اور جفاکشی وستعدی کے مصر بیھیجنے کے لیے انتخاب فرمایا چنانچہ اس بارہ مین جوچٹھیات سر آکلنڈ کالون نے ہزاکسلنسی وائسرائے کے ایما سے لکھی تعین اُنکا اور نیز گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی کے سکرٹری کی چٹھی کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی:-

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چٹھی

اُزمقام شملہ — ۱۴- اگست ۱۸۸۴ء

پنجشنبہ

میرے پیارے مولوی !

مجھسے ہزاکسلنسی وائسرائے بہادر نے بحکم لارڈ نارتھ بروک بہادر یہ درخواست کی ہی کہ ایک شریف مسلمان کو دوماہ کے لیے مصر جانیکے واسطے ہمراہی لارڈ نارتھ بروک بہادر نامزد کیا جاوے - مین نے جرأت کرکے آپ کو نامزد کردیا ہے -

لارڈ نارتھ بروک بہادر نے بھی اتفاق رائے کیا - ایک دو روز مین آپ کو لفٹنٹ گورنر بہادر سے معلوم ہو جاویگا - مین امید کرتا ہون کہ آپ اُسکو قبول فرماینگے

ستمبر کے دوسرے ہفتہ تک آپکو مصر مین ہونا چاہیے اور آپکو ۲ ستمبر کی میل سے ضرور روانہ ہوجانا چاہیے۔

مین دیکھ لونگا کہ آپکی رخصت اور الونس کا مناسب طور سے انتظام ہوگیا ہی یا نہین۔ اور اُس سے اطلاع دونگا۔

مجھکو یہ تو نہین معلوم ہی کہ آپکے فرائض کیا ہونگے لیکن مجھے کچھ شک نہین ہے کہ آپ اپنے فرائض منصبی کو نہایت کوشش اور قابلیت کے ساتھ انجام دینگے۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکا قیام دو ماہ تک قاہرہ مین رہیگا۔ جو ہر طرح سے نہایت دلچسپ مقام ہی۔

آپ کا دوست ماون

اے۔ کالون

پرائیوٹ سکرٹری لفٹنٹ گورنر کی چٹھی

نینی تال ۱۸ اگست ۱۸۸۲ء

محب من!

لارڈ نارتھ بروک بہادر کی یہ خواہش ہے کہ ایک شریف مسلمان ہندوستانی اُن کی ہمراہ مصر مین دو ماہ تک رہی مجھکو لفٹنٹ گورنر بہادر نے یہ ہدایت فرمائی ہی کہ آپکو اطلاع دون کہ آپ اس عہدہ کے واسطے نامزد ہوئے ہین۔ آپکی تنخواہ اور اخراجات کا خاص انتظام کیا جاویگا۔ آپکو مصر مین ۵ ستمبر سے قبل پہنچنا ہوگا اگر آپ اس عہدہ کو قبول فرماوین اور جانیکے واسطے رضامند ہون تو آپ مہربانی فرماکے جسقدر جلد ممکن ہو مجکو بذریعہ تار مطلع کیجئے اور براہ راست سر آکلنڈ کالون بہادر کو

بمقام شملہ لکھیے کہ وہ آپ کو مفصل ہدایات سے مطلع فرماوین۔
آپکی خدمات فوراً گورنمنٹ انڈیا کے تفویض ہوجاوینگی۔

آپکا دوست صادق

ڈبلیو۔ ہومس۔ پرائوٹ سکرٹری

ازمقام شملہ ۱۸ اگست ۱۸۸۴ء

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چٹھی

دوشنبہ

پیارے سمیع اللہ!

آپ کی ۱۶ اگست والی چٹھی کا مین شکریہ ادا کرتا ہون۔ آپکو غالباً سر۔ اے لائل بہادر سے معلوم ہوا ہوگا۔ مین نے اُنکو اُسی دن چٹھی لکھی تھی جس روز کہ آپ کو۔ اور اُنکو یہ لکھا تھا کہ آپکی خدمات گورنمنٹ آف انڈیا کے تفویض کردین آپکو ڈھائی سو روپیہ علاوہ تنخواہ کے ملیگا۔ اور آپکا سفرخرچ مع آپ کے دونوکرونکے۔

مین لارڈ نارتھ بروک بہادر کو خدیو مصر اور چند دیگر ذی مرتبت اشخاص کی ملاقات کیواسطے چٹھیان بھیجدونگا اور وہ اپنی رائے کے موافق آپ کو کام مین لانے کی ہدایت فرماوینگے۔

آپ مجھکو لکھیے کہ اور کیا مدد مین آپکو دیسکتا ہون ایک چٹھی اسمی مسٹر منی Mr Money جو قبل ازین بنگال سول سروس مین تھے اور اب ممبر انگریزی پبلک ڈٹ آفس کے ہین وہ آپکے واسطے بڑے کام کے ہونگے

مین آپ کے پاس قبل از روانگی بھیجدونگا۔ اور نیز کرنل اسکاٹ مان کریف آر ای۔ کے نام۔

آپ کا دوست

آکلینڈ کالون

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چھٹی

از مقام شملہ۔ ۲۸ اگست ۱۸۸۴ء

پنجشنبہ

پیارے سمیع اللہ!

ہان۔ آپ کا اپنی روانگی سے سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈپارٹمنٹ کو رپورٹ کرنا بہتر ہوگا۔

آپکا دوست صادق

اے۔ کالون

مصری خدمات کا تذکرہ

مصر پہنچنے پر منجملہ دیگر فرائض کے آپکے تفویض اُن جدید عدالتونکی تنقیح اور معائنہ کیا گیا جنکو لارڈ ڈفرن بہادر نے جدید اصول پر قائم کیا تھا۔

اہل مصر کے عام خیالات اور جمال الدین

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانان مصر انگریزون کو شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے اور انگریزی حکومت کا جانی دشمن جمال الدین افغان مذہبی تقدس کی آڑ مین وہان بیٹھا ہوا اپنی تحریر و تقریر سے مصریون کے دلون مین انگریزون کی برخلاف مخالفت و عناد کی آگ بھڑکا رہا تھا چنانچہ جب مولوی صاحب مصر پہنچے اور

انھون نے اپنا کام کرنا شروع کیا تو جمال الدین افغان نے اپنی عادت کے موافق اِنکے کام مین رکاوٹین پیدا کرنے اور انکی جانب سے مصریون کے خیالات بگاڑنے کی نیت سے مصر کے اخبارون مین مخالفانہ مضامین شایع کرانے شروع کیے۔ اِنکے شایع کرانے سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ مصر کے لوگ بدظن ہوجائین اور انگریزی حکومت کی غرض وغایت پوری نہ ہوسکے۔

مثال کے طور پر جمال الدین افغان کے مضامین مین سے ایک مضمون ذیل مین درج کیا جاتا ہے جو اُس نے ۲۸ اگست ۱۸۸۴ء کے اخبار عروۃ الوثقیٰ مین شایع کرایا تھا:۔

مولوی صاحب کی مخالفت مین جمال الدین کا ایک مضمون

سمیع اللہ خان

ھو اعظم الدھریین دھاءً واشدّھم اجتھاداً فی تضلیل المسلمین وادقھم حیلۃً واقوامھم مکراً فی ایجاد الوسائل لتفریق شمل المومنین وتمکین الحکومۃ الانکلیزیۃ فی ارض الھند یقوم ھذا الخادع خطیباً فی محافل المسلمین فتسبق دموعہ کلامہ ویاتی بغایۃ ما عندہ من الفصاحۃ لھدم ارکان الدیانۃ الاسلامیّۃ وابطال عقائدھا الاصلیۃ ویتجرا علی حضرۃ الالوھیّۃ ویطعن فی الرسالۃ وصاحبھا کل ذالک وھو ینتحب کا نما یرثی الدین واھلہ ٥

اذا دخل فی بلدٍ من البلدان لاداءِ هٰذه الخدمة والطيبلة تأماً
علی دخول المساجد وحضور المحافل الدينيّة واستدرج النّاس
بعذب الکلام ولطف الوعد وجذبهم اليه من حيث
لا يشعرون فاذا اجتمع عليه بعض من الناس اغترارا بطلاوة
ظاهره بدًا فی دعوتهم الی مشربه الکدر (خلع الدين)
هٰذا العدو المبين للاسلام والمسلمين قد نال بمساعيه
هٰذه وظيفة قاضٍ (فی الشريعة الانکليزية) فی بلدة
(آکره) وهی بلدة لا تزيد عن دسوقٍ فی مديرية الغربية
قالت جريدة التيمس بعد ما مدحت سميع الله خان بکل
ما يمکن ان يمدح به ان هٰذه الوظيفة (قاضٍ فی بلدٍ صغيرٍ)
هی اعلی وظيفة ينالها هندی وطنی (ايحتاج لاثبات
العدالة الانکليزية الی شاهد اکبر من هٰذا)
نورتبروک اللورد الانکليزی الذی اشرنا الی طرف من
تاريخه فی الهند فی العدد الماضی عرف سميع الله خان
حقّ المعرفة عند ما کان حکمدارا فی الهند ووقف علی
انّه اصدق الناس فی خدمة الانکليز واقدرهم
علی ادائها ولهٰذا طلبه ذٰلک اللّورد ليکون کاتب سرّه

فی مصر لیستعمله فی تنفیر المصریین من الدولة العثمانیّة
وفی اقناع المصریّین بانّ حکومة انکلیزا ترید بهم
خیراً ویستخدمه فی استمالة قلوب العلماء لانّهُ
وَاحدٌ مِّنهم (علی دعواه) وقد یکونُ مِن نیّته اَنْ
یدخل الجوامع ویعظ ویخطب ویروی عن عدل الانکلیز
مالاصحة له وما تکذبه المشاهدة ولکن رجاؤنا فی
نباهة المصریّین وصدق عقائدهم الدینیّة وشدة
ارتباطهم بالدولة العثمانیّة ان لا ینخدعوا لهذا الراکس
الهندیّ (الراکس بلسان السنسکریت الشّیطان المرید)
لانجح الله له مقصداً ولا اناله مبتغیٰ ؀

مصر کے مسلمانونپر اثر —

اس مضمون کے پڑھنے کے بعد آسانی سے خیال مین آسکتا ہے کہ کسی ملک کی ذی اثر شخص کے قلم سے کسی ایسے شخص کی نسبت جو اجنبی ہو اُس قسم کے زہریلے الفاظ نکلین تو اُن کا کیسا کچھ اثر نہین ہوتا ہوگا۔

لیکن مولوی صاحب نے مستقل مزاجی اور قلب کی صفائی کے باعث اس قسم کی تمام مخالفانہ کوششون کے مقابلہ مین فتح پائی۔ اور انکے عمدہ اخلاق اور علمی تبحر نے مصر کے لوگون کے دلونکو اسطرح پر مسخر کرلیا کہ کسی درانداز کی درانداز ی اور کسی مخالف کی مخالفت بھی اُنکو مولوی صاحب سے برگشتہ کرنے مین کامیاب نہ ہوسکی۔ بخلاف اسکے

مسلمانان مصر کی عمدہ رائے

مصر والون کے دلون مین مولوی صاحب کی عظمت و وقعت یہان تک جاگزین ہوگئی کہ وہ اُنکو اس پایہ کا تسلیم کرنے لگے کہ اگر اُنکا تقرر مصر کی قدیم عدالتون مین عہدۂ قضا یا افتا پر کیا جائے تو ذرہ بھی بیجا نہ ہوگا عوام ہی نہین بلکہ ازہر اور قاہرہ کی علماء اور شیوخ بھی مولوی صاحب کے علمی تبحر کے باعث اُنکے مصر مین کار خاص پہ مامور ہوکر آنیسے خوش ہوئے ۔

لقب نحوی سے مشہور ہونا

چونکہ مولوی صاحب مصر کے علما اور شیوخ سے عمدہ عربی مین گفتگو کرنے کے عادی تھے اسیلئے آپ وہان کے گروہ علماء مین "نحوی" کے لقب سے یاد کیے جانے لگے تھے ۔

علماء و شیوخ مصر کے شبہات کا رفع ہونا

مولوی صاحب نے علماء اور شیوخ سے ربط وضبط بڑھا کر اور عالمانہ و سنجیدہ گفتگو کرکے اُنکے بہت سے شبہات جو اُنکو سیاست برطانیہ کے متعلق تھے رفع کردیے تھے ۔

ارل نارتھ بروک سے تعلقات

اگرچہ ارل نارتھ بروک سابق وائسرائے کشور ہندوستان اور انگلستان مین تو مولوی صاحب سے واقف ہو چکے تھے لیکن مصر مین جب ارل ممدوح کو ساتھ آپ کو کام کرنیکا اتفاق ہوا تو وہ آپ کی حسن کارگزاری کے باعث آپکے ساتھ زیادہ مہربانی اور عنایت سے پیش آنے لگے ۔ اور اُنھون نے قاہرہ سے اسوان تک دریائے نیل کا جو سفر کیا تھا اُسمین مولوی صاحب کو اپنے جہاز پر ساتھ رکھا تھا جسکا اثر مصر کے تمام مسلمانون پر بہت عمدہ پڑا تھا ۔

سفر مین ارل نارتھ بروک کی معیت

اثنار قیام مصر مین جو کام مولوی صاحب نے بصیغۂ راز انجام دیے وہ تو کسی طرح بیان ہی نہین ہو سکتے البتہ سیر و سیاحت مصر کی دوسری باتین اس موقع پر ناظرین کی دلچسپی کیلیے حوالہ قلم کی جاتی ہین :-

سفر مصر کے حالات۔

مولویصاحب بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۸۴ء بمبئی سے جہاز لامبارڈی مین سوار ہو کر ۱۶ ستمبر ۱۸۸۴ء کو سوئز پہنچے اور وہان سے قاہرہ دار السلطنت مصر مین نہضت فرما ہو کر الازبکیہ کے متصل نیو ہوٹل مین آپ نے قیام فرمایا۔

الازبکیہ سیر و تفریح کا ایک مشہور مقام ہے جہان معزز لوگ کثرت سے جمع ہوتے اور قہوہ خانون مین قہوہ وغیرہ پیتے ہین۔

مولویصاحب کے بڑے صاحبزادہ کا مصر آنا۔

بہمراہی ارل نارتھ بروک حمید اللہ خان جو اُس زمانہ مین انگلستان مین بغرض تعلیم مقیم تھے ۱۹ ستمبر کو شام کے پانچ بجے قاہرہ پہنچے اور اُسی شب ارل نارتھ بروک کا

ڈنر کی شرکت

ڈنر ہوا جس مین معزز مصری اور یوروپین عہدہ دار بھی مدعو تھے۔

مصر مین جن جن لوگونسے آپ ملے اُن کے نام

قیام مصر کے زمانہ مین ہز ہائینس خدیو المکرم سے شرف باریابی حاصل کرنیکے علاوہ اور جن جن یوروپین اور مصری اصحاب سے آپکو ملنے کا اتفاق ہوا اُنمین سے بعض کے نام ذیل مین بلالحاظ ترتیب مدارج درج کیے جاتے ہین:

۱- ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر۔ ۲- ہز اکسلنسی شریف پاشا سابق وزیر اعظم۔

۳- ہز اکسلنسی ثابت پاشا انسپکٹر جنرل شمالی مصر و ڈائرکٹر جنوبی مصر۔ ۴- ہز اکسلنسی عمر لطفی پاشا انسپکٹر جنرل شمالی مصر و گورنر جنوبی مصر۔

۵- ہزاکسلنسی علی مبارک پاشا وزیر تعمیرات و آبپاشی۔ ۶- ہزاکسلنسی حیدر پاشا۔
۷- ہزاکسلنسی فلکی پاشا وزیر تعلیمات۔ ۸- زبیر پاشا۔
۹- خیری پاشا۔ ۱۰- مصطفیٰ فہمی پاشا۔
۱۱- بوطروس پاشا غالی۔ ۱۲- عبد القادر پاشا۔
۱۳- شیخ الاسلام شیخ العباسی ۱۴- مولا آفندی قاضی القضاۃ۔
۱۵- السید العبد الباقی البکری۔ ۱۶- اسمعیل یسری پاشا جج۔
۱۷- محمود لطفی بے جج۔ ۱۸- شفیق بے ایڈوکیٹ جنرل۔
۱۹- سعید پاشا گورنر قاہرہ۔ ۲۰- امین نسیف مالک و اڈیٹر مراۃ الشرق
۲۱- ای صرافین اڈیٹر الزمان ۲۲- خلیل کنعان وکیل دائرۃ المعارف
۲۳- دلاور علی تاجر (باشندۂ ہند)

یوروپین

۱- (لارڈ کرومر) سر ایولین بیرنگ۔ ۲- جنرل لارڈ ولسلی۔
۳- جنرل ڈارمر۔ ۴- جنرل ایچ۔ جے ولکنس کسریٹ اسٹاف افسر
۵- کرنل سر اسکاٹ مانکریف انسپکٹر جنرل آبپاشی۔ ۶- میجر راس رائل انجنیر۔
۷- میجر ہملٹن۔ ۸- میجر ای۔ اد گرین۔
۹- کپتان فینوک افسر پولیس۔ ۱۰- مسٹر شیلڈن ایماس جج۔

۱۱- مسٹر انڈرس جج۔ ۱۲- مسٹر ایم- گریل جج۔

۱۳- مسٹر مین قنصل ڈیمیٹا۔ ۱۴- مسٹر سینو ڈینوس بینکر۔

۱۵- مسٹر جی آر گبن مہتمم بندوبست ۱۶- مسٹر اے- بیکر قنصل سوالکم

۱۷- کپتان ہیومنٹ (حال سرویس) ۱۸- ڈاکٹر کروک ٹننک۔

۱۹- مسٹر ہیمن۔ ۲۰- مسٹر ڈبلیو ولکاکس۔

۲۱- کپتان جی اوبراین کاریو- سی- آئی- ای سابق ڈپٹی ڈائرکٹر انڈین میرین بورڈ دی لمبارڈی۔ ۲۲- مسٹر جرالڈ فنٹر جیرالڈ سی- ایم- جی ڈائرکٹر جنرل حسابات۔

۲۳- کرنل ایل- جے- جی- کیلی۔ ۲۴- مسٹر اڈگر ونسنٹ۔

مصر کی محکمۂ عدالت کا معائنہ۔

۲۰ ستمبر کو مولوی صاحب نے مصر کی کچہری مرافعہ کو تشریف لیجا کے اُسکا معائنہ فرمایا اور ججون کے ساتھ اجلاس فرماکر مقدمات کی سماعت کی اور وہان انفصال مقدمات کا جو طریقہ رائج تھا اُسکو بغور دیکھا۔ وکلا نے عربی مین بحث کی۔ اور مقدمات کی روئداد بھی زبان عربی ہی مین ترتیب دیگئی۔ سوائے جسٹس شیلڈن ایماس کے باقی تمام جج ترکی یا مصری تھے۔ منجملہ اُنکے اسمعیل یسری پاشا چیف جج تھے۔ مصر کے دفاتر مین قہوہ کا دور۔ سگریٹ اور سگار نوشی کا مشغلہ کثرت سے رہتا ہی اور عہدہ دارون کے لیے یہ چیزین سرکاری خرچ سے مہیا رہتی ہین۔ مولوی صاحب کی تواضع بھی وہانکے دستور کے موافق قہوہ سے کی گئی۔

وزیر اعظم مصر سے ملاقات۔

عدالت مرافعہ کے معائنہ کے دوسرے روز آپ سرایولن بیرنگ (لارڈ کرومر) کی تعارفی چھٹی کے ذریعہ سے ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر سے جا کر ملے۔ وزیر موصوف آپ سے توقیر و تکریم کے ساتھ پیش آئے۔ سرایولن بیرنگ نے اپنی چھٹی کے ذریعہ سے وزیر اعظم سے کچھ استفسارات کیے تھے اُن استفسارات کا جواب دینے کیلیے وزیر موصوف نے اپنے ماتحت حکام کو ایما کیا۔

بطروس پاشا کی ملاقات

اس ملاقات سے فارغ ہونیکے بعد مولوی صاحب بطروس پاشا سے ملنے کیلیے اُنکے دفتر تشریف لے گئے وہ بھی آپکے ساتھ نہایت مہربانی اور خلوص سے پیش آئے۔ اور دوسرے روز وہ خود بھی آپکی قیام گاہ پر ملاقات بازدید کیلیے آئے

ارل نارتھ بروک کی دعوت مین شرکت

آپ ارل نارتھ بروک کی متعدد دعوتوں مین شریک ہوتے اور اُنسے وہان کی عدالتون کے معائنہ کا اور مختلف معاملات کا تذکرہ کرتے رہے۔

حکام عدالت کا اسلہ معائنہ کرانا۔

چونکہ گورنمنٹ مصر کی جانب سے عدالتونکے حکام کے نام مولویصاحب کو عدالتونکا معائنہ کرانے اور طریقہ کارروائی دکھانیکا حکم جاری ہوچکا تھا اسیلیے حکام عدالت مولوی صاحب کے پاس اپنے اپنے ہان کی مثلین لے کر آتے رہتے تھے۔ اور آپ انکو نظر تنقید سے ملاحظہ فرما کر نوٹ کرتے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپکے معائنہ کیلیے شفیق بے اڈوکیٹ جنرل جو شہر زوریح علاقہ سوئٹزرلینڈ کے تعلیم یافتہ تھے اور فرانسیسی زبان خوب بولتے تھے چند مثلین لائے اُنمین سے ایک مثل مولویصاحب کی نظر سے ایسی گزری جو کسی فوجداری مقدمہ کے

متعلق تھی - یہ مقدمہ ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء کو دائر اور ۲۲ جولائی ۱۸۸۴ء کو یعنے پانچ ماہ دو یوم کی مدت مین فیصل کیا گیا تھا۔

محبس قاہرہ کا معائنہ۔

سرکاری طور پر عدالتون کا معائنہ کرنیکے علاوہ ڈاکٹر کروک شنک افسر مجالس کیساتھ تشریف لیجا کر آپ نے قاہرہ کے محبس کا بھی معائنہ فرمایا۔

قیدیون کے سونیکا طریقہ

حین معائنہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیدی بجائے زمین کے فرش کے تختون پر سلائے جاتے تھے

قیدیان زیر دریافت۔

محبس مین بعض قیدی ایسے بھی تھے جو دو دو سال سے زیر تحقیقات چلے آتے تھے ایک قیدی کے ساتھ اُسکا ایک کم سن بچہ بھی تھا اور اُسکی بیوی قیدخانہ ہی مین فوت ہوئی تھی۔

علی فہمی پاشا کا مکان۔

یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اُس زمانہ مین ڈاکٹر کروک شنک علی فہمی پاشا کی اُس مشہور تاریخی مکان مین سکونت پذیر تھے جسمین ۱۸۸۲ء مین عربی پاشا کی ساتھیونکی کمیٹیان ہوا کرتی تھین۔

شوبرا کی سڑک کی تفریح

قاہرہ مین شوبرا کی سڑک ایک نہایت پُرفضا اور فرحت بخش سڑک ہی اس سڑک پر شام کو اکثر اعلی عہدہ دار اور معززین یہانتک کہ خود خدیو المعظم ہوا خوری کو تشریف لاتے ہین۔ شام کو اسی سڑک پر اثنار ہوا خوری مین مولوی صاحب کو خدیو اور اُنکے صاحبزادون کی جلوس کی سواری دیکھنے کا بھی اتفاق ہوتا تھا۔

معززین قاہرہ سے ربط وضبط

قاہرہ کے معززین اعلی عہدہ دارون علمار مشائخین اور قاضی القضاۃ سے جو

ایک متبرک اور معمر شخص تھے مولویصاحب کا ارتباط پیدا ہوگیا تھا وہ آپ کی فرودگاہ پر تشریف لاتے تھے اور آپ اُنکے مکان پر تشریف لیجاتے تھے۔

قاہرہ مین بقرعید کرنا۔

آپکو اپنے قیام قاہرہ کے زمانہ مین بقرعید وہین کرنے کا اتفاق ہوا بقرعید کے روز صبح کے پانچ بجے محمود فلکی پاشا کی جانب سے محمد بے آپکی قیام گاہ پر آئے اور آپ کو مسجد الحسین مین دوگانۂ عید ادا کرنیکے لیے لے گئے۔

خدیو سے ملاقات عید

نماز عید سے فارغ ہوکر آپ ارل نارتھ بروک کے ہمراہ عید کی ملاقات کیلیے بارگاہ خدیوی مین تشریف لے گئے۔ ارل نارتھ بروک کے سکرٹری کپتان پونٹ بھی ہمراہی مین تھے۔

خدیو المعظم آپ سے عمدہ اخلاق اور بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ یہان تک کہ خدیو المعظم اُسوقت جو حقہ خود نوش فرما رہے تھے اُس سے آپکی بھی تواضع کی لیکن مولویصاحب تمباکو کے استعمال کے عادی نتھے اسیلیے ادباً صرف رسم ادا کرلی اور شکریہ بجالائے جسکا بہت عمدہ اثر خدیو معظم کے دلپر ہوا۔

عباسیہ بارکس کی سیر۔

قاہرہ کے قابل دید مقامات مین سے آپ نے عباسیہ بارکس کی بھی سیر کی۔ عمدہ بارکون مین انگریزی فوج اور معمولی بارکس مین مصری فوج دیکھی گئی۔

اہرام مصر کی سیر

بھمراہی ارل نارتھ بروک ۲- اکتوبر کو آپکو اہرام مصر کی سیر کو جانیکا اتفاق ہوا اہرام مصر چوپہل مثلث مینارے ہین جن مین سے بعض تو بالکل ٹھوس اور بعض اندر سے خالی ہین۔ ان سب مینارونکی کرسی چوپہل ہے اور اُس پر چوپہل مینار

کچھ اس طریق سے تعمیر کیے گئے ہین کہ انکا ہر ایک پہلو بشکل مثلث معلوم ہوتا ہی اور بالائی سرے پر جا کر یہ مینار ایک نقطہ پر ختم ہوتے ہین۔ ان مینارونکی عمارتین بوجہ اپنی قدامت کے عربی زبان مین اَلْهرمان کے لفظ سے یاد کی جاتی ہین جسکے معنی بڑھیا کے ہین۔

اہرام مصر مین سے تین اہرام زیادہ مشہور ہین منجملہ اُنکے دو مینار جو چیوپس اور کیفرینس کے نام سے شہرت رکھتے ہین اول نمبر پر شمار ہوتے ہین اور انمین سی بھی چیوپس والا مینار عمدگی اور خوبصورتی مین اسقدر ممتاز ہی کہ وہ ہفت عجائبات دنیا مین سمجھا جاتا ہی۔ یہ مینار دریائے نیل سے پانچ میل اور مقام جزہ کے سامنے دس میل کے فاصلہ پر شہر ممفس کے قریب واقع ہین۔ ان مینارون کی رفعت اور وسعت مختلف ہی۔ مینار چیوپس اوپر تلے پتھر کے دوسو تین چبوترے تعمیر کرکے بنایا گیا ہی۔ سب سے نیچے کے چبوترہ کا ہر ضلع ۷۶۳ فٹ لمبا اور اُسکی بلندی ۴ فٹ آٹھ انچ ہی اور سب سے اوپر کے چبوترہ کا ہر ایک ضلع تیس فٹ لمبا ہی۔ یہ مینار بڑے بڑے پتھرون سے تعمیر کیا گیا ہی۔ چنانچہ اسمین جو چھوٹے سے چھوٹا پتھر لگا ہوا ہی وہ لمبان مین ۳۰ فٹ سے کم نہین ہی ان پتھرون پر کتبے کھدے ہوئی ہین۔ مینار آخر الذکر کی بلندی زمین سے لیکر اُسکی چوٹی تک ۴۵۶ فٹ ہے اسکی چوٹی کا سطح اگرچہ زمین پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے مثل ایک نقطہ کی معلوم ہوتا ہی لیکن اصل مین اسکی مساحت دس گز مربع ہی۔ اس مینار کی کرسی کا پھیلاؤ

½ ۲ ابیگہ زمین مین ہی - یہ مینار اور اسی قسم کے دوسرے مینار فراعنۂ مصر کے
مقبرے ہین اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہی یہ اپنی قدامت دراز کی باعث
اہرام کے نام سے یاد کیے جاتے ہین -

الغرض دن کی روشنی اور پھر چاندنی چاندنی مین اہرام مصر کی سیر کی اور ابوالہول کو
دیکھا اور سیر سے فارغ ہو کر رات کا کھانا اہرام مصر کے قریب اُس مکان مین کھایا
جو کسی وقت امپرر نپولین کی ملکہ شہزادی یوجین کے قیام کے لیے تیار کیا گیا تھا۔
اور فی الوقت شاہی بنگلہ کے طور پر کام مین لایا جاتا تھا -

شاہی سرا/ شاہی بنگلہ

مولوی صاحب نے قیام قاہرہ کے زمانہ مین مسجد محمد علی پاشا بھی دیکھی - یہ قسطنطنیہ کی
مشہور مسجد ایا صوفیہ کے نمونہ کی بنی ہوئی تھی جس مین ایک پٹا ہوا حوض بھی تھا
پانی لینے کے لیے اسمین ٹوٹیان لگی ہوئی تھین - اس پر سنہرے حروف مین کلمۂ
طیبہ اور خلفائے راشدین کے اسماء مبارک منقوش تھے -

مسجد محمد علی پاشا

اس مسجد کے پاس ہی بیر یوسف واقع ہے مولوی صاحب نے اسکی بھی سیر کی
اُس کا نصف حصہ خشک ہی جسمین پتھر کی چٹانین ہین اور نصف حصہ مین پانی ہی-

بیر یوسف

۵- اکتوبر کو شب کے ½ ۸ بجے بھمراہی ارل نارتھ بروک اسٹیشن بلاق سے
اسیوتھ کو روانہ ہوئے -

اسیوتھ کو روانگی

اس پارٹی مین کل بارہ اشخاص تھے - ارل موصوف کی مشایعت کے لیے
قاہرہ کے بہت سے معززین و اعلی عہدہ دار اور گورنر قاہرہ اسٹیشن تک آئے تھے

دوسرے روز اسیوتھ پہنچے اور وہان سے ایک چھوٹے جہاز زینت البحرین پر سوار ہوکر پارٹی کی پارٹی آسوان کی طرف روانہ ہوئی۔

اسوان کو روانگی

اسوان شمالی مصر مین ایک شہر ہے اُس کا قدیم نام سئین (Seneㅅ) تھا یہ مقام پتھرون کی کان کے باعث مشہور ہی۔ راستہ مین ۷ اکتوبر کو جہاز نے بمقام کینا لنگر ڈالا۔ شمالی مصر مین اس نام کا ایک قصبہ ہی جو دریائے نیل پر واقع ہی اسکا قدیم نام سائنو پولس ہے اسکی آبادی کا اندازہ بقدر ۱۵ ہزار نفوس کیا جاتا ہے ساحل پر اُس مقام کے افسر محمد بے اور قاضی علی پاشا استقبال کے لیے موجود تھے جہاز سے اُتر کر محمد بے کے مکان پر گئے۔ کینا ایک چھوٹی سی بستی تھی اسمین کچھ زیادہ رونق نہ تھی۔ چونکہ مولویصاحب کے فرائض مین یہ بات داخل تھی کہ دورہ مصر کی اثنا مین جس مقام پر پہنچین وہان کے قاضی وغیرہ سے ملین اور اُنکو عدالتی امور مین مشورہ دین اور اُنسے حال دریافت کرین اسیلیے یہان بھی مولوی صاحب نے اس فرض کو انجام دیا۔

کینا مین قیام اور وہانکی عدالتون کا معائنہ۔

کارنیک کی سیر

وہان سے کارنیک پہنچکر معابد قدیم کے معائنہ کے لیے گئے۔ کارنیک دریائی نیل کے مشرقی کنارہ پر اُسی جگہ واقع ہے جہان زمانۂ قدیم مین تھیبز واقع تھا۔ یہ آثار قدیمہ کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ اسکا مشہور معبد مغرب سے مشرق کو ۱۲۰۰ فٹ ہی۔ وہان اور بھی جو تاریخی اور متبرک مقامات واقع ہین اُن سب کی سیر کی برٹش قنصل مصطفی آغا تواضع و تکریم سے پیش آئے اور اُنھون نے بطور یادگار

دریائے نیل کی پانی ناپنیکا پیانہ۔
جزیرہ فائلی

اپنی کتاب مین آپکا نام لکھوایا۔یہان سے روانہ ہوکر اسوان پہنچے۔ اُسکے محاذی دریائے نیل کے پانی ناپنے کا مشہور پیمانہ قدیم زمانہ کا لگا ہوا ہی۔ وہان سی بسواری ریل جزیرہ فائلی کو گئے۔ یہ جزیرہ شمالی مصر مین دریائے نیل کے اندر آباد ہی۔ قدیم زمانہ کے معابد کے کھنڈرات کے باعث اسے عام شہرت حاصل ہی۔ اس مین حضرت مسیح علیہ السلام سے ۲۸۶ سال قبل ٹالی می فیلیڈلفس اور آرسنوئے نے السیس دیوتا کا ایک معبد تعمیر کیا تھا۔ اِسکے آگے ایک بہت بڑا گنبد ہے جسکی بلندی ۶۰ فٹ اور عرض ۱۲۰ فٹ ہی۔ یہان اہل روما کے زمانہ کا ایک اور معبد دیکھا جسمین مشہور تاریخی پتھر یعنی روزٹیا اسٹون کی نقل پڑی ہوئی تھی۔ اصل پتھر برٹش میوزیم مین بحفاظت تمام رکھا ہوا ہی۔ اس پتھر کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ پتھر دراصل مصر کے قدیم زمانہ کا ایک کتبہ ہے جس پر تین قسم کی عبارتین اوپر نیچے الگ الگ منقوش ہین۔ سب سے اوپر کی عبارت نے پتھر کی سطح کا تقریباً ایک ربع حصہ لیا ہے یہ عبارت مصر قدیم کے خط یعنی ہیروگلیفک مین ہے۔ اِسکے نیچے کی عبارت خطوط زاویون اور نصفی تصویرون مین لکھی ہوئی ہی۔ یہ گویا ہیروگلیفک خط کا اختصار ہی۔ اس خط کا نام انکوریل یا ڈیموٹک ہی۔ تیسری عبارت یونانی زبان مین ہی۔ محققین کی تحقیقات مین یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ اس کتبہ کی تینون عبارتین ایک ہی مضمون کی ہین۔ اور یہ کتبہ ممفس کے مذہبی پیشواؤن کے اُس فرمان کی نقل ہے جسکے ذریعہ سے اُنھون نے حضرت مسیح علیہ السلام سے ۱۹۵ سال قبل ٹالی می خلمس۔ ایپی فینس۔

پادشاہ مصر کو مذہبی خطابات عطا کیے تھے۔ اول اول یہ پتھر فرانسیسیونکو ۱۷۹۸ء میں
دریائی نیل کی دہانہ روزیٹا کی قریب قلعہ سینٹ جولین کے کھنڈرات مین سے دستیاب ہوا
تھا۔ عہدنامہ اسکندریا کی ترتیب کے وقت یہ پتھر انگریزون کی تحویل مین آیا اور سنہ ۱۸۰۱ء
مین برٹش میوزیم مین داخل ہوا۔

اس پتھر کے تینون کتبون کی مدد سے ڈاکٹر ٹامس ینگ نے ہیروگلیفک حروف کے
معنون اور مفہوم کا عقدہ حل کیا۔

جزیرہ مذکور کے ملاح کشتی چلاتے وقت عربی زبان مین رجزخوانی کرتے ہوئے
دیکھے گئے۔ علی پاشا مامور آسوان نے مولوی صاحب سے ملاقات کی۔ شام کی
چار بجے بستی کی سیر اور فوجی قواعد ملاحظہ کی۔

مامور اسوان سے ملاقات۔

آسوان کے پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر پتھر کا ایک مینار ترشا ہوا دیکھا گیا
اُسمین یہ ندرت تھی کہ وہ تین طرف سے کٹ چکا تھا اور صرف ایک طرف سے
ترشتے ترشتے ناتمام رہ گیا تھا۔

ایک نادر مینار

واپسی مین ۹۔ اکتوبر کو بمقام اڈفو قیام کیا۔ اور اُسکے قدیم معبد کی سیر کی یہ
معبد کارنیک کے معبد کے بعد کا بنا ہوا ہے۔ اڈفو کا پرانا نام اپالی پولس ہے
یہ مقام شمالی مصر مین دریائے نیل کے بائین کنارہ پر لکسر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اب یہ ویران پڑا ہے۔ یہ اُس معبد کے کھنڈرات کیلیے مشہور ہے
جو حضرت مسیح علیہ السلام سے سنہ ۲۴۵-۸۱ء قبل ٹالمی فلوپٹر نے تعمیر کرایا تھا جو

اڈفو کی سیر

لکسر اور کارنیک کے معابد کے بعد مصر مین سب سے بڑا معبد شمار ہوتا تھا۔

ایسنا کی سیر اور وہانکی عدالتون اور محبس کا معائنہ

یہان سے روانہ ہوکر ایسنا مین قیام ہوا۔ یہ مقام شمالی مصر مین دریائے نیل پر واقع ہے اسکا قدیم نام لیٹوپولس یا لیٹوہر اسکی آبادی ۹ ہزار نفوس کی ہے۔ یہانکی عدالتون اور مکانات وغیرہ کی سیر کی اور محبس کا معائنہ کیا۔ یہانکے قیدی بہ نسبت قاہرہ کی قیدیون کے اچھی حالت مین نظر آئے۔ ان قیدیون مین ۲۴ قیدی طبقۂ سیاہ کے مقید رکھی گئی تھی۔ یہان کا ماموریعنی حاکم ایک ترکی شخص تھا۔ اور یہان کے قاضی کا مکان دریا کے کنارہ پر کشتیون کے ٹھہرنے کے مقام سے بہت ہی قریب بنا ہوا تھا

نمک کا ذخیرہ

یہان کا معبد زمین مین دھنسا ہوا تھا۔ اس بستی مین سرکاری طور پر نمک کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کرکے رکھا جاتا تھا۔ اس جگہ دفتر رجسٹری بھی موجود تھا جسمین ولادت

دفتر رجسٹری

واموات کا داخلہ درج کیا جاتا ہے۔ پیدایش کے داخلہ کی فیس ایک پیاسٹر تخمیناً ۲½ آنہ مقرر تھی لیکن موت کے داخلہ کیلیے کوئی فیس نہین لیجاتی تھی۔ اس بستی کے بازار مین ایک بڑی مسجد دیکھی گئی۔

لکسور کی سیر

وہان سے روانہ ہوکر لکسور پہنچے یہان منجملہ تعداد لاٹون کے ایک پتھر کی لاٹ مصر کی تمام لاٹون سے بلند ہے۔ دوسری لاٹ منہدم پڑی تھی۔ اس جگہ

عجیب بت

مصر کے شاہان قدیم مین سے ایک بادشاہ کا سنگی بت بھی دیکھا گیا جسکی بلندی ۱۸-۱۹ فٹ کے قریب قریب تھی۔ اس بت کے قریب ابوالہول کی بہت سی مورتین قطار در قطار رکھی ہوئی تھین۔

متعفن جھیل

اس مقام مین ایک چھوٹی سی جھیل بھی تھی لیکن اُسکا پانی نہایت متعفن تھا۔

ارل نارتھ بروک کی ڈنر پارٹی

لکسور مین ارل نارتھ بروک نے ایک ڈنر پارٹی ترتیب دی جسمین وہان کے معززین و عہدہ دار جن مین مقامی انگریز بھی شریک تھے مدعو کیے گئے۔
یہ وہ زمانہ تھا کہ جنرل گارڈن پاشا کی مخلصی کے لیے انگریزی فوجین جارہی تھین
لکسور مین چونکہ گوشت نقصان کرتا ہے اسیلیے وہان زیادہ تر استعمال سبزی اور ترکاری کا ہوتا ہے۔

تھبز کے کھنڈرات کی سیر

یہان سے تھبز کے کھنڈرات دیکھنے کے لیے گئے تھبز مین مصر کے شاہان قدیم کے مقابر کثرت سے ہین اور مقبرون کا راستہ پہاڑون کے درمیان سے ہو کر گیا ہے۔ ان مقبرون مین سے ایک مقبرہ بہت بڑا ہے جو ریمس ثانی فرعون

فرعون مصر کا مقبرہ۔

مصر کا بیان کیا جاتا ہے۔ اس مقبرہ کے گرداگرد ایک چبوترہ ہے جس پر ممی یا حنوط کی ہوئی لاشین رکھی جاتی تھین۔ عرصہ ہوا کہ یہ حنوط کی ہوئی لاشین یوروپ کے عجائب گھرون مین منتقل ہوگئی ہین۔ اس مقبرہ کی دیوارون پر تاریخی واقعات کا مرقع دیکھا گیا۔ اسی جگہ ایک اور معبد کی سیر کی گئی جسمین ایک بحری لڑائی کا مرقع کھنچا ہوا پایا گیا جسمین پادشاہ نے محض اپنی ذاتی بہادری سے فتح پائی تھی۔ یہ معبد شیر ببر کے شکار کی تصاویر کے لیے مشہور ہے۔

شیر کے شکار کی تصاویر۔ مسیحی معبد

کسی زمانہ مین یہان عیسائیون نے ایک کلیسا تعمیر کیا تھا جسکے کھنڈرات اتبک موجود ہین۔

اس مقام پر منجملہ اور معابد کے ایک یونانی معبد بھی دیکھا گیا۔

مصطفی آغا اُس زمانہ مین وہان کے برٹش قنصل تھے اُنھون نے جلسۂ رقص بھی ترتیب دیا تھا لیکن مولوی صاحب ایسے جلسہ مین شریک نہین ہوتے تھے۔

یہان سے ڈنڈیرہ اور جرجے ہوتے ہوئے سوہاغ پہنچے۔ ڈنڈیرہ شمالی مصر مین دریائے نیل کے کنارہ پر ایک مقام ہے جسکا قدیم نام ٹنٹیرس ہے اس مین ہیتھور کا معبد مشہور ہی جو باوجود اسقدر پُرانا ہونیکے ابھی تک صحیح وسالم ہی یہانتک کہ اسکی چھت بھی قائم ہے۔ اسکی چھت پر چھوٹے پتھرون کا ایک چھوٹا سا معبد بنا ہوا ہی جو وہان کے مقامی دیوتا اوسیرس کے نام سے شہرت رکھتا ہی اس معبد کی تعمیر کی تاریخ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۷۰۰ سال قبل خیال کیجاتی ہی اور اسمین تصاویر کے ذریعہ سے آسمانی بروج دکھلائے گئے ہین۔ یہان رات بھر قیام رہا۔ وہان سے چل کر ۱۳۔ اکتوبر کو اسیوتھ واپس پہنچے۔ مدیریہ یعنی ایوان گورنری کی سیر کی۔ محکمۂ ابتدائیہ کا معائنہ کیا مثلین خراب حالت مین تھین حتی کہ اُنکے کاغذ تک سلسلہ سے لگے ہوئے نہین تھے۔ چونکہ وہان کے اُس زمانہ کے جج بھی قانون سے چندان واقف نہین تھے اسلیے مزید تنقیح کی ضرورت نہین سمجھی گئی۔ یہان ارل نارتھ بروک نے جلسۂ ڈنر ترتیب دیا جسمین انگریزی فوج کے عہدہ دار بھی مدعو تھے۔

یہان کی عدالت مرافعہ کا معائنہ کیا گیا۔ اسکے جج بمقابلہ محکمہ ابتدائیہ کے

ججون کے زیادہ لائق تھے منجملہ اور ججون کے ایک جج محمود لطفی بے بھی تھے۔

نہر اسمعیلہ

اسی جگہ سے نہر اسمعیلہ نکلی ہے۔ یہان سے اُسی اسٹیمر پر ایک مقام پر پہنچے جہان ایک

کارخانہ شکرسازی

بہت بڑے پیمانہ پر شکرسازی کا کارخانہ قائم تھا۔ اس کارخانہ کی سیر کرنیکے بعد وہانسے

بنی صوف مین شب باشی

روانہ ہوکر بنی صوف پہنچے اور رات بھر وہان قیام ہوا اور وہان کے مدیر سے ملاقات

کی۔ وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین اہرام اور باغات کا نظارہ کرتے ہوئے بمقام

قاہرہ کو مراجعت اور لارڈ کرومر سے ملاقات

قاہرہ قصر نیل کے پُل پر پہنچے۔ یہان ارل نارتھ بروک کی پیشوائی کیلیے خدیو اعظم کے

لارڈ چمبرلین موجود تھے۔ قیامگاہ پر پہنچکر سہ پہر کو سر اولین بیرنگ (لارڈ کرومر) سے ملنے کیلیے

حاضر ہوئے اور اُنسے شہر بنہا و زگازگ کی عدالتون کے معائنہ کے انتظام

کرنیکی نسبت خواہش کی۔

وزیر اعظم مصر سے ملاقات۔

دوسرے روز ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر کی ملاقات کے لیے گئے

وزیر ممدوح شمالی مصر کے حالات دریافت کرتے رہے۔ رخصت کے وقت وزیر

ممدوح نے کمرہ کے دروازہ تک مولوی صاحب کی مشایعت کی۔

وزیر اعظم مصر کا مولوی صاحب کی قیامگاہ پر آنا

اُسی روز سہ پہر کو مولوی صاحب ارل نارتھ بروک سے ملنے کیلیے تشریف

لے گئے۔ مولویصاحب تو اُدھر روانہ ہوئے ادھر نوبار پاشا وزیر اعظم بلا اطلاع

آپکی قیامگاہ پر تشریف لائے۔ مہربانی سے اپنا کارڈ اور زگازگ کے ججون کے

نام کی چٹھیان چھوڑ گئے۔

بنہا کی عدالتون کا معائنہ۔

مولویصاحب یہ چٹھیان لیکر دوسرے روز بنہا کی عدالتون کے معائنہ کی غرض سے

بسواری ریل روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن بنہا پر وہان کے مدیر محمود بے پہلے سے موجود تھے اُن سے ملاقات ہوئی۔ اور اُنکو وزیر اعظم کا خط پہنچایا گیا۔ گھوڑون پر سوار ہوکر عدالتونکی معائنہ کے لیے تشریف لیگئے۔ میر مجلس تپاک سے ملے عدالت کی عمارت نفیس اور عالیشان تھی لیکن مثلین خراب اور بے ترتیب تھین۔ پرانی مثلون کے تو ایک کونہ مین انبار لگے ہوئے تھے لیکن متدائرہ مقدمات کی مثلین کسیقدر قرینہ کیساتھ رکھی ہوئی پائی گئین۔

خدیو مصر کے ٹھہرنیکا محل

عدالت کی عمارت کے قریب ہی وہ محل واقع تھا جسین خدیو عباس پاشا ٹھہرتے تھے۔

اس عدالت کے ججون مین سے بعض جج وہان بود و باش نہین رکھتے تھے بلکہ کچہری کے وقت قاہرہ سے ہر روز آجایا کرتے تھے۔ جس روز مولویصاحب معائنہ عدالت کیلیے تشریف لے گئے تھے اگرچہ وہ میر مجلس کے اجلاس کا دن نہ تھا تاہم وہ اور مدیر عدالت مین آئے وکیلون کی بحثین سماعت کی گئین۔ وکیل

ججون کا طریقہ کام

بحث اچھی کرتے تھے اور جج بھی لائق تھے۔ جج صبح کے ۹½ سے ۱۲ تک اجلاس کرتے تھے اور پھر الگ کمرہ مین جاکر فیصلے لکھتے تھے۔

ایوان گورنری مین مدیر ابد قاضی سے ملاقات

معائنہ عدالت سے فارغ ہوکر مدیریہ یعنی ایوان گورنری کو گئے جو یون میل کی فاصلہ پر تھا۔ راستہ مین مولوی صاحب کے اشتیاق مین لوگون کا بڑا مجمع تھا۔ مدیریہ مین مدیر کا اجلاس دیکھا اُن سے بہت دیر تک باتین کین وہین اُس جگہ کی

قاضی سے ملاقات ہوئی جو بڑے شوق اور تپاک سے ملے۔

بنہا سے قاہرہ کو واپسی۔

جب بنہا سے قاہرہ کو واپس ہونیکے لیے ریلوے اسٹیشن پر آئے تو شایعت کیلیے قاضی اور اُنکے نائب اسٹیشن تک اور مدیر قاہرہ تک ساتھ آئے۔

زگازگ کو روانگی۔

۱۹ اکٹوبر کو قاہرہ سے پھر زگازگ کی عدالتون کے معائنہ کے لیے روانہ ہوئے یہ مقام قاہرہ کے شمال مشرق مین ۳۹ میل کے فاصلہ پر دریائے نیل کی شاخ ٹینی ٹک پر آباد ہی۔ اسی موقع پر زمانۂ قدیم مین مقام بوباسٹس واقع تھا۔ یہ مقام روئی اور غلہ کی تجارت کا مرکز ہے اور اسکی آبادی ۹۸۱۵ النفوس کی ہے۔

اسٹیشن زگازگ پر استقبال۔

اسٹیشن زگازگ پر نائب مدیر استقبال کے لیے موجود تھے وہ اپنے ساتھ سوار کراکے لے گئے جلو مین پولیس کے سوار تھے۔ انگلش وائس قنصل سینور فلیس کی مکان پر اُنسے ملے۔ اور تھوڑی دیر باتین کرکے مدیریہ اور عدالتون کو اُن کی تنقیح اور معائنہ کیلیے تشریف لے گئے۔ مولانا مصطفی رضوان میر مجلس عدالت کے ساتھ کھانا کھایا۔

معائنہ عدالت اور میر مجلس کیساتھ طعام

میر مجلس موصوف فلسفہ اور منطق کے زبردست عالم تھے۔ جن علوم مین مولوی صاحب بھی کامل تھے۔ دونو عالمون مین خوب باتین رہین کھانیسے فراغت پاکر مدیریہ یعنی ایوان وزارت کو گئے وہان سعدالدین پاشا مدیر سے ملاقات کی۔ اُنسے مل کر قاہرہ واپس جانیکی غرض سے اسٹیشن پر آئے اسٹیشن تک بہت سے آدمی مشایعت کے لیے آئے تھے جنمین انگلش قنصل بھی حسین آصف بے جج عدالت مرافعۂ قاہرہ جو اُس روز زگازگ مین موجود تھے ایک

مدیر سے ملاقات

قاہرہ کو مراجعت

سرفرازی خطاب۔

بارگاہ قیصری سے ان خدمات کے صلہ مین آپ کو سی۔ ایم۔ جی کا معزز و موقر خطاب عطا فرمایا گیا۔ جو آپ کے قبل کسی ہندوستانی کو نہین ملا تھا۔

ذیل مین سند خطاب کی نقل درج کی جاتی ہے:۔

سند خطاب

"بفضل خدا ملکہ سلطنت اعظم برطانیہ و آئرلینڈ حامی دین قیصر ہند تاجدار و سردار نہایت معزز طبقہ سینٹ مائیکل وسینٹ جارج ہمارا عطا کیا ہوا درجہ مصاحبت نہایت معزز طبقہ سینٹ مائیکل وسینٹ جارج کا مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کو معتمد او نہایت عزیز مولوی محمد سمیع اللہ خان ہمارے ہندوستانی شہنشاہی کے اضلاع شمالی و مغرب کے جج کو سلام۔ جو کہ ہمنے مناسب خیال کیا ہی کہ آپ کو اپنے نہایت معزز طبقہ سینٹ مائیکل اور سینٹ جارج کے تیسرے درجہ کا ممبر یا مصاحب مقرر کرین اسلیے ہم آپ کو اس فرمان کی رو سے نہایت معزز طبقہ مذکور کا درجہ مصاحبت عطا کرتے ہین اور ہم اس فرمان کی رو سے آپکو اختیار دیتے ہین کہ آپ درجہ مذکور بحیثیت ممبر درجہ سوم یا مصاحب ہمارے نہایت معزز طبقہ مذکور کے حاصل کرین اور اُسے اپنے قبضہ مین رکھین اور اس سے عزت پاوین مع ہر ایک او جمیع حقوق کے جو طبقہ مذکور سے متعلق ہین۔

ہمارے ایوان ونڈسر سے ہمارے دستخط خاص اور طبقہ مذکور مہر ثبت ہو کر عطا کیا گیا۔ تاریخ ۱۳ ڈسمبر ۱۸۸۴ء ہمارے جلوس کے اڑتالیسوین سال مین۔

بحکم بادشاہ دستخط گرینڈ ماسٹر و چانسلر"

سر آکلنڈ کالون کی چھٹی۔

مصر سے مولوی صاحب کی واپسی کے بعد سر آکلنڈ کالون نے آپکو جو چھٹی لکھی تھی اُسمین بھی اُنھون نے آپکے کام سے ارل نارتھ بروک کے مطمئن ہونیکا ذکر کیا تھا۔ چنانچہ اس چھٹی کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔

اُلبرٹ روڈ کلکتہ　　　　۲۹ نومبر ۱۸۸۴ء شنبہ

میرے پیارے سمیع اللہ

آپکی ۲۵ نومبر والی چھٹی پہنچی۔ یہ تحقیق ہوگیا کہ آپ کا اور آپ کے نوکرون کا خرچہ گورنمنٹ دیگی۔ یہ اور آپ کا ڈیپوٹیشن الونس امید ہی کہ ملے۔ آپ کو ریل جہاز گاڑی۔ نوکرون اور کرایۂ اسباب وغیرہ کا سفرخرچ بھی غالباً ایصال ہوگا۔

آخری میل کے ذریعہ سے مجکو لارڈ نارتھ بروک بہادر سے معلوم ہوا ہی کہ لارڈ ممدوح آپکے اُس طریقہ سے جس پر آپنے اپنا کام انجام دیا ہی نہایت مطمئن ہین۔

آپکا دوست صادق

اے۔ کالون"

ارل نارتھ بروک اور لارڈ کرومر سے سلسلۂ خط و کتابت

اسکے علاوہ واپسی مصر کے بعد ہمیشہ آپ کے اور ارل نارتھ بروک و سر ایولن بیرنگ (لارڈ کرومر) کے درمیان مربیانہ و دوستانہ خط وکتابت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس موقع پر ارل نارتھ بروک اور لارڈ کرومر کی صرف دو تین چٹھیون کا ترجمہ ذیل مین بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

ارل ارتھ بروک کی چٹھی

ہملٹن پلیس نمبر ۴- پکاڈلی ۱۰ جون ۱۸۹۲ء

پیارے سمیع اللہ خان!

آپکا حال معلوم ہونیسے مین خوش ہوا- مین سر آکلنڈ کالون کو آپکی خواہشون سے نسبت آپکے لڑکے حمید اللہ کے مطلع کرونگا کیونکہ اس لڑکے کی بہبودی سے مجکو بہت دلی تعلق ہی-

مین آپکے پاس ایک ریورٹ × × × × کی بھیجتا ہون جو انھون نے ترمیم کارروائی عدالت کی نسبت لکھی ہے اور جبکو وہ مصر مین جاری کرنیکی کوشش کرتے ہین مجکو تو وہ ترقی پذیر معلوم ہوتی ہے مجکو یقین ہی کہ اگر آپ اُسکو پہلے نہین دیکھ چکے ہین تو اُسمین آپ کو لطف آئیگا-

ہر اچھی خواہش کے ساتھ مین ہون آپکا دلی دوست

نارتھ بروک"

ارل ارتھ بروک کی دوسری چٹھی-

ہملٹن پلیس نمبر ۴ پکاڈلی ۱۸ ڈسمبر ۱۸۹۱ء

پیارے سمیع اللہ خان!

مین آپ کے خط کے پہنچنے سے بہت خوش ہوا- اور نیز اس بات کے معلوم ہونیسے کہ آپ شملہ ہو آئے اور لارڈ لینسڈون سے ملاقات کر آئے-

مسٹر × × × کے کام کو مصر مین نہایت کامیابی ہوئی- اور مجکو یقین ہی کہ آخر کار عدالتہائے قانونی کی ترقی کی نسبت کچھ تو ہو اجنکی نسبت آپ نے ایسے دلچسپ

اور مفید حالات تحریر کیے تھے۔

مین ہون آپکا بڑا ہی سچا دوست

نارتھ بروک

لارڈ کرومر کی چٹھی۔

British Agency
Cairo.

May 21 - 1895.

My dear Sir,

I am much obliged to you for your kind letter. Lady Cromer is I am glad to say recovering from her accident. Lord Northbrook paid me a short visit during the winter. He was looking very well.

You will be glad

to hear that the Native tribunals are steadily improving under . . . .

With very best wishes to yourself and your family.

Believe me,

Very sincerely yours,

(Sd.) Cromer.

لارڈ کرومر کی چٹھی کا ترجمہ

برٹش ایجنسی قاہرہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۵ء

جناب من!

آپ کے عنایت نامہ کا مین بہت مشکور ہون خوشی کی بات ہی کہ لیڈی کرومر کو جوحادثہ پیش آیا تھا اُس سی اُنکو افاقہ ہو رہا ہے۔

لارڈ نارتھ بروک موسم سرما مین چند روز کے لیے مجھ سے ملنے تشریف لائی تھی بہت اچھے نظر آتے تھے۔ آپ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ یہان کی دیسی عدالتین × × × × × × × × کی نگرانی مین خوب ترقی کر رہی ہین۔

آپکا اور آپکے خاندان کا خیر اندیش۔ "کرومر"

باب نہم

واقعات زمانۂ قیام شملہ و دہلی

دریاگنج کی کوٹھی کی سکونت

۱۸۹۳ء مین آپ بمقام دہلی اپنے مکان واقع دہلی دروازہ مین رہے - اور چونکہ اکثر مہمان و ملاقاتی آتے تھے اُن کے لیے اپنی کوٹھی نمبر ۴ واقع دریا گنج کو بھی آراستہ کرلیا تھا تاکہ ملاقاتیون کو آسایش ملے - یہ ایک عجیب بات ہو کہ کنٹونمنٹ کے قواعد کی روسے مالک مکان بھی بلا اجازت افسران فوجی اپنی جائداد سے فائدہ نہین اُٹھا سکتا لیکن مولوی صاحب کو حکام بالادست فوج نے خاص طور پر اُنکی کوٹھی نمبر ۴ موقوعہ دریاگنج مین رہنے کی اجازت عطا فرمائی - اجازتی چھٹی کی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے :-

اجازتی چھٹی

یادداشت دفتر کنٹونمنٹ مجسٹریٹ — مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء

نشان ۴۰۸

منجانب کنٹونمنٹ مجسٹریٹ -

بخدمت مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب سی - ایم - جی - مالک بنگلہ نشان ۴ واقع دہلی -

بمعیت ہذا کوارٹر ماسٹر جنرل کے دفتر شملہ کی چھٹی نشان ۶۱۰۳ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۳ء بھیجی جاتی ہے جسمین آپ کو دریا گنج کے بنگلہ نشان ۴ مین رہنے کی اجازت دیگئی ہے واضح رہے کہ آپ اُن قواعد سے مستثنیٰ رہینگے جنکی روسے کسی فوجی افسر کی ضرورت کے وقت آپ مکان خالی کرنے پر مجبور ہوتے اب آپ جب چاہین مکانکو

اپنے قبضہ مین لے سکتے ہین۔

شرح دستخط کنٹونمنٹ مجسٹریٹ دہلی

کمیشن تحقیقات کنٹونمنٹ ایکٹ کی رکنیت

سرکاری ملازمت سی آپکے کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد بھی گورنمنٹ ہند آپسے بعض امور مین مشورہ لیتی رہتی تھی۔ اور آپ نیک نیتی ووفاداری کے ساتھ مشورہ دینے سے کبھی دریغ نہین فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء مین جب آپ شملہ پر قیام رکھتے تھے گورنمنٹ ہند نے سی۔ ڈی ایکٹ کی تحقیقات کے متعلق جو کمیشن بصدارت مسٹر اٹپین ڈپٹی کمشنر جالندھر (جو بعد مین سر ڈنزل اٹپین ولفٹنٹ گورنر پنجاب ہوئے) منعقد فرمائی تھی اُسمین ایک رکن ڈاکٹر کلیگھارن انسپکٹر جنرل شفاخانجات کو اور ایک رکن آپ کو مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ ذیل مین اُن چند چٹھیون کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو افسران گورنمنٹ نے آپکو اس کمیشن کی ممبری کے متعلق لکھی تھین اور نیز اُس سرکاری رزولیوشن کا اقتباس بھی ہدیہٴ ناظرین کیا جاتا ہے جسمین اس کمیشن کی رکنیت پر آپ کا تقرر فرمایا گیا تھا:۔

ازمقام شملہ ۸ امئی ۱۸۹۳ء

چٹھی ہنٹر سی کمشنر لائل۔

میرے پیارے مولوی!

مین نے ابھی سُنا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہونیوالا ہے۔ بغرض ملاحظہ خاص چھاؤنیون ممالک مغربی وشمالی واودھ وپنجاب کے اور تحقیقات کرنے اس امر کے کہ چھاونیون کے قواعد کے بموجب کیا کارروائیان نسبت امراض متعدی کے

عمل مین آتی ہین۔ منشائے گورنمنٹ یہ ہے کہ اس کمیشن مین ایک ایسا ہندوستانی ممبر ہووے جسکو تجربہ عدالت دیوانی کا ہووے۔ دوسرا ممبر غالباً کوئی کمشنر قسمت پنجاب یا ممالک مغربی و شمالی کا ہوگا۔ اور ایک ممبر کوئی ڈاکٹر ہوگا جسکا درجہ سرجن کرنل سے کم نہ ہو۔ کیا آپ اس کمیشن مین کام کرنیکو تیار ہوجائینگے۔ غالباً اسکی کارروائی بہت جلد شروع ہوگی۔

اس کمیشن کو دس یا بارہ چھاونیان شمالی ہندوستان کی ملاحظہ کرنا پڑینگی۔

اگر آپ گورنمنٹ کو اپنی امداد کا فائدہ اُٹھانے دینے پر رضامند ہین جو واقعی گورنمنٹ کیواسطے بہت بیش بہا ہے تو مین بہت خوش ہون گا آپ کا نام ہزاکسلنسی کے حضور مین پیش کرنیکے واسطے۔ آپ مہربانی فرما کے اسکا جواب بہت جلد عنایت کیجیے۔

آپ کا دوست صادق

سی۔ ڈی۔ لائل

۳ جون

میرے پیارے مولوی!

چٹھی مسٹر سی ڈی۔ لائل

مین اس بات کے سُننے سے بہت خوش ہون کہ جرنیل کالن نے آپکو لکھا ہے اور یہ کہ معاملہ طے ہوگیا۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو محکمہ جنگ سے ضروری ہدایات مل جاوین گی۔

مین امید کرتا ہون کہ حال کی بارش سے آپکی کمیشن کو بہ نسبت اُس حالت کے جبکہ لُو (ہوائے گرم) برابر چلتی ہوتی چندان تکلیف نہ ہونے پائیگی -

آپ کا دوست صادق

سی - ڈی - لائل

اقتباس رزولیوشن گورنمنٹ ہند سررشتۂ فوج

رزولیوشن گورنمنٹ ہند

نشان ۲۴۳۹ مورخہ ۲ جون ۱۸۹۳ع

گورنر جنرل باجلاس کونسل اُن شکایتون کی تحقیقات اور اصلاح کیلیے ایک خاص کمیشن مقرر فرماتے ہین جو تختۂ منسلکہ اور شہادت مندرجہ کارروائی منسلکہ مین ظاہر کی گئی ہی -

اس کمیشن مین ڈنزل ایبٹسن اسکوٸر سول سرونٹ پریسیڈنٹ سرجن کرنل جی کلیگھارن ایم - ڈی انسپکٹر جنرل شفاخانجات پنجاب اور مولوی محمد سمیع اللہ خان - سی - ایم جی ممبر مقرر کیے گئے ہین -

اس کمیشن کا فرض ہوگا کہ انبالہ میرٹھ - اور لکھنؤ جاکر اُن شکایتون کی تحقیقات کرے جو تختہ منسلکہ مین درج ہین اور کیفیت پیش کرے کہ اُسکی رائے مین کیا کوئی ایسا طریقہ رائج ہی جس سی کنٹونمنٹ ایکٹ بابت ۱۸۸۹ع کی دفعات اور قواعد محکومہ ایکٹ مذکورہ بالا نشان ۶۱۷ مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۰ع کی خلاف ورزی ہوتی ہے کمیشن کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جس شخص کو ادائی شہادت کیلیے چاہی

طلب کرے۔ اور تمام عہدہ داران کنٹونمنٹ کو لازم ہے کہ وہ ممبران کمیشن کو اُنکی
تحقیقات مین ہر طرح کی مدد دین اور اُنکے لیے اطلاع بہم پہنچائین ایک افسر
فوجی حکام کی جانب سے بغرض اخذ شہادت مقرر کیا جائیگا۔

ممبران کمیشن خرچ سفر سول سروس ریگولیشن کی روسے پائینگے۔ اور کمیشن کے ہر ممبر کو
معمولی قواعد کے روسے دس روپیہ یومیہ کے حساب سے ڈیپوٹیشن الونس العیال
کیا جائے گا۔"

ہوس آف کامنس اور گورنمنٹ ہند کی تعریف۔

اس کمیشن کی مشترکہ مبسوط رپورٹ کے علاوہ مولوی صاحب نے ایک جداگانہ
یادداشت بھی ترتیب دی تھی جو رپورٹ کے ساتھ ہوس آف کامنس مین پیش
ہوئی تھی اور وہان کمیشن کی کارروائی کی تعریف کی گئی تھی اور اراکین نے جو عمدہ
خدمات انجام دی تھین گورنمنٹ ہند نے حوصلہ افزا الفاظ مین اُنکا شکریہ ادا کیا تھا۔

حمید اللہ خان صاحب کی شادی۔

جنوری ۱۸۹۴ء مین مولوی صاحب نے اپنے بڑے فرزند محمد حمید اللہ خان کی
شادی دہلی مین اپنے بھانجے نواب سرور الملک بہادر معتمد پیشی اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ
کی صاحبزادی سے کی جسمین آپ نے دور دور سے اپنے دوستون کو بلایا اور نہایت
حوصلہ سے اُنکی خاطر و مدارات کی۔

دانا پور کے ایک بزرگ طریقت حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی نے
سیر دہلی کے نام سے جو کتاب لکھی ہو اُسمین اس شادی مین اپنے شریک ہونیکا بھی
حال بیان کیا ہو جو ذیل مین درج کیا جاتا ہو:۔

"الحمد للہ علی احسانہ کہ ۳ رجب المرجب ۱۳۱۱ھ روز پنجشنبہ پانچ بجے دن کو دہلی کے
اسٹیشن پر ہماری گاڑی پہنچ گئی۔ گاڑی کرایہ کی اور فیض بازار جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کے
مکان پر پہنچے۔ مولویصاحب سوار ہوگئے تھے ایک گھنٹہ کے بعد واپس تشریف لائے
ہرچند مجھے پندرہ برس کے بعد دیکھا تھا مگر فوراً پہچان لیا۔ مجھے بھی پہچاننے مین
کچھ دقت نہ ہوئی۔ مین نے مولوی صاحب کے اخلاق وعادات مین سرمو فرق
نہ پایا۔ نماز کے اوقات ویسے ہی ہین بلکہ مذہبی خیالات پہلے سے بہت زیادہ
حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کتب درسیہ کا استحضار علی حالہ ہے۔ جناب مولویصاحب کی
عظمت میرے دل مین یون ہے کہ فقہ اور حدیث اور تفسیر مین پورا تبحر حاصل ہے
اور ابھی تک اکثر کتابین یاد ہین اور تقویٰ کا اثر تو بشرہ سے ظاہر ہے "سیماہم
فی وجوہہم من اثر السجود" جناب مولوی صاحب نے مجھے اپنے ہی کمرہ مین جگہ دی۔"

اسی سلسلہ مین شاہ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ

"مہمانون کی آمد شروع ہے ساعت بساعت اژدہام بڑھتا جاتا ہے مہمانون کا
تانتا بندھا ہوا ہے اچھے اچھے لوگ نظر آتے ہین۔ خوبصورت مجمع ہے کئی بڑی بڑی
مکان مہمانون کیواسطے آراستہ و پیراستہ ہین۔ اگرچہ ہم امراء سے بہت کم ملتے ہین
لیکن بارات کی سیر اور امراء کے اخلاق کا ملاحظہ مقصود ہے اب ہم اور شاہ
امین الدین قیصر اُسی مکان مین جو نواب پاٹودی کے نام سے مشہور ہے جاتے
ہین۔ وہان ایک دالان اور ایک کوٹھری ضروری سامان سے آراستہ ہے اور

ہم اُسکو دیکھکر پسند کر آئے ہین یہ مکان نہایت وسیع ہے اُسکا کمرہ کمرہ اور دالان دالان آراستہ و پیراستہ ہے یہانتک کہ سامنے ایک دو منزلہ رفیع الشان کوٹھی ہے جو انگریزی اور ہندوستانی قطع سے ملی جُلی ہی - اسمین متعدد کمرے ہین اور اِس کوٹھی کے یمین و یسار چند محل سرائین ہین وہ سب ہندوستانی شاہی قطع کی خوبصورت عمارتین ہین - ایک محلسرا کوٹھے کیپیچھے اور اُسکے آگے ویسی ہی دوسری موجود ہے دوسری کوٹھے کیپیچھے اُسکا جواب تیسری محلسرا موجود - بلکہ پہلی دوسری سے زیادہ دلچسپ اور سب مین کل ضرورتون کے مکان و اسباب موجود - کسی مکان کی قطع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاڑے کے لیے بنایا گیا ہی اور کوئی ایام برشکال کیواسطے معلوم ہوتا ہی"-

مہمانون کی قیام گاہ کا نقشہ کھینچنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح لکھتے ہین کہ:-

"اب ہم اپنے دالان مین آکر بیٹھے ہین اور دو خدمتگار دہلی کے باشندے ہمارے سامنے دست بستہ حاضر ہین - نیک بخت اور مودب معلوم ہوتے ہین اسی طرح سے دو دو خدمتگار مولوی صاحب کی طرف سے ہر مہمان کیواسطے مقرر ہین ہمنے اپنے مکان مین صاف سُتھرا فرش بچھا پایا اور دو نواڑ کی پلنگڑیان توشک اور تکیون سمیت بچھی پائین - دیواری اور فرشی لیمپ خوبصورت روشن ہین اور کوٹھی کے صحن مین متعدد خیمے کھڑے ہین ان خیمون اور مکانون کیواسطے فروش وغیرہ خواجہ محمد یوسف صاحب اور خواجہ محمد اسمعیل صاحب نے علیگڈھ سے بھیجے ہین

یہ دونو صاحب اس برات کے منتظم ہین - ہر خیمہ مین اسقدر روشنی ہی کہ جگمگا رہا ہی
ابھی بہت مہمان نہین آئے ہین آتے جاتے ہین اور بہت سے مہمان جو انگریزی
وضع ہین وہ محلہ دریا گنج کی کوٹھی نمبر ۴ مین فروکش ہین - اُنکے واسطے ویساہی
سامان کیا گیا ہی اور وہ کوٹھی بھی بالکل بھری ہوئی ہے - اب عشا کا وقت ہے
ہم دونو آدمی اپنی فرودگاہ کی طرف پہلتے ہین - ہمارے دالان مین نہایت
خوبصورت نقش ونگار کے سرخ پنبئی پردے پڑے ہین اور دونو خدمتگار مودب
دوزانو دالان مین بیٹھے ہین - ہمکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے - ہم نے جانماز بچھائی
اور خدمتگار فوراً باورچیخانہ کو روانہ ہوگئے اور بات کی بات مین خاصہ کے خوان
لے آئے - چونکہ مین عشا کے بعد بہت دیر تک سورۂ مزمل شریف اور وظیفہ
پڑھتا ہون وہ خاصہ جو آیا تھا ٹھنڈا ہوگیا - ادھر مین نے وظیفہ تمام کیا اُدھر
اُن شایستہ خدمتگارون نے جھٹ پٹ دوسرا گرم خاصہ لاکر حاضر کیا اور وہ خاصہ
باورچیخانہ مین واپس کر دیا ہمنے کھانا کھایا اور استراحت کی - ان خدمتگارونمین سی
ایک شخص جسکا نام امیر بیگ ہی تہجد گزار بھی ہی الحمد للہ علی نعمائہ صبح ہوگئی نماز کیواسطے
جو اُٹھے تو گرم پانی وضو کے لیے تیار پایا

شاہ صاحب موصوف ساچق کا حال حسب ذیل لکھتے ہین -

بعد نماز مغرب ہم فرودگاہ پر پہنچے یہان ساچق روانہ ہونیکے اہتمام ہو رہے تھے
نواب پاٹودی کی کوٹھی سے جامع مسجد تک فنٹون اور سیج گاڑیون کا سلسلہ ہی اور

شرفاء دہلی بنفس نفیس اہتمام مین سرگرم ہین۔ اُن مین سے بعض حضرات کے اسمار
گرامی یہ ہین:-
مولوی خواجہ محمد شفیع احمد صاحب منصف تلہر۔ حکیم محمد ظہیر الدین خان صاحب۔
محمد اکرام اللہ خانصاحب۔ محمد نعمت اللہ خانصاحب رئیس دہلی۔
مولوی خواجہ محمد شفیع صاحب نے مجھے ایک فٹن پر جناب شمس العلمار مولوی
محمد ذکاء اللہ خانصاحب بہادر کے ساتھ بٹھا دیا ابھی گاڑیان سلسلہ وار کھڑی ہین۔
نوشہ کی فٹن کا انتظار ہے۔ × × × × × × × ×
لیجیے دولھا کا فٹن آگیا اُنکے ساتھ اُنکے بزرگ خاندان مولوی خواجہ محمد فضل احمد خانصاحب
سابق ڈپٹی کلکٹر بیٹھے ہین اِدھر اُدھر فٹنون اور سیج گاڑیون کا موزون سلسلہ ہے جنپر
سب رؤسار عالیشان (جنکے نامون کی تفصیل بخوف طوالت ترک کر دیگئی ہے)
باشان وشوکت بیٹھے ہین۔ دولھا کا فٹن حسب صلاح اکثر امرا، آگے کیا گیا ہی
اب سلسلہ متحرک ہوا اور ساچق چلی۔ رات کا سُہانا وقت ہے تارون کی چھاؤن
مین آہستہ آہستہ فٹنون کا سلسلہ قطار در قطار روان ہے۔ جامع مسجد کیطرف سے
چوڑی والون کے محلہ مین جناب آغا مرزا صاحب المخاطب بسرور جنگ بہادر
سکرٹری حضور پُر نور سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کی دولت سرا کو جاتے ہین (اللہ شانہ
مبارک فرمائے آمین) بازار کے دُکاندار اور راہ رو بڑی حیرت کی نگاہ سے
اس مبارک مجمع کو دیکھ رہے ہین اور آپسمین کہتے جاتے ہین کہ برات مین تو بہت

دیکھنے مین آئی ہین مگر اس شان کی برات آج تک نہین دیکھی۔ میرے اندازہ مین ایک گھنٹہ مین یہ ساچق نواب سرور جنگ بہادر کے مکان تک پہنچی۔ اس مکان کی مہتمم نہایت نیک باطن اور خوش سلیقہ ہین۔ × × × × × × ×

شیشہ کی خوبصورت تشتریون مین بن اور چکنی ڈلی اور الائچی وغیرہ کی تقسیم ہوئی اگرچہ نواب سرور جنگ بہادر بہ نفس نفیس موجود نہین ہین مگر انتظام برات کا نہایت دریا دلی سے ہو رہا ہے جو یہ انتظام دیکھتا ہی وہ اُس شادی کا تخمینہ بہت زیادہ کرتا ہی۔ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر اور جملہ برادری کے لوگ اس شادی سی بہت خوش ہین فریقین مین سے کوئی کسی امر کا شاکی نہین اور عمدہ نتیجہ شادی کا یہی ہے × × × × × × ×

المختصر اہل ساچق قریب بارہ بجے شب کے اپنی فرودگاہون پر نہایت بشاش واپس آئے۔"

اس کے بعد عقد کے روز کی کیفیت شاہ صاحب موصوف حسب ذیل لکھتی ہین:۔

"اب ساتوین رجب کی صبح ہی اور یہی دن نکاح کا قرار پایا ہی بڑے بڑے ارا کین شہر اہتمام مین مصروف ہین جنکو مین پہچانتا ہون یہ اُنکے اسما رگرامی ہین محمد اکرام اللہ خانصاحب بہادر سب رجسٹرار و رئیس دہلی۔ حکیم ظہیرالدین احمد خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ حکیم رضی الدین احمد خان صاحب رئیس دہلی۔ نعمت اللہ خانصاحب رئیس دہلی۔ مولوی خواجہ محمد شفیع احمد خانصاحب ایم۔ اے

منصف تلہر رئیس دہلی۔ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل ہائیکورٹ و رئیس علیگڈھ خواجہ محمد اسمعیل صاحب رئیس علیگڈہ۔ مولوی محمد مراد الدین خانصاحب رئیس دہلی مولوی سید محمد میر صاحب وکیل میرٹھ رئیس دہلی وغیرہ وغیرہ۔

ایک بہت بڑا سلسلہ فٹنون اور سیج گاڑیون کا کھڑا ہوا نظر آتا ہے مہتمم مہمانونکو سوار کرا رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد نوشاہ محمد حمید اللہ خان خلعت نوشاہی سے یون آراستہ ہوکر مکان سے باہر آئے کہ ایک مدنی عربی وضع کی عبا جو خاص مکۂ معظمہ کی بنی ہوئی تھی ایک سفید شامی کپڑے کا عمامہ زیب سر عمدہ سبز رے گھوڑے پر سوار اور چارون طرف خاندان کے بزرگ پیدل۔ بس جسقدر امراء و روساء تھے جناب مولوی صاحب کو پیدل دیکھکر سبھون نے اپنی اپنی سواریان چھوڑ دین ہرچند مولوی صاحب نے معذرت کی مگر کسی نے قبول نہ کیا اور بیرم خان کے ترا ہے سے باشان وشوکت جامع مسجد ہوتے ہوئے برات چوڑی والون کے محلہ مین نواب سرور جنگ بہادر کے مکان کی طرف روانہ ہوئی۔ یہ فاصلہ ایک میل سے زیادہ ہے مگر سب کے سب نہایت مسرور تھے سانچق کے روز سے اسمین زیادہ لطف تھا۔ تھوڑی دیر مین برات مقام مقصود پر پہنچ گئی اور الحمد للہ کہ نکاح ہوگیا خطبہ خود جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے پڑھا اور ایجاب وقبول کرایا۔ مبارک سلامت کا شور ہوا۔ شاہ امین الدین صاحب قیصر نے ایک عمدہ سہرا کہا تھا وہ پڑھا۔ ایک سہرا مین نے کہا تھا وہ پڑھا گیا کچھ اور لوگون نے سہرے کہے تھے وہ

پڑھے گئے ۔ نواب محسن الملک اور مولوی صاحب اور دوسرے قابل لوگون نے میرے اور شاہ امین الدین صاحب کے سہرے کو بہت پسند کیا۔"

محفل عقد مین بعد عقد خوانی شیرینی تقسیم ہوئی جسکا حال شاہ صاحب موصوف الفاظ ذیل مین بیان کرتے ہین :۔

"اب شیرینی تقسیم ہوتی ہے ہر حصہ سیر بھر سے زیادہ ہی ایک چینی کی متوسط رکابی مین ہے ۔ برات کا بڑا ہجوم ہے بہت رکابیان تقسیم ہوئین ۔ مہتمم خوش انتظام ہین کسی کو شکایت نہین × × × × × × × × ×

اب ہم مجلس نکاح سے نماز کیواسطے اُٹھ کر باہر جو آئے تو سامان جہیز دیکھا واقعی یہ شادی نواب سرور جنگ بہادر نے بڑی دریا دلی سے کی ہی × × × برات شام کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ واپس آئی۔"

اسکے بعد شاہ صاحب موصوف دعوت ولیمہ کا حال اسطرح لکھتے ہین کہ :۔

"اب آٹھوین رجب روز سہ شنبہ ہی اور ولیمہ کی دعوت ہی اسوقت مولویصاحب کے معزز مہمان نوید شادی کی رسم ادا کیا چاہتے ہین اور ہر ایک دس دس یا پانچ پانچ اشرفیان نذر کر رہا ہے ۔ مگر ہمارے سیر چشم مخدوم و مکرم مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے نہایت پاکیزہ لفظون مین سب کا شکریہ ادا کیا اور ایسی خوبصورتی سے اُنکو واپس کیا کہ کسی کو ناگوار نہ گزرا " اِنّ من البیان لسحراً" حقیقت مین بیان تو جادو ہی ہوتا ہی مولوی صاحب کی یہ تقریر تو اسی حدیث کی مصداق تھی ۔ آپ چونکہ دعوت ولیمہ کا وقت آگیا ہی

لہذا خیمون اور فرودگاہون مین دسترخوانون پر عمدہ و لطیف کھانے چنے ہین مہمان کھاتے ہین اور رخصت ہوتے جاتے ہین"۔

مولویصاحب کے محل محترم کی وفات

اس خوشی و شادمانی کے ایک سال بعد یعنی ۱۸۹۴ء مین مولوی صاحب کو یہ اندوہناک سانحہ پیش آیا کہ آپ کے محل مین سخت علیل ہوئین۔ بغرض تبدیل آب و ہوا آپ نے انکو کوہ کسولی (پنجاب) پر لیجانے کا انتظام کیا۔ یہانتک کہ آپ کے بڑے فرزند وہان گئے اور انھون نے مکان وغیرہ کا انتظام بھی کر لیا۔ مگر بالآخر اطبا نے بوجہ ضعف و ناتوانی انکا وہان جانا مناسب نہ سمجھا اور حمید اللہ خانصاحب واپس بلا لیے گئے۔ اور مریضہ کو تبدیل آب و ہوا کی غرض سے چندروز قطب صاحب اُسکے بعد آپکی ذاتی کوٹھی نمبر ۴ واقع دریا گنج مین رکھا گیا۔

حکیم عبد المجید خان صاحب (حاذق الملک) معالج تھے بالآخر قضا نے نہ چھوڑا اور اُسی کوٹھی مین مریضہ کا انتقال ہوگیا۔ مرحومہ کی وفات کا قطعہ تاریخ ذیل مین درج کیا جاتا ہے :۔

قطعہ

زدنیا رفت خاتون سمیع اللہ ہیہات ۔۔۔ باوصاف حمیدش کرزنے یا حور عین باشد

قلم با صد الم بنوشت تاریخ وفاتش را ۔۔۔ کہ اورا دائما منزل بفردوس برین باشد

اس حادثہ سے مولوی صاحب کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ آپ کی صحت مین خلل پڑ جانے کا اندیشہ کیا جانے لگا۔

بنظر احتیاط و دور اندیشی حمید اللہ خانصاحب نے بمشکل آپکو تبدیل آب وہوا کی
طور پر سفر کرنے پر رضامند کیا اور بمبئی لے گئے۔ بمبئی مین کچھ روز قیام کرنے سے آپ کو
تسکین ہوئی۔ مگر چھہینے کی فاتحہ تک دہلی واپس آگئی۔ اور پھر دہلی مین دل نہ لگنے کے
باعث مولوی صاحب نے علیگڈھ مین اپنی ذاتی کوٹھی مین رہنا اختیار کیا۔ وہان
کثرت اشغال اور بہت سے احباب کے ہونیسے غم غلط ہوتا رہتا تھا۔

مرحومہ دہلی دروازہ کے باہر قریب مزار حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار ۱۹ ستمبر
۱۸۹۴ء کو دفن کی گئین۔ سال بھر تک برابر حسب دستور فاتحہ وغیرہ ہوتی رہین
اور حفاظ قرآن خوانی کے لیے مقرر رہے۔ ابتک ہر جمعرات کو فاتحہ جاری ہی
قدیم مسجد کی حالت روز بروز درست ہوتی جاتی ہے اور گرداگرد درختون اور
پھولون کے لگانے کا انتظام ہو رہا ہے۔

باب دہم

حج و زیارات

مکہ والونکا لقب سے مولویصاحب کے خاندان کی شہرت

چونکہ مولوی صاحب کے جد بزرگوار حاجی شیخ احمد علوی مکہ معظمہ سے واپس ہوتی ہوئے دہلی مین آکر مقیم ہوئے تھے اسیلیے آپ کا خاندان دہلی مین "مکہ والون" کے لقب سے مشہور تھا۔

حج و زیارت کا اشتیاق

جس حالت مین مولویصاحب کے بزرگون مین پشتہا پشت سے حج کا سلسلہ جاری تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے دل مین اس دولت سے بہرہ اندوز ہونیکا شوق و اشتیاق نہ ہوتا۔ ایک زمانہ سے آپکے دل مین حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ منورہ سے مشرف ہونیکا شوق موجزن تھا۔ چنانچہ آپکی زبان پر اکثر و بیشتر یہ شعر جاری رہتا تھا۔

شعر

گی بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحیٰ کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

سفر یوروپ اختیار کرنیکے وقت بھی سفر حجاز کا شوق آپ کے دل مین موجود تھا جیسا کہ آپکے سفرنامۂ یوروپ کے دیباچہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے

دیرینہ آرزو کا بر آنا۔

لیکن بفحوا، "کل امرٍ مرهون باوقاتها" آپکی یہ دیرینہ آرزو کہین ۱۹۰۱ء م ۱۳۱۷ھ مین جاکر پوری ہوئی۔ یعنی اُس سال آپ بافضال الٰہی حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے اور مدینۂ منورہ کی زیارت سے بھی بہرہ مند ہوے۔ اور اُسی اثنا

مین آپکو اور دوسرے مقامات متبرکہ کی زیارت کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

دلائل الخیرات کی سند اور اسکے صحیح نسخہ کی اشاعت۔

حاضری مکۂ معظمہ کے زمانہ مین آپنے شیخ الدلائل سے سند دلائل الخیرات حاصل کرکے اُسکا جدید اور صحیح اڈیشن مطبع ریاض ہند علیگڈھ مین چھپوایا۔ اس جدید اڈیشن کے چھپوانے اور شایع کرنے کی وجہ آپنے اُسمین حسب ذیل بیان فرمائی ہے:۔

وجہ اشاعت

"خاکسار نے مکۂ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین اجازت وسند دلائل الخیرات کی عالم باعمل مہاجر مکۂ معظمہ حافظ کلام اللہ صاحب الورع والتقوی جناب شیخ الدلائل مولانا محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہ سے مطابق روایت مولانا سید علی حریری مدنی قدس اللہ اسرارہٗ سے حاصل کی۔ جناب ممدوح نے نسخہ دلائل الخیرات کو اپنے دست مبارک سے صحیح کرکے مجھکو عنایت فرمایا۔ اکثر نسخے دلائل الخیرات کے جو چھاپے گئے ہین اُنمین بعض ضروری امور متروک اور بعض زوائد داخل ہوئے ہین اور صحت الفاظ اور اعراب کا خیال تو بہت ہی کم ہوا ہے۔ مولانا کا دستور ہے کہ تمام دلائل الخیرات کو سُننے اور صحیح کرنیکے بعد اجازت عطا فرماتے ہین اور قاری وسامعین کے پاس جو مطبوعہ ومکتوبہ نسخے ہوتے ہین اُنمین اکثر غلطیان ظاہر ہوتی ہین اور مولانا اکثر دست مبارک سے اُنکی اصلاح فرماتے ہین اور مین نے دیکھا ہے کہ اسوجہ سے حضرت ممدوح کو تکلیف ہوتی ہی اور غلط عبارت کے پڑھنے سے وہ فائدہ وثواب واثر نہین ہوتا ہے جو صحیح سے ہوتا ہے حضرت

ممدوح نے میری درخواست پرخاص وہ نسخہ مجھکو عطا فرمایا جسکو دست مبارک سی صحیح فرمایا تھا اور مین نے جناب ممدوح سے وعدہ کیا تھا کہ مین ہندوستان جاکر مطابق اُس نسخہ صحیحہ کے دلائل الخیرات چھپواؤن گا۔ چنانچہ اس وعدہ کے ایفا مین مین نے اس نسخہ کو چھپوایا ہے × × × ×"

اس نسخہ مین مولوی صاحب نے بعض وہ ضروری دعائین بھی درج کردی ہین جو شیخ الدلائل سے منقول ہین اور جنکا پڑھنا موجب برکت و ثواب ہے اور نیز آپنے اس نسخہ مین جابجا مناسب مواقع پر درودون کے متعلق وہ مفید حواشی بھی تحریر کیے ہین جو دوسرے نسخون مین نہین ہین۔ اس نسخہ کی بلاد ہند و عرب و دیگر ممالک اسلامی مین بڑی قدر ہوئی۔

مختصر حالات سفر حجاز۔

مولویصاحب کے حالات زندگی مین اگر آپکے سفر یورپ اور سفر مصر کے حالات کی طرح سفر حجاز کے جستہ جستہ حالات نہ بیان کیے جائینگے تو یہ ایک ناقابل معافی فروگزاشت تصور کی جائیگی۔ لہذا آپ کے سفر حجاز کے حالات کچھ تو مختلف طور پر جمع کرکے اور کچھ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب کے قلمی روزنامچہ سفر حجاز سی اخذ کرکے جو حج مین آپکے ساتھ تھے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین:۔

سفر حجاز کی روانگی کے قبل اجمیر شریف کی حاضری۔

مولوی صاحب ۱۸۹۹ء مین آرزوے حج کو سینہ مین لیے ہوئی عقیدتمندانہ طور پر اجمیر شریف حاضر ہوے اور وہان سے اجازت حاصل کرکے علیگڈھ واپس تشریف لائے اور سفر حجاز کی تیاری مین مشغول ہوگئے۔

علیگڈھ سے بمبی کی روانگی

بالآخر آپ مع اپنے ہمراہیون کے بعزم سفر حجاز ۲ جنوری ۱۹۰۱ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو علیگڈھ سے بمبی روانہ ہوئے۔

ہمراہیان سفر

آپکے ہمراہیون مین آپکی بڑی ہمشیرہ اور چھوٹی بھتیجی کے علاوہ مولوی محمد شفیع صاحب سب جج مع متعلقین اور متعدد ملازمین بھی تھے۔

اسٹیشن مناڑ پر مولوی صاحب کے پوتوں کا قدمبوس ہونا

بمبئی مین پلیگ تھی اسلیے نواب سربلند جنگ بہادر تو پہلے ہی آپسے رخصت ہو لیے تھے۔ اُنکے بچے آپکی قدمبوسی سے اسٹیشن مناڑ پر مشرف ہوئے۔

بمبی سے جہاز کی روانگی

مولوی صاحب بمبی مین تین روز قیام فرماکر اپنے ہمراہیون سمیت ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو پی اینڈ او کمپنی کے ڈاک کے جہاز ایجپٹ نامی پر سوار ہوکر جانب حجاز روانہ ہوئے۔

جہاز کا عدن اور سوئز مین لنگر انداز ہونا

آپ کے جہاز نے ۱۷ جنوری کو ۹ بجے شب کے عدن اور ۲۰ جنوری کو سوئز مین لنگر کیا۔

تائید غیبی سے بآرام و سہولت سفر کا انجام

جو لوگ مولویصاحب کے ہم سفر تھے اُنکے بیان سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے تمام معاملات اور سفر کی مشکلات نہایت خوش اسلوبی سے طے ہوتی چلی جاتی تھین بوجہ شدت طاعون اس زمانہ مین بمبی کامران اور سوئز مین قرنطینہ کا بڑا سخت انتظام تھا۔ بجز اسکے کہ تائید غیبی ہو کبھی اس عمدگی سے سفر طے نہین ہوسکتا جیسا کہ مولوی صاحب کا ہوا۔

مولویصاحب کے ساتھ پردہ نشین اور ناتجربہ کار مستورات کے ہونیسے بمبی کے چُنگی خانہ اور ڈاکٹری معائنہ کے وقت مختلف مشکلات پیش آئین۔ لیکن

بوجہ اسکے کہ خدا کا فضل شامل حال تھا آپکے سب ہمراہیون کو جہاز پر سوار ہونیکی اجازت مل گئی اور باوجود تنگی وقت آپ مع اپنے سب ہمراہیون کے جہاز پر بیٹھ گئے۔

جہاز کے دو درجے جنھین "کیبن" کہتے ہین ایسے عمدہ مل گئے تھے کہ اُنمین پردہ کا انتظام کرنیکے متعلق کسی قسم کی دقت و دشواری پیش نہین آئی۔ بہرحال تمام سفر مین کسی نوع کی تکلیف نہین ہونے پائی۔

جہاز پر کھانے پینے مین احتیاط۔

رمضان کا مہینہ تو تھا ہی مولوی صاحب جہاز مین روزہ رکھتے چلے گئے۔ آپ بنظر احتیاط جہاز پر کے گوشت کا استعمال نہین کرتے تھے۔ جہاز کی کپتان نی آپکو اجازت دے رکھی تھی کہ جو چاہین لین۔ آپ گوشت کے سوا ترکاری۔ آلو۔ نشکہ۔ انڈے۔ دودھ اور دال جہاز سے لیکر افطار کے بعد کھاتے تھے۔

سوئز پہنچنا اور قرانطینہ سے فراغت

غرض سوئز تک اسیطرح آرام سے گزری۔ سوئز پہنچنے پر آپنے ہمراہیون سمیت بیر موسی مین قرنطینہ کے مکانون مین دو روز قیام کیا۔ اُسکے بعد شہر سوئز مین حاجی بخاری صاحب سے ایک مکان کرایہ پر لیکر ترکی ڈاک کے جہاز کے انتظار مین ٹھہرے۔ اس عرصہ مین ڈاکٹر کی نگرانی سے بھی فرصت پائی اور عید الفطر کی نماز سوئز کی بڑی مسجد مین ادا کی۔

سوئز مین نماز عید

سوئز سے ینبوع کو روانگی۔

سوئز سے روز پنجشنبہ، شوال ۱۳۱۷ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۰۱ء کو شاہی ڈاک کے جہاز "محلّہ" پر سوار ہوکر ینبوع روانہ ہوئے۔

سوئز سے ینبوع تک جہاز کے درجہ اول کا کرایہ فی کس چار اشرفی درجہ دوم کا کرایہ ۳۔ اشرفی اور درجہ سوم کا کرایہ ½ ۲۔ اشرفی تھا۔

سوئز سے ینبوع تک کرایۂ جہاز

جب ۱۱ فروری ۱۹۰۱ء کو آپکا جہاز ینبوع پہنچا تو بعض ترکی افسرون نے آکر اطلاع دی کہ اُسطرف کا ایک قافلہ لُٹ گیا ہے اور فساد برپا ہے مسافرونکو چاہیے کہ جدہ چلے جائین۔

ینبوع سے جدہ کو جانیکی وجہ

مولویصاحب کے علاوہ اور بھی بہت سے عازمین حج مصر سے اس جہاز پر سوار ہوئے تھے اُن سب کو جدہ جانا پڑا اور ان سب نے یلملم سے احرام باندھا۔ جدہ کے چُنگی خانہ کے جھگڑون سے فارغ ہوکر مولویصاحب نے عبدالکریم مطوف کے مکان مین دو روز قیام کیا اسی اثنا مین آپ نے ماما حوا کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ضروری سامان سفر اور شُغدفون شبریون کی خریداری سے فراغت حاصل کی۔ اور وہان سے بسواری شتر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ سفر مین معمولی وقت صرف ہوا۔

جدہ مین قیام

مزار ماما حوا پر فاتحہ

جدہ سے روانگی

مکہ معظمہ مین پہلے سے حرم شریف کے قریب جانب صفا ایک مکان کا بندوبست کرلیا گیا تھا مولوی محمد احسن صاحب مطوف تھے۔

مکہ معظمہ مین مکان اور مطوف کا بندوبست

اس عرصہ مین ایک ہمراہی درویش برکت شاہ جو بمبئی سے دوسرے جہاز پر سوار ہوئے تھے اور مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل علیگڈھ بھی جو بمبئی سے ۲۷ فروری ۱۹۰۱ء م ۲۷ شوال ۱۳۱۷ھ کو روانہ ہوئے تھے آن ملے۔ اور سفر مکہ و

برکت شاہ اور خواجہ محمد یوسف کا آملنا

مدینہ مین ساتھ رہے۔

مکہ معظمہ مین قیام

مولوی صاحب ماہ شوال ۱۳۱۷ھ مین مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ آپ وہان تقریباً ڈھائی مہینے رہے۔ ایک مہینے کے قریب تو مولوی فخرالدین صاحب کے مکانات

بمکانات آقات

موقوفہ مین سے ایک مکان مین قیام کیا اور پھر حاجی نواب محمد محمود علیخانصاحب کی مکان مین تشریف لے گئے جو باب رحمت پر حرم محترم کے سامنے واقع تھا۔ قیام

مقامات متبرکہ مکہ معظمہ کی زیارت اور علما و مشائخین کی صحبت

مکۂ معظمہ کے زمانہ مین آپ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مولد حضرت علی کرم اللہ وجہہ و مولد سیدہ خدیجۃ الکبری و مولد سیدہ آمنہ ام المصطفی علیہ التحیۃ والسلام و مولد سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و مکان جنابۂ خدیجۃ الکبری و مقام جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ مین ہے) اور مکان جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مولوی رحمتاللہ مہاجر کے مدرسہ کو دیکھا اور اس مدرسہ کے طالب علمون سے قرأت سنکر حظ روحانی حاصل کیا۔ اور مکۂ معظمہ کے مشائخین اور علماء سے لطف صحبت اٹھایا۔

عرفات کو روانگی

۷ ذیحجہ ۱۳۱۷ھ روز شنبہ کو صبح کے ۴ بجے مولوی صاحب مع اپنی ہمراہیوں کے اونٹون پر سوار ہوکر عرفات اور خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے۔ مناسک حج سی فارغ ہوکر

ایک مقدس پہاڑ کی زیارت

آپ نے اُس پہاڑ کی زیارت کی جہان حضرت ابراہیم خلیل اللہ جناب اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنیکے لیے لے گئے تھے اور وہ پتھر بھی دیکھا جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے چھری تیز کی تھی ۱۲ ذیحجہ روز جمعہ کو آپ نماز جمعہ سی فارغ ہو کر

عمرہ

بغرض عمرہ اُس مقام پر گئے جہان حضرت رسولخدا صلعم نے جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرنیکے لیے ارشاد فرمایا تھا - اُس مقام پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے - اُس مسجد مین آپنے دو رکعت نماز ادا کرکے عمرہ کا احرام باندھا اور حرم محترم مین آکر طواف عمرہ کیا اور سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہونیکے بعد احرام اُتار کر جبل ثور کی زیارت کو تشریف لے گئے جبل ثور وہ مقام ہے جہان آنحضرت صلعم قبل نبوت مصروف العبادت رہا کرتے تھے - اسکی چڑھائی بڑی دشوار گزار تھی -

جبل ثور کی زیارت

اسکے بعد مولویصاحب جبل بو قبیس کی زیارت سے مشرف ہوئے - یہ وہ مقام ہے جہان شق الصدر ہوا تھا -

جبل بوقبیس کی زیارت

۲۴ ذیحجہ روز چہارشنبہ کو بعد نماز مغرب مولویصاحب مع اپنے ہمراہیون کے مکہ معظمہ سے مدینۂ منورہ کو روانہ ہوئے - پہلا مقام شہدا مین کیا اور جب وہان تمام قافلہ جمع ہوگیا تو ۲۵ ذی الحجہ کو پورے قافلہ نے جانب مدینۂ منورہ کوچ کیا -

مدینۂ منورہ کی روانگی

راستہ مین وآدی فاطمہ - بیر عصفہان - بیر ستوقہ - بیر قدیم - رابق - بیر سفورہ - بیر شیخ صغرا - بیر عباس - بیر عار - مناخہ - مقامات پڑے اور ان مین آپ نے منزلین کین - اور مناخہ سے مدینہ منورہ تک جو ایک فرلانگ کا فاصلہ ہے ادباً آپ پیادہ پا تشریف لے گئے - ۸ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ کو آپ مدینۂ منورہ مین داخل ہوئی اور داخل ہوتے ہی روضۂ انور کی زیارت کو حاضر ہوئے -

منازل مابین مکہ و مدینہ

مدینۂ منورہ مین داخلہ اور روضۂ منورہ کی زیارت

آپ کے ساتھی مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب اپنے روزنامچہ زمانۂ قیام

نوٹ - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی منزلونکی تفصیل بعض لوگ یہ بیان کرتے ہین :- وادی فاطمہ - بیر عسفان

مدینہ منورہ مین ارقام فرماتے ہین -

مسجد نبوی

" ۸ محرم تک مدینہ منورہ مین ہمکو آئے ہوئے دس روز ہوئے اس تاریخ تک چالیس نمازین باجماعت ہمنے مسجد نبوی مین پڑھی ہین مگر ابھی ہمارا ارادہ یہان اور رہنے کا ہی - آج ہم جبل اُحد کی زیارت کو گئے یہان سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ مدفون ہین "

اسی روزنامچہ مین مولویصاحب موصوف لکھتے ہین کہ

نماز جمعہ -

"۱۹ المحرم الحرام کو ہمنے مسجد نبوی مین دوسری بار نماز جمعہ پڑھی اتفاق سے ایکی مرتبہ ہمین جگہ بھی منبر کے قریب مل گئی تھی اسیلیے عجیب کیفیت آئی یہان خدام مسجد کو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب نے پچیس روپیہ دیے -

مسجد قبا

۲۰ محرم کو سواری کرایہ کرکے ہم مسجد قبا مین گئے اور نماز پڑھی - اس مسجد سے ذرا علیحدہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے - اسمین ایک گوشہ ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ حضرۃ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے چکی پیسنے کی جگہ ہے - ہم حسب قاعدہ یہان بیٹھ لگا کر بیٹھے اور دعا مانگی -

بیر خاتم

اس مکان کے متصل " بیر خاتم " ایک متبرک کنوان ہے وہان جا کر ہم نے نماز پڑھی اور اُسکا پانی پیا -

زیارت جنت البقیع

۲ صفر کو ہم مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع کی زیارت کو گئے بہت سے ائمہ شہدا و صلحا مدفون ہین انکی قبرونکی زیارت سے مشرف ہوئے اور

وادی خلیص (منوفہ) قدیہ - جحفہ (رابغ) بیر مستورہ - بیر شیخ - صفرا - بیر عباس - بیر عادل - مناخہ - اور عروہ سے مدینہ منورہ تک جو ڈیڑھ دو میل کا فاصلہ ہے اُدبًا پیادہ پا چلتے ہین -

فاتحہ پڑھی۔

مساجد خلفائے راشدین اور مسجد بلالؓ

۴ صفر کو ہم بعد نماز اشراق مسجد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مین گئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اُس مسجد مین گئے جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نام سے مشہور ہے اسکے بعد مسجد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسجد عثمانیہ مین جو آجکل عیدگاہ ہے گئے اور پھر مسجد عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہان سے مسجد حضرت بلال مین گئے اور نماز پڑھی۔

مارکٹ

راستہ مین ہم نے مارکٹ بھی دیکھا یہان ہر قسم کی چیزین فروخت ہوتی ہین۔ مدینۂ طیبہ مین ہمارا قیام چار مہینے سے زیادہ رہا۔ اس مدت مین ہمنے یہان کے مشہور و متبرک مقامات کی سیر کی۔

نرخ میوہ و اجناس

مولوی صاحب نے مدینۂ منورہ سے ۲ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو جو خط وطن بھیجا تھا اُسمین آپ نے بعض اشیاء خوردنی اور میوہ جات کا ذکر فرمایا تھا جنکا اُس زمانہ مین وہان موسم تھا اور اُنمین سے بعض کے نرخ بھی تحریر فرمائے تھے۔ انگور ۴ سیر گھی فی روپیہ ایک سیر سے کچھ زیادہ گیہون اور چانول فی روپیہ ۳½ سیر سے ۴ سیر تک بیان کیے گئے تھے۔ اور خربزون کا نرخ گران اور کھجور رطب کا ارزان ہونا ظاہر ہوتا تھا۔

مدینۂ منورہ سے روانگی

آپکی مدینۂ منورہ کی واپسی کا مفصل حال مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب کے روزنامچہ سے نقل کر کے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

”آخر ہفتہ ربیع الثانی مین ہمکو یہ خیال ہوا تھا کہ جمادی الاول کے مہینے مین

مدینہ سے اجازت روانگی مل جائیگی۔ مگر جب تک اجازت نہین ملتی ہے کوئی شخص
سامان روانگی نہین کرسکتا ہی۔ ۲۴ جمادی الاول کو جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے
اپنے علی مکاشفہ سے فرمایا کہ ماہواری کھانیکا سامان دس روز سے زیادہ کا
نہ منگواؤ اور سفر کی تیاری کرو۔ جلد حکم ہونیوالا ہے۔ ہمکو یہ سُنکر تعجب ہوا اور کسیطرح
یقین نہ آتا تھا مگر مولوی صاحب کا یہ فرمانا کشف سے خالی نہ تھا اور آخر ایسا ہی
ہوا۔ ۲۴ جمادی الاول کو روانگی کا حکم ہوگیا۔ اتفاق سے ایک خاص قافلہ سلطانی
اس اثنا رمین مدینہ منورہ سے براہ راست جدہ کو روانہ ہونیکے لیے تیار رہوا۔
اُسکے ساتھ روانہ ہونیکے لیے ہم اٹھارہوین جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو با دل بیتاب
وچشم پُرآب روضۂ مقدسہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہوکر
اور بادل ناخواستہ بصد حسرت ویاس باب مجیدی سے اونٹون پر سوار ہوکر ایک گھنٹہ
مین ہم بیر عروہ پر پہنچکر ٹھہر گئے۔ یہان سب قافلہ جمع ہوگیا تھا اور اب یہان سی
ہمنے جدہ کا رخ کیا۔ مدینۂ منورہ سے جدہ تک جن جن منازل پر قافلہ ٹھیرا اُنکے
نام یہ ہین :-
بیر الماشی - بیر رباط - شفتہ عموک - ابو ضبلع - بیر رضوا - رابغ - بیر قدیمہ - بیر سعید
منزل وہبان - یہ بڑی سخت منزل تھی۔ یہان کا پانی ایسا گدلا تھا کہ چار چار مرتبہ
چھاننے سے بھی صاف نہ ہوتا تھا - ۳۰ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۵ ستمبر
سنہ ۱۹۰۱ء روز سہ شنبہ کو ہم مع الخیر جدہ پہنچے۔ کئی دن تک یہان کی سیر کی۔

جدہ سے سواکن کو روانگی

۵ جمادی الثانی روز یکشنبہ کو مصری جہاز بندرگاہ جدہ پر آگیا - ہم کشتی کرایہ کرکے ساحل پر اُسگئے - کپتان سے ملے جہاز کو دیکھا جہاز نہایت عمدہ ہی - کمرے بھی بہت صاف اور اکثر خالی ہین - ہمنے فرسٹ کلاس کا کرایہ فی کس ۴ پونڈ ۱۲ شلنگ اور تھرڈ کلاس کا ۱ پونڈ ایک شلنگ کے حساب سے دیا -

سواکن کی سیر

۶ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو شام کے پانچ بجے جہاز روانہ ہوا - اٹھارہ گھنٹے مین ہم سواکن پہنچے اور کشتی کرایہ کرکے شہر کے اندر گئے یہ وہی مقام ہے جہان مہدی و مصری و انگریزی حکومت سے مدتون جھگڑا رہا ہے اور آخر کار مصریون اور انگریزون نے فتح کرلیا -

سواکن بڑا شہر ہے یہان سہ منزلہ مکانات عمدہ اور پختہ بنے ہوئے ہین - بازار بھی متعدد ہین - حاجیون کے واسطے ایک عالیشان رباط بنا ہوا ہی - یہان انگریزونکا قبرستان بھی خوشنما ہے - باشندے یہان کے مضبوط و توانا ہین - جانب غرب انگریزی آبادی ہے جہان دار الحکومت ہے شہر مین انتظام صفائی وغیرہ بھی اچھا ہے سواکن گو بظاہر مصری علاقہ ہے مگر دراصل انگریزی حکومت ہے اور کیون نہو انگریزی روپیہ اور خون صرف ہوا ہی -

بندرگاہ مسوع

۹ جمادی الثانی روز پنجشنبہ کو جہاز سواکن سے روانہ ہوا اور افریقہ کے کنارے کنارے چلکر جمعہ کے دن بارہ بجے بندرگاہ مسوع پر لنگر انداز ہوا - یہ شہر اول زیر حکومت سلطان ٹرکی تھا - محمد علی پاشا جد خدیو حال کے عہد مین داخل حکومت مصری ہوا -

مگر افسوس ہی مسلمان بادشاہ اور عہدہ دارون پر جنھون نے اٹھارہ برس قبل اُسی اٹلی کے ہاتھ فروخت کردیا۔ مسوعہ مسلمانون کا شہر ہے اور تمام حبش کی تجارت کا مرکز ہے۔ بہت سی مالدار مسلمان اور تجارت پیشہ یہان رہتے ہین۔ متعدد بازار ہین تمام جدید عمارتین اٹالین کی بنائی ہوئی سبک اور خوشنما ہین پرانا شہر بھی بہت بڑا ہی اور اُسکے بازار مسقف ہین۔ دریا کنارے مال گودام بھی قابل دید ہی۔ مسافر خانہ۔ گورنر کا مکان اور مدرسہ یہان کی مشہور عمارتین ہین کھپریل کے چھوٹے چھوٹے بنگلے بھی یہان بہت خوبصورت بنائے جاتے ہین۔ گرمی یہان بہت زائد ہی اکثر مکانون مین پنکھے لگے ہین۔ جہاز پر مغرب کے بعد بہت گرمی شروع ہوگئی اور عشا کے بعد تو کچھ ٹھکانا ہی نہ رہا تمام رات سخت تکلیف مین گزری۔ ۱۱ جمادی الثانی روز شنبہ کو جہاز مسوعہ سی روانہ ہوا۔ یہ بحر احمر ہے اور مسوعہ ملک حبش مین داخل ہی اسوجہ سے گرمی یہان زائد پڑتی ہے۔

حدیدہ کی سیر

۱۲ جمادی الثانی یوم یکشنبہ کو صبح آٹھ بجے جہاز حدیدہ پہنچ گیا اور کنارہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر کھڑا ہوا۔ ہم کشتی مین سوار ہوکر حدیدہ پہنچے۔ یہ ایک قدیمی شہر ہے اسکے عالیشان مکان آسمان سے باتین کررہے ہین لیکن قدامت کی وجہ سے انکا ایک ایک حصہ زمین کے اندر گھس گیا ہے اور زمین اونچی ہوگئی ہے۔ یہان بہت سے بازار ہین اور ہر قسم کی تجارت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہی سیکڑون ہندی مسلمان بھی یہان موجود ہین۔ یہان عثمانی قلعہ اور فوج بھی رہتی ہے۔ مردم شماری یہان کی قریب ایک لاکھ کی ہی

تمام حکومتوں کی قنصل بھی یہان رہتے ہین۔

حدیدہ کی خستہ حالی

حدیدہ کی حالت نہایت خستہ ہے نئی روشنی اور شائستگی کی اسے ہوا بھی نہین لگی ہے جہاز یہان چھتیس گھنٹہ تک ٹھہرا رہا۔ ۴ جمادی الثانی مطابق ۹ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء روز سہ شنبہ کو ہم عدن روانہ ہوئے انشاء اللہ آج شام کو یا کل صبح عدن پہنچینگے"۔

بمبئی پہنچنا

مولوی صاحب مع ہمراہیان عدن سے جہاز سیام پر سوار ہوکر بتاریخ ۱۹ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء بمبئی پہنچے۔

اجمیر شریف کو روانگی

بمبئی مین آپ نے صرف چند گھنٹے قیام فرمایا۔ مسٹر امیر الدین طیب جی نے پہلے سے روانگی ریل وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ یہان سے ریل پر سوار ہوکر براہ منارڑ و کھنڈوا اجمیر شریف گئے۔ اور وہان ایک عرصہ تک قیام فرما رہے۔ آپکے سب دوست احباب حصول قدمبوسی کیلیے وہین آئے۔

حج سے مشرف ہونیکی تاریخین

مولوی صاحب کے حج و زیارت سے مشرف ہونیکے متعلق چند تاریخین ذیل مین درج کیجاتی ہین جو جناب مولوی حاجی سید علی حسن صاحب رئیس جائس ضلع رائے بریلی اور بعض دوسرے سخن سنج حضرات نے نظم کی تھین۔

قطعات تاریخ سفر حج

قطعۂ عربی

یَا سَمِیعَ اللّٰہِ یَا مَنْ قَدْ حَوَیٰ حُسْنَ الْمَرَامِ

اے سمیع اللہ اے وہ شخص جو جمع کئے ہوئے ہے نیک مقصد کو

از نتیجۂ فکر مولوی سید حسن صاحب ہمشیرہ مولوی حاجی سید علی حسن صاحب مجالسی

أَنْتَ مَنْ يَنْمُو لِعَلْيَاءٍ وَمَجْدٍ لَا يُرَامُ

تو وہ شخص ہے کہ بلندی رکھتا ہے برتری و بزرگی مین کہ دوسرے اسکو نہین دیکھ سکتے

أَنْتَ عَبْدٌ قَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ فِيمَا قَالَهُ

تو ایسا بندہ ہے کہ اطاعت کی تونے اللہ کی اُسمین کہ کہا اُسکو

وَاسْتَطَعْتَ لِلسَّيْرِ فَاسْتَعْجَلْتَ بِالسَّعْيِ التَّامِ

اور تونے اطاعت کی اور سیر کی اور سعی تمام مین جلدی کی

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ لَا غَيْرُهَا

خبر این نیست کہ اعمال موقوف ہین نیتون پر۔ نہ غیر نیت پر

وَالسِّمَاتُ الْعِزُّ لَمْ يُوصَفْ بِهَا غَيْرُ الْكِرَامِ

اور روشنیان عزت کی کہ جن کے ساتھ سوا بزرگون کے دوسرے نہین تعریف کیا گیا

يَقْبَلُ الْأَعْمَالَ مِنْ قَوْمٍ لَقَدْ دَانُوا لَهُ

قبول کرتا ہے اعمال کو قوم سے جو کہ اُسکے لیے جھکتے ہین۔

يَتَّقُونَ اللّٰهَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

ڈرتے ہین اللہ سے اور اللہ تو غالب و صاحب انتقام ہے

بَعْضُ أَرْبَابِ النُّهَى قَدْ قَالَ فِي تَارِيخِهِ

بعض ارباب عقل نے اُسکی تعریف مین کہا ہے

زَائِرُ قَبْرِ النَّبِيِّ حَاجُّ بَيْتِ الْحَرَامِ

۱۳۱۷ھ

زائر قبر نبی کا ہے اور حج کرنیوالا خانہ کعبہ کا ہے

نتیجہ فکر مولوی سید سبط حسن نبیرۂ مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ جائسی۔

ای سمیع اللہ خان در منہج حل و حرم — چون ز مفہوم وجوب امر حق آگہ شدی

برصفا و مروہ شد سعی جمیلت منجلی — چون ز نقش پای خود نقاش خاک رہ شدی

شمع نور افشان فہم و عقل بودی قبل ازین — وز صفائی باطن و ظاہر کنون چون مہ شدی

گرد بیت حق برنگ آسمان کردی طواف — اندرین گردش بدرّی فلک ہمرہ شدی

تہنیت گویانمت اینہم باین مصراع سال — حج نمودی زائر قبر رسول اللہ شدی

۱۳۱۷ھ

دیگر

از توجہ جناب مولوی سید علی حسن صاحب جایسی۔

مولوی حق پژوہ یعنی سمیع اللہ آنکہ — خان بہادر لقب از پئے او زین گشت

جانب مکہ برفت کردہ فرض حج — از پئے بینندگان مردمک عین گشت

بہر مزار نبی راہ مدینہ گرفت — آنکہ پس از حج برو واجب چون دین گشت

از پئے تاریخ حج گفت سروش ای علیم — مولوی صلح کل حاجی حرمین گشت

۱۳۱۷ھ

دیگر

شد مشرف چون ز حج باصفا — آن جناب مولوی خوش مزاج

لات گشتہ دل شکستہ بہر سال — حاجی حرمین گشت و میر حاج

۱۳۱۷ھ

دیگر

مادۂ تاریخ از مولوی سید محمد باقر صاحب رئیس اودھ

چون سمیع اللہ خان ذی عز والا منزلت — جامع دیگر خطاب و از محاسن ممتلی

خوش ادا فرمود حج کعبہ بیت الحرام — از ادای فرض گشتہ مثل مہ آن منجلی

از برائے سال حجش یاد باد این مصرعہ — حاج بیت الحرام زائر قبر النبی

۱۳۱۷ھ

دیگر

چون سمیع اللہ خان احرام حج بستہ بدل — آن بہادر بے بہادر عزم حج کردہ حصول
دوستانش مینمایند این دعا از جان و دل — آن ہمیشہ شادمان باشد و حاسدش ملول
از سر کعبہ بگفتہ سال حجش ہاتفے — حاجی بیت الٰہی زائر قبر رسول

سکونت علیگڈھ

اجمیر شریف سے واپس تشریف لاکر مولویصاحب نے حسب دستور سابق ۱۳۱۷ علیگڈھ مین سکونت اختیار فرمائی۔

کچھوچھہ شریف کی زیارت

سنہ ۱۹۰۲ء مین آپ اول بار کچھوچھے شریف حاضر ہوئے اور نیل مبارک کو خاص اہتمام کیساتھ صاف کرایا یہانتک کہ سوتین نکل آئین اور اُسکے پانی مین مثل سابق آب زمزم شریک کرایا۔

ردولی و بانسہ کی زیارات

اسی سنہ مین مولویصاحب ردولی شریف اور بانسہ شریف کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔

دیوا اور کانپور

سنہ ۱۹۰۴ء مین مولویصاحب حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دیوا ملنے گئے اسی سلسلہ مین کچھ دن آپنے کانپور مین بھی قیام کیا۔

پیران کلیر

سنہ ۱۹۰۵ء مین آپ پیران کلیر شریف مین حاضر ہوئے۔

خواجہ قطب الدین کی آستانہ بوسی

سنہ ۱۹۰۶ء مین مولوی صاحب ایک عرصہ تک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی آستانہ بوسی کو حاضر رہے۔

حضرت نظام الدین اولیا

اور اسی سال آپنے حضرت نظام الدین اولیا و حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی

مین بھی کچھ عرصہ تک قیام فرمایا۔ یون تو آپ ان مقامات پر جایا ہی کرتے تھے
مگر اس سال خاص طور پر حاضر ہوئے تھے ۔

کچھوچھا اور ردولی کی دوبارہ زیارت

سنہ ۱۹۰۷ع مین مولویصاحب دوبارہ کچھوچھے شریف اور ردولی شریف کی زیارت کو
حاضر ہوئے اور بعض دیگر درگاہون کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور کچھوچھے
شریف مین ایک قطعہ اراضی لیکر اُس پر مکان تعمیر کرانیکی تجویز کی جسکی تعمیر اب ختم
ہو گئی ہی اور اُسمین زائرین ٹھہر کر آرام پانے لگے ہین ۔

مشائخین وقت سے ربط و ضبط اور پیری و مریدی

مولوی صاحب اکثر مشائخین وقت سے واقف اور ربط ضبط رکھتے تھے اور
فیض باطنی قدما سے حاصل کرتے تھے ۔ جب کوئی اُنسے دریافت کرتا تھا کہ آپ
کس کے مرید ہین تو سوال کرنیوالے کی معلومات کے لحاظ سے وہ کوئی جواب
دیدیا کرتے تھے لیکن اُنکی بیعت کرنیکا حال کسی سے سنا نہین گیا۔ یہانتک کہ اُنکی
قدیم سے قدیم دوستونکو بھی اُنکی زبان سے کبھی پورا حال معلوم نہین ہوا اور اگر
کسی کو معلوم ہی تو وہ راز اُسکے ہی سینہ مین رہے گا ۔ غالباً اس راز سربستہ کو سربستہ ہی
رکھنا منظور ہوگا۔

خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اُن خوش قسمت اشخاص مین سے تھے جو اویسی ہونے کا
فخر رکھتے ہین ۔

باب یازدہم

ذاتی خصوصیات تعلیم اولاد

یہ بات آپکی ذاتی خصوصیات مین داخل تھی کہ جب کبھی مخالفونکی جانب سے مسلمانونپر کسی قسم کا کوئی حملہ ہوتا تھا تو آپ نہایت مستعدی سے اُسکی مدافعت مین کوشش کرتے تھے۔

مثال کطورپر لاہورکالج کی سابق پرنسپل ڈاکٹر لیٹنر Dr. Leitner کا واقعہ یہان درج کیا جاتا ہی۔

ذبیحۂ گاؤ کی متعلق مخالفانہ آرٹیکل

انھون نے ایک مرتبہ ایک بسیط آرٹیکل گائے کی قربانی وذبیحہ کے خلاف لکھکر گورنمنٹ ہندکو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا کہ گائے کی قربانی اور اُسکے ذبیحہ سے چونکہ ہندوستان کی ہندو رعایا کی دلشکنی ہوتی ہے اور مسلمانون کے مذہب مین گائے کی قربانی کا حکم نہین ہی بلکہ وہ محض فتنہ پردازی کے خیال سے گائین ذبح کرتے ہین اسلیے گورنمنٹ ہندکو چاہیے کہ وہ ہندوستان مین گائے کا ذبح کیا جانا حکماً موقوف کردے۔

اگر خدانخواستہ گورنمنٹ ہند ڈاکٹر لیٹنر کے مشورہ پر عمل کرکے گائے کی قربانی اور اُسکا ذبیحہ موقوف کردیتی تو مسلمانون مین بددلی پھیل جانیکا قوی اندیشہ تھا اور اس بات کا بھی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہین گورنمنٹ ہند کی غیرطرفدارانہ پالیسی جس کے باعث ہندوستان کی مختلف المذہبونکی رعایا کے دل گورنمنٹ کی مٹھی مین ہین بدل کر

کوئی بُرا نتیجہ پیدا کردے۔

مولوی صاحب نے جو دل سے گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار اور ہوا خواہ تھے فتنہ و شر کے اُس سیلاب کو روکنے کے خیال سے جو ڈاکٹر لیٹنر کے مضمون محولۂ بالا سے ہندوستان کی سرزمین پر آنیوالا تھا اُسکی تردید مین ایک زبردست محققانہ اور دلچسپ مضمون اپریل ۱۸۹۴ء کے الہ آباد ریویو مین لکھکر اس سیلاب کی گویا ناکہ بندی کی۔ اور اُس مضمون مین آپنے احادیث صحیحہ نصوص قرآنی اور مسائل فقہیہ سے ثابت کرکے دکھایا کہ مسلمانون مین گائے کی قربانی دوسرے جانورونکی قربانی سے افضل اور مرجح ہی۔ اور یہ کہ مسلمان فتنہ پردازی کی نیت سے نہین بلکہ مذہبی پابندی کے خیال سے گائے کی قربانی کرنے پر مجبور ہین جسکو روکنا یا جسکے بند کرنیکے درپے ہونا گورنمنٹ ہند کی غیر طرفدارانہ پالیسی کے بالکل منافی ہی۔

چنانچہ آپنے اپنے مضمون زیر بحث کے خاتمہ پر بہت درست تحریر فرمایا تھا کہ ”سب سے عمدہ صفت جو برٹش گورنمنٹ کی حکومت کی ہی اور جو فی الحقیقت قابل قدر ہے اور جس کی دلون مین عزت ہی وہ غیر طرفدارانہ پالیسی ہی“ * * * * * * * * * * *

ڈاکٹر لیٹنر نے اس الزام سے گورنمنٹ کی عزت کو برباد کردینے کا قصد کیا ہی بلکہ تمام افسرونکو بدنام کرنا چاہا ہی اور رعایا کے دلون سے اسکی وقعت و عزت کو دور کردینے کی کوشش کی ہی۔ * * * * * * * * * * * * * * * * *

”مسئلۂ قربانی اور برتاؤ باہمی اہم امور ہین جن پر میری رائے مین گورنمنٹ کا

استحکام اور ملک کا امن وامان موقوف ہی اور گورنمنٹ کو اسپر مناسب طور سے
متوجہ ہونا چاہیئے"

اس مضمون پر یکم مئی ۱۸۹۴ء کے پاینیر مین ایک کالم کا ریویو چھپا جسمین جابجا
مولویصاحب موصوف کی مدلل رائے کی تائید کی گئی - اور بمبئی گزٹ مورخہ ۵ مئی ۱۸۹۴ء
نے بھی اس مضمون پر ایک مضمون لکھا تھا نیز ہندوستان کے دیگر باوقعت اخبارون نے
ریویو لکھے تھے - اور خوشی کی بات ہی کہ گورنمنٹ ہند نے ڈاکٹر لٹینر کی تحریر پر اعتنا
نہین کیا اور اُسکا طرز عمل مولویصاحب ہی کی خیرخواہانہ تحریک کے مطابق رہا -
اور گورنمنٹ کی جانب سے گائے کی قربانی مین کوئی دست اندازی نہین کیگئی -

اخبار پاینیر اور مولویصاحب کے حالات

مولویصاحب کی حیات مین اخبار پاینیر الہ آباد مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء نے آپکی زندگی کے
جو مختصر حالات شایع کیے تھے اُن مین اُس نے آپکی ذاتی خصوصیات کا ذکر حسب ذیل
الفاظ مین کیا تھا :-

"مولویصاحب نے سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد اور کہین
ملازمت کرنا پسند نہین کیا - اور اسوقت سے زیادہ تر علوم مشرقی کے مطالعہ اور
یاد خدا مین مصروف رہتے ہین * * * * * * * * * آپ ماشاء اللہ بڑے فیاض
اور سخی ہین لیکن آپکی اس صفت کا حال عوام کو کم معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ درپردہ
خیرات کرنا زیادہ پسند کرتے ہین * * * * * * * * * * * * * * * * * * *
صوبجات متحدہ آگرہ واودھ کے سب سے اعلی درجہ کے ججون اور قانوندان

اصحاب نے آپکی اعلیٰ قانونی قابلیت اور قوت فیصلہ کی صیابت کو تسلیم کیا ہی
+ + + + آپکی مسلمہ قانونی قابلیت کی وجہ سے اکثر لوگ آپسی پیچیدہ معاملات مین
مشورہ لیا کرتے ہین اور آپ کسی قسم کا فائدہ پہنچانے مین حتی الامکان دریغ نہین
کرتے ‘‘۔

تعلیمی امور سے ہمدردی رکھنا اور تعلیم مین دلچسپی لینا بھی آپکی ذاتی خصوصیات
مین داخل تھا جسکا مفصل ذکر ابواب ماسبق مین ہوچکا ہی۔

تعلیم اولاد

اسموقع پر آپکے دونو صاحبزادونکی تعلیم کا مختصر حال بیان کرکے یہ دکھایا جاتاہے
کہ آپ نے اپنی اولاد کو جس پایہ کی تعلیم دلانے کی قدرتی طور پر توقع ہوسکتی تھی اُسی
پایہ کی تعلیم دلانے مین آپ نے کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور آپ کے
فیض توجہ سے دونو صاحبزادے اعلیٰ تعلیم سے بہرہ یاب ہوئے۔

محمد حمید اللہ خانکے حالات

مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب کے حالات اخبار پایونیر مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء
مین جو مضمون زیر عنوان

’’ انڈینز آف ٹوڈے ‘‘

سربلند جنگ بہادر

چھپا ہی۔ نیز پیسہ اخبار روزنامہ مورخہ ۱۶ و ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء مین انکے اکثر حالات
شایع ہوئے ہین جسمین اکثر واقعات اُنکی تعلیم وغیرہ کے متعلق موجود ہین یہان
صرف چند باتون کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہی۔

جبتک یہہ ہندوستان مین زیر تعلیم رہی انکو اپنی خوش قسمتی ہی مسٹر سڈنز پرنسپل مدرستہ العلوم کی نگرانی اور مولوی سید احمد خانصاحب کی بزرگانہ غور و پرداخت کا برابر شرف حاصل رہا۔ سید صاحب انکو اپنے بچون کے برابر عزیز رکھتے تھے۔

زمانۂ تعلیم مدرستہ العلوم مین مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب کو نتیجہ امتحانات پر مہاراجۂ پٹیالہ سری راجہ مہندر سنگہ بہادر کی جانب سے کئی سال تک وظیفے ملا کیے لیکن مولوی صاحب یہ رقمین وظیفونکی بطور چندہ کالج کو دلوا دیا کرتے تھے۔ مدرستہ العلوم کے طلبہ مین سے بغرض تعلیم سب سے پہلے ۱۸۸۰ء مین یہی ولایت گئے۔

۱۸۸۶ء مین بمقام وائنا اورنٹل کانگرس قائم ہوئی تھی اُسمین یہہ انڈیا آفس کی جانب سے نیابتہً شریک ہونیکے لیے ڈاکٹر روسٹ کی معیت مین بھیجے گئے تھے۔ اُنھون نے وہان کے حالات دیکھکر سید احمد خانصاحب کو محمدن ایجوکیشنل کانگرس کے انعقاد کی جانب متوجہ کیا تھا۔

۲۵ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو لندن سے ہندوستان واپس آئے۔ مولویصاحب نے اپنے فرزند دلبند کی کامیابیونکی خوشی مین ایک دعوت علیگڈھ مین کی جسمین ہندو مسلمان۔ اور یوروپین سب ملاکر تین سو سے زائد دوست مدعو تھے۔ اس دعوت کا تفصیلی حال نومبر ۱۸۸۶ء کے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور بعض دوسرے اخبارون مین شایع ہوچکا ہی۔

مدرستہ العلوم علیگڈھ اور دوسرے مقامات مین کثرت سے دعوتین دیگئین اور مولوی صاحب کے دوستون نے چندہ جمع کر کے تقریباً چھ ہزار روپیہ کے خرچ سے مدرستہ العلوم مین ایک خوشنما ہال تعمیر کرایا اور اسمین اُن کا یادگاری کتبہ نصب کیا گیا۔

مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب نے عربی - فارسی - انگریزی - فرانسیسی زبانونمین امتحانات پاس کیے ہین اور علمی مذاق قائم رکھنے کے لیے اُنھون نے ایک اُردو اور انگریزی رسالہ الہ آباد ریویو نامی نکالا تھا۔ اُنکے لکھے ہوئی مضامین اخبارات مین شایع ہوا کرتے تھے چنانچہ امریکہ (شکاگو) کی اخبار "دی اوپن کورٹ" و گلوب (لندن) و کیمبرج ریویو - پایونیر (الہ آباد) - مارننگ پوسٹ (ہند) و کالج میگزین علیگڈھ - و انسٹیٹیوٹ گزٹ - و ایڈوکیٹ (لکھنؤ) وغیرہ اخبارون اور رسالون مین وقتاً فوقتاً شایع ہوئے ہین۔

مسٹر مجید اللہ خان کے حالات۔

مولویصاحب کے دوسرے فرزند مسٹر محمد مجید اللہ خان ۱۸۶۷ء مین پیدا ہوئے اور ۱۸۷۲ء تک دہلی مین رہے - اِسکے بعد ۱۸۷۵ء سے ۱۸۷۹ء تک مولویصاحب کے ساتھ علیگڈھ اور مراد آباد مین رہے اور پرائیوٹ طور پر اُنکی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا سنہ ۱۸۸۰ء مین یہ مدرستہ العلوم مین داخل کیے گئے اور ۱۸۸۶ء تک اُنھون نے وہان تعلیم پائی - ۱۸۸۶ء مین الہ آباد چلے گئے اور وہان پرائیوٹ طور پر مسٹر ڈویک آف گارڈون سے پڑھتے رہے - پھر اُسی سنہ کے موسم گرما مین یہ نینی تال چلے گئے

اور وہان انگریزی اسکول مین داخل ہوئے۔

بالآخر ۱۸۸۹ء مین مولوی صاحب نے تکمیل تعلیم کے لیئے انکو ولایت روانہ کیا اور ۱۹۔ اپریل ۱۸۸۹ء کو بہ جہاز قیصر ہند پر سوار ہوکر ولایت کو راہی ہوئے۔

قیام ولایت کے زمانہ مین انکو مسٹر ہیرنگٹن سابق کمشنر اودھ نے ازراہ مہربانی اپنی نگرانی مین رکھا۔ ولایت مین انکا قیام پانچ سال تک رہا۔

یہ اس عرصہ مین مولویصاحب کے جلیل القدر احباب سے بھی ملتے جلتے رہتے تھے چنانچہ ارل نارتھ بروک نے ۵ جولائی ۱۸۸۹ء کو جو چٹھی مولویصاحب کے پاس بھیجی تھی اُسمین اُنھون نے انکے ملنے جُلنے کا بھی ذکر کیا تھا۔

۱۸۹۴ء مین اُنھون نے مڈل ٹمپل مین بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور مسٹر جے۔جی۔کوکلے بی۔اے Mr. J. G. Colclough اور اُنھون نے باہم مل کر ایک قانونی کتاب بنام ”اے مینوئل آف دی لا آف کانٹریکٹ فار دی یوز آف اسٹوڈینٹس A Manual of the Law of Contract for the Use of Students تالیف کی جو ۱۸۹۵ء مین بمقام لندن جارڈن اینڈ سنس کے اہتمام سے چھپی۔

یہ ولایت سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۸۹۵ء مین ہندوستان واپس آئے اور اسی سال انرول ہوکر علیگڈھ مین بیرسٹری کی پریکٹس شروع کی پھر علیگڈھ سے مراد آباد چلے گئے اور وہان سے لکھنؤ گئے جہان ۵۔سال تک پریکٹس کی۔

اسکے بعد پھر علیگڈھ مین بیرسٹری کرنے لگے اور وہان سے دہلی چلے آئی وہان بھی بیرسٹری کی پریکٹس جاری رکھی۔

سنہ ۱۹۰۷ع مین آنکا تقرر ریاست بھوپال مین جوڈیشل ممبری کی خدمت پر ہوگیا لیکن وہان سے قطع تعلق کرکے وہ پھر دہلی چلے آئے۔

انکی طبیعت نہایت موزون ہے اور شعر وسخن کا بھی شوق ہے کبھی کبھی فرصت کے وقت کچھ کہہ لیا کرتے ہین۔ انکے کلام سے چند اشعار اُردو اور فارسی کے بطور نمونہ ذیل مین درج کیے جاتے ہین :-

غزل

لگا کر دل کسی سی کوئی رسوائے جہان کیون ہو
گرفتار بلائے غم نوا سنج فغان کیون ہو

نہ کیجے گر ستم ہمپر تو فریاد و فغان کیون ہو
رہے پردہ مین گر الفت خلائق راز دان کیون ہو

دیا ہے ہمنے دل اپنا کسی کا کیا بگاڑا ہے
زبان خلق پر جاری ہماری داستان کیون ہو

جفا عادت تمھاری ہے تو پھر یہ ماجرا کیا ہے
بتاؤ تو عدو پر تم بھلا پھر مہربان کیون ہو

تقاضہ عقل کا ہے ضبط رکھنا سوز پنہان کو
کسی سے کہکے راز عشق رسوائے جہان کیون ہو

نہ آئے گر خیال غمزۂ ناوک فگن دل مین
نفس نوک سنان بن بنکے پہلو مین نہان کیون ہو

جیین گے ہم باذن اللہ سے کشتے نہ الفت کے
مسیحا معجزہ اپنا گنواتے رائگان کیون ہو

غرض پردہ نشینی ہے تو بیٹھو خانۂ دل مین
نقاب افگندہ محفل مین بتاؤ تو عیان کیون ہو

نہ کھٹکا ہے نہ ڈر ہے چشم در پھر خوف کس کا ہے
اکیلے مین حیا میری تمھاری درمیان کیون ہو

خیال قاتل عیسیٰ نفس گر چھوڑ دے ہمکو کشاکش مین قیامت ہو نزع جانِ ناتوان کیون ہو

بنایا بیخودی نے آپسے بیخود تو پھر کیا ہے
زبانِ خلق کا کھٹکا خیال دشمنان کیون ہو

پری زمین ای چارہ گر از درد پنہان در بغل دیگر دارم بہ پہلو جای دل صد یاس و حرمان در بغل

عالم کہ باشد بے عمل باشد چو خر دفتر براو حاصل ندارد داشتن تفسیر قرآن در بغل

بینم چگونہ می شود تکریم در مقتل مرا شوق شہادت میبرد باساز و سامان در بغل

صد شکر مردم راز دان تنہا نرفتم از جہان خسپیدہ ام زیر زمین با داغ ہجران در بغل

آمرزش داور چو من دیدم ببازار جزا من نیز حاضر آمدم با جنس عصیان در بغل

خود رفتہ گردیدم چنان از الفت روی بتان در بحر عشق افتادہ ام بیچیدہ دامان در بغل

چون در لباس زاہدی مکر و ریا را دیدہ ام
دارم لہذا بیخودی سامان رندان در بغل

۲۲ فبروری سنہ ۱۹۰۶ء = ۲۷ ذیحجہ ۱۳۲۳ھ کو اُنکی شادی نواب شرف الدینخان کی پوتی اور حکیم بدرالدین خان کی نواسی سے ہوئی۔ نواب شرف الدینخانصاحب سر سید احمد خان بہادر کے ماموں نواب زین العابدین خان کے پوتے تھے انکا خاندان قدیم زمانہ مین سربرآوردہ و رسوخ یافتہ تھا۔ سر سید نے سیرت فریدیہ[۵۹] مین اس خاندان کے حالات نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فریدالدین احمد خان

---

[۵۹] سیرت فریدیہ مطبوعہ مفید عام آگرہ۔

مصلح جنگ وزیر اکبر شاہ ثانی کی سوانح عمری مین مفصل لکھے ہین۔

حکیم بدرالدین خان ایک نامی گرامی طبیب تھے۔ بڑے بڑے معرکہ کے علاج کیے دہلی مین رہتے تھے۔ مہاراجہ جیند کے ملازم تھے۔ جب کبھی مہاراج یا اُن کا کوئی قریبی رشتہ دار بیمار ہوتا تھا تو علاج کی غرض سے وہ جیند چلے جایا کرتے تھے۔

حکیم بدرالدین خان کے والد حکیم قطب الدین خان نے کسی کی ملازمت نہین کی مگر بہت کچھ کمایا اور اُنکے دادا حکیم حامد خانصاحب بھی دہلی مین بہت نامور گزرے ہین۔ چنانچہ دہلی مین حکیم حامد خان کا کوچہ ان ہی کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ دہلی طاب ثراہ کے وزیر حکیم احسن اللہ خان انکے پھوپھا تھے۔

سنہ ۱۹۰۶ء مین مجید اللہ خان کی شادی مین شریک ہونیکی غرض سے نواب سربلند جنگ بہادر کے اہل و عیال حیدر آباد سے دہلی آئے اور شادی سے فراغت پانیکے بعد مولوی صاحب کی خدمت مین کچھ دنون دہلی اور کچھ دنون علیگڈھ مین حاضر رہے۔ نواب سربلند جنگ بہادر اپنے اہل و عیال کو تقریباً ہر سال مولوی صاحب کی خدمت مین بھیجتے رہتے تھے مگر خود انھین بوجہ تعلقات ملازمت گاہے گاہے حاضر ہونیکا موقع ملتا تھا۔

باب دوازدہم

استعداد فقہی و قانونی

زمانہ وکالت کے مقدمات کا بطور نظائر طبع ہونا

مولوی صاحب نے تخمیناً گیارہ سال تک کثیر التعداد مقدمات مین وکالت کی کتب نظائر کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن مین سے ۲۰۰ سے زائد مقدمات اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایسے تھے جو نظیر کے طور پر کتب قانونی اور صدر دیوانی عدالت آگرہ اور الہ آباد ہائیکورٹ رپورٹس اور فل بینچ رپورٹس مین طبع ہوچکی ہین

مقدمات شرعی کی وکالت۔

چونکہ زمرۂ وکلا مین آپ عالم و فاضل مشہور تھے اسلیے مقدمات شرعی مین اکثر کسی نہ کسی فریق کی طرف سے وکیل کیے جاتے تھے۔ چنانچہ آپنے اہم اور پیچیدہ مقدمات مین پیروی کرکے نازک اور دقیق مسائل فقہی کا حسب احکام شرع شریف تصفیہ کرایا۔ جب نواب سر سالار جنگ بہادر اول الہ آباد ہائیکورٹ کو دیکھنے گئے تھے تو اُس روز بھی ایک اہم مقدمہ مین مولوی صاحب اجلاس کامل مین بحث کر رہے تھے۔ اور نواب صاحب معزنے اُنکی سماعت کے بعد سے ہمیشہ مولوی صاحب کو یاد رکھا۔

زمانہ ججی و فیصلہ نگاری

جس طرح وکیلون مین آپ کو امتیاز حاصل تھا اُسی طرح آپ کا پایہ ججون مین بھی بڑھا ہوا تھا۔ اور آپ کے فیصلے نہایت مدلل اور محققانہ ہوتے تھے سب جج اور سشن جج کی حیثیت سے آپ تخمیناً ۲۰ سال کارفرما رہے

اور اس عرصہ مین آپ نے جسقدر مقدمات فیصل کیے اُنکی صحیح تعداد بتانی ممکن نہین ہی۔ اسلیے صرف بعض مقدمات کا ذکر کیا جاتا ہے جو پریوی کونسل یا ہائیکورٹ وجوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالتون سے فیصل ہوئے یا جن کا مشہور کتابون مین ذکر ہے۔

مولوی صاحب کے شرعی فیصلے اور اُنکا استناد

یون تو بالعموم آپکے فیصلے اکثر قانونی نکات سے مملو رہتے تھے لیکن جن فیصلون مین شرعی مسائل سے بحث ہوتی تھی وہ قابل استناد و اسناد مانے جاتے تھے۔

حکام اپیل اپنے فیصلون مین انکی نسبت اظہار پسندیدگی فرماتے تھے مثلاً سب ججی علیگڈھ کے زمانہ مین آپ نے حاجی فیض احمد خان بنام حاجی غلام احمد خان کے مقدمہ مطبوعۂ انڈین لا رپورٹس انگریزی الہ آباد جلد سوم صفحہ ۴۹۰ مین جو فیصلہ صادر کیا تھا اُسکو جسٹس امیر علی نے اپنی مشہور کتاب "ٹگور لا لکچرز آن محمڈن لا" مین بجنسہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ فاضل جج (مولوی سمیع اللہ خان) نے بالتفصیل بحث کی ہی اور اُنکا یہ فیصلہ ہائیکورٹ اور پریوی کونسل کی عدالتون مین یکسان بحال رہا ہے۔ جن پُرزور الفاظ مین پریوی کونسل کے حکام نے اس مقدمہ کی تعریف کی ہے وہ قابل ذکر ہین۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ:-

حکام پریوی کونسل کی ستائش

"ہمکو اس معاملہ مین ایک مسلمان جج کے عالمانہ فیصلہ سے بہت مدد

ملی جنکی نسبت خود ہائیکورٹ معترف ہی کہ وہ شرع شریف کے نکات سمجھنی
مین مشہور ہین - اس قابل جج نے اپنے فیصلہ مین جابجا شرع شریف کے
حوالے - اقتباس اور مثالین درج کی ہین - انکی یہ رائے قطعی ہی کہ کاغذ
زیر بحث مین ایسے الفاظ موجود ہین جو الفاظ ہبہ کے ہم معنی ہین لیکن جب
وہ ایسے موقعہ پر استعمال کیے جاتے ہین - جیسے کہ یہان کیے گئے ہین تو قانوناً
اُنسے ہبہ کا اطلاق ہوتا ہے - انکے خیال مین یہ الفاظ کہ " وہ اپنا گزارہ اس
جائداد سے کر سکتی ہے " ہبہ کی ایک شرط کی وضاحت کرتے ہین اور کسی طرح
اُسکے اثر کو محدود نہین کر سکتے - فی الحال حکام عالی مقام شرع شریف کے
اُن حوالون پر بحث کرنا ضروری خیال نہین کرتے - مگر اس فاضل جج کے فیصلہ
مین دو مختصر اور جامع فقرے ایسے ہین جنکا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا -
وہ تحریر کرتے ہین کہ " کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہبہ کو عاریتہً کیون مان لیا جائے
اور جب یہ صریحاً درج ہے کہ موضعات سہولی اور کمال آباد ہبہ کر دیے گئے تو
زبردستی یہ معنی کیون نکال لیے جائین کہ موضعات سہولی اور کمال آباد کی
آمدنی عاریتہً دی گئی ہے - * * * * * * * * * * * * * لہذا پریوی کونسل کے
حکام بھی ہائیکورٹ کی طرح تسلیم کرتے ہین کہ اس فاضل مسلمان جج نے یہ نتیجہ
صحیح اخذ کیا ہے کہ یہ تمام دستاویز ہبہ بالعوض تھی اور جن الفاظ کو بنا بر السکوتہ
بنانا چاہتے ہین اُنسے یہ مقصد حاصل نہین ہو سکتا "

تبنیت کا مقدمہ اور حکام اپیل کی رائے۔

تبنیت کے مقدمہ گنگا سہائے بنام لیکھراج سنگھ مطبوعہ انڈین لا رپورٹس الہ آباد انگریزی جلد نہم صفحہ ۲۵۳ کے متعلق جو فیصلہ مولوی صاحب نے کیا تھا اسکا حوالہ جی سرکار نے اپنی کتاب "ہندو لا آف اڈاپشن" صفحہ ۳۲۶ پر دیا ہے۔ آپنے شاستر کے مطابق مسئلہ تبنیت کے متعلق عالمانہ بحث کی تھی جسکی تعریف ہائیکورٹ کے ججون نے اپنے فیصلہ مین جا بجا کی ہے۔ جو تنقیحات آپ نے قائم کی تھین اُنمین سے اکثر کو قائم رکھکر جس سلسلہ سے آپ نے فیصلہ لکھا تھا اُسی طریقہ کو اُنھون نے اختیار کیا تھا۔

حکام اپیل نے اپکے فیصلہ کی ایک ایک تنقیح لیکر اُس پر بحث کی اور اُسکی ساتھ اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہین کہ "ہم عدالت ماتحت کے قابل جج کے ساتھ بالکل متفق ہین اور یہ قطعی طور پر ثابت کر چکے ہین کہ تبنیت کے وقت مدعی کی عمر ۵ سال سے زیادہ تھی" ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ اسکا تصفیہ کرنے کے بعد ہم فاضل جج کی طرح دھرم شاستر کے ایک اہم مسئلہ کی طرف ملتفت و متوجہ ہوتے ہین کہ قانون بنارس کی رو سے لیکھراج کی تبنیت جو ۲۲ نومبر ۱۸۶۶ع کو واقع ہوئی جائز تھی یا نہین۔ کیونکہ اسوقت متبنی کی عمر ۵ سال سے زیادہ تھی"

حکام عالیمقام نے اپنے فیصلہ مین اسی طرح آپ کے فیصلہ کے اکثر اقتباس اور حوالے درج کیے ہین اور آخرکار فیصلہ کو بحال رکھا ہے۔

رائے بریلی مین آپکا قیام بحیثیت ڈسٹرکٹ جج ۱۸۸۷ع سے ۱۸۹۴ع تک رہا

چونکہ ججی رائے بریلی کے فیصلے لارپورٹس مین طبع نہین ہوتے اسلیے اُنکا حال معلوم نہین ہوسکتا - البتہ بعض جو اتفاقاً دستیاب ہوگئے ہین وہ لکھے جاتے ہین

بادل خان بنام مہرن مین جو فیصلہ آپنے صادر کیا تھا اُسمین آپ نے شرعی نظر سے مسئلۂ طلاق پر بڑی عالمانہ بحث کی تھی اور مسئلہ طلاق - عدت اور گزارہ کے مباحث مین جو عدالتون کو بوجہ عدم واقفیت اصول و مسائل شرعیہ غلط فہمی ہوتی ہو اُسکے دور کرنیکی کوشش کی تھی - یہ فیصلہ ماہ سپٹمبر ۱۸۹۲ء کے الہ آباد ریویو کے صفحہ ۱۱۶ مین بھی شایع ہوا تھا -

رسولاً بنام مرزا نعیم اللہ کے مقدمۂ ازدواج مین مولویصاحب نے جو فیصلہ صادر کیا تھا - اُسکا ذکر سر آر کے ولسن نے اپنی کتاب ڈائجسٹ آف انگلو انڈین لا" طبع دوم کے صفحہ ۱۵۱ پر کیا ہی اور لکھا ہے کہ جسٹس سید محمود نے عبد القادر بنام سلیمہ کے مقدمہ مطبوعۂ انڈین لارپورٹس الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۱۴۹ مین جو فیصلہ صادر کیا تھا اُس پر اس فیصلہ مین مولوی سمیع اللہ خان نے بحث کی ہے جسٹس سید محمود نے صاحبین کے قول کو مرجح سمجھ کر فیصلہ صادر کیا تھا اور مولوی سمیع اللہ خان نے امام ابو حنیفہ رح کے قول کو جو مفتی بہ ہے راجح ثابت کرکے اسکے مطابق فیصلہ کیا ہے - سر آر کے ولسن کی رائے ہو کہ" انصاف اور ضرورت اس امر کی مقتضی ہو کہ ابو حنیفہ رح کے قول اور ناقبل کے سرکاری فیصلون کو مرجح سمجھا جائے - یہ بات صریحاً دشوار معلوم ہوتی ہو کہ زوجہ غیر محدود زمانہ تک بحالت

نصف زوجیت رہے لیکن خاوند کو ہر وقت اختیار رہے کہ وہ دین ادا کرکے اس حالت کا خاتمہ کردے۔ عوام الناس کی فائدہ رسانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ ایسے ذریعے اختیار کیے جائین۔ جنسے خاوند اور زوجہ کا یہ قضیہ بغیر دست اندازی بحقوق زوجہ رفع ہوجائے۔ * * * * * * *

انگریزی فیصلون اور متقدمین کی رایون مین دربارہ حق انکار مجامعت بلا ادائی زر مہر" اسوقت تک کبھی اختلاف نہین ہوا ہے۔

یہ فیصلہ جداگانہ پمفلٹ کے طور پر بھی شائع ہوا تھا اور ۲۸۔ اگست ۱۸۹۱ء کو ٹرسٹیان برٹش میوزیم نے اسکو اپنی لائبریری مین شریک کرنیکا شرف بخشا تھا۔

ججی رائے بریلی کے زمانہ کے پانچ فیصلے پریوی کونسل تک پہنچے۔ چنانچہ مطبوعہ رپورٹس سے پتہ ملتا ہے کہ چار فیصلے تو خود جوڈیشل کمشنر ہی نے بحال رکھے تھے صرف فیصلہ بمقدمہ گنگا بخش بنام جگت بہادر مصدرہ ۶ ستمبر ۱۸۸۸ء سے اختلاف کیا تھا مگر وہ فیصلہ آخر کار پریوی کونسل کے فیصلہ مصدرہ ۲۰ و ۲۱ جون ۱۸۹۵ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۵ سے بحال رہا۔ اور جوڈیشل کمشنر کی رائے منظور نہین ہوئی۔ باقی چار فیصلے بمقدمات عبدالوحید خان بنام شلوکہ بی بی مصدرہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۸ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۴ و فیض محمد خان بنام محمد سعید خان مصدرہ ۹ ۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۸۱۷ و بل بھدر سنگھ بنام نرائن سنگھ مصدرہ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۰ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ

جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ ویرتاب بہادر سنگھ بنام بدلو مصدرہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۱ء
انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۵ کے صفحہ ۷۹۴ پر طبع ہوئے ہین - ان سب مین
مولوی صاحب کے فیصلے تعریف کے ساتھ بحال رہے -

مولویصاحب سے بہ حیثیت ایک مقنن اور تجربہ کار عدالتی عہدہ دار ہونیکی
منجانب گورنمنٹ اکثر قوانین وغیرہ کی اجرائی کے متعلق رائے طلب کیجاتی تھی
اور وہ اپنی رائے آزادی کے ساتھ ظاہر کر دیتے تھے -

قانون رجسٹری نکاح وطلاق مسلمانان یعنی ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۶ء مصدرہ بنگال
کونسل کو صوبجات مغربی وشمالی مین نافذ کرنیکے متعلق بھی آپکی رائے لی گئی تھی -
عامۃ المسلمین کی دشواریون اور مالی مشکلات کو پیش نظر رکھکر آپنے قانون رجسٹری نکاح
وطلاق وخلع کو لازمی کرنیسے اختلاف کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ
صوبہ بنگالہ کی طرح صوبہ جات مغربی وشمالی مین بھی اس قانون کو بطور اختیاری
نافذ کیا جائے اور قاضی مقرر کر کے اُنسے مسلمانون کے معاملات نکاح وطلاق
اور خلع کو متعلق کیا جائے -

رائے مذکورۂ بالا کا اقتباس مولویصاحب ہی کے الفاظ مین درج ذیل
کیا جاتا ہے :-

"لیکن اگر قانون رجسٹری نکاح وطلاق وخلع لازمی کر دیا جاوے جسکا نتیجہ
یہ ہو کہ غیر رجسٹری شدہ نکاح وطلاق ناجائز قرار پاوین گو وہ شرعاً جائز ہون تو

رعایا کی سوشل حالت کو سخت ضرر پہنچیگا - ایک ادنی لاپروائی و سہل انکاری و عدم تعمیل قانون کی وجہ سے اُنکے بچے جو اُنکے مذہبی اصول کے موافق اُنکی جائز اولاد متصور ہین وہ قانوناً ناجائز وغیر صحیح النسب وغیر مستحق وراثت قرار پائینگی اُنکی مابین مدخولہ وناجائز زوجہ متصور ہونگی اور شوہر قانوناً مرتکب حرام متصور ہونگے - اگرچہ وہ مذہبی قاعدۂ شرعیہ کے مواقف جائز زوجہ ہونگی - اسی طرح سے مطلقہ زوجہ باوجودیکہ شرعاً وہ شوہر سے بے تعلق وغیر مستحق نفقہ ہوگئی ہو بوجہ عدم رجسٹری کے وہ زوجہ رہے گی اور شوہر پر دعویدار اُن حقوق کی باقی رہیگی جو اُسکو غیر مطلقہ ہونیکی حالت مین ہوتے - اور یہ صاف مذہبی دست اندازی ہوگی جو تحمل کے ساتھ برداشت نہ ہوسکیگی اور بالکل برخلاف واجبی اصول واضعان قانون کے اور برٹش گورنمنٹ کی اُس عمدہ پالیسی کے ہوگی جو مذہبی دست اندازیون سے احتیاط کی ساتھ علیحدہ رہنے کی ہے اور جسکی وجہ سے وہ تمام دنیا کی گورنمنٹون مین ممتاز ہے پس اگر طریقہ اصول لازمی کا اختیار کیا جاوے تو ملک مین سخت بدلی و بے اطمینانی مسلمانون کے فرقہ مین پیدا ہوگی ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

÷ ÷ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۴ء جو قاضیون کی موقوفی کا قانون تھا اب باقی نہین ہے اور خوش قسمتی سے ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۰ء پاس ہوگیا ہے اور بموجب اُسکے قاضی مقرر ہوسکتے ہین اور مقرر ہوگئے ہین - اگر قاضیون کا تقرر مناسب احتیاط کے ساتھ قصبات و دیہات مین مناسب مسافت کے لحاظ سے کیا جاوے اور وہی بہ ذریعۂ

لیسنس معینۂ دفعہ ۳۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۶ء مجازِ رجسٹری نکاح و طلاق و خلع کے
کیے جائین تو قانون بحالت موجودہ اصول اختیاری کے بہت جلد کامیاب
ثابت ہوگا اور اس طریق عمل سے بڑا حصہ تنازعات نکاح و مہر و طلاق و
نان و نفقہ کا جو فرقۂ اہل اسلام کی خوش حالی و امن و امان پر صدمہ رسان ہی
اور عدالتہائے دیوانی و فوجداری کا تکلیف دہ ہر کم ہو جاویگا۔
سب سے ضروری احتیاط جو قاضیون کے تقرر مین ہونی چاہیے وہ یہہ ہی
کہ معزز خاندان کے اشخاص و ذی علم قاضی مقرر ہون اور گو تقرر باضابطہ
اُنکا گورنمنٹ یا کسی اعلی عہدہ دار سرکاری کے حکم سے ہو لیکن انتخاب اُن
اشخاص کا ایک ایسی کمیٹی اہل اسلام کے ہاتھ مین ہو جسمین شیعہ اور اہلسنت
دونو قوم کے معزز اشخاص ممبر ہون ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷
میری عاجزرائے یہ ہے کہ تمام فرق اہل اسلام کی خوش قسمتی ہوگی اگر
قانون اول سنہ ۱۸۸۰ء اپنی حالت موجودہ اصول اختیاری پر جاری رہے
اور جہان جہان نہین ہی (جیسا کہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ ہے) وہان جاری
کیا جاوے لیکن اسکے ساتھ میری عاجزانہ رائے یہہ بھی ہے کہ اگر اصول
اختیاری چھوڑ دیا جاویگا اور لازمی اختیار کیا جاویگا (جسکے اختیار کرنے کی
کوئی ضرورت نہین ہے) تو علاوہ اُن نقصانات کے جو مین نے اوپر
بیان کیے ہین یہہ قانون بدقسمت غریب عام فرقۂ اہل اسلام کی ضروری

مذہبی رسم کا خاص تعزیری ٹیکس کا قانون خیال کیا جاویگا اور مجھکو قوی امید ہے
کہ واضعان قانون کسی ایسے قانون کو لازمی اصول پر مبنی کرنا پسند نکرینگے"
آپکی رائے مذکورۂ بالا گورنمنٹ مین پیش ہونیکے بعد الہ آباد ریویو مورخہ اکتوبر
۱۸۹۰ء مین چھپی تھی اور اُسکا انگریزی ترجمہ نومبر ۱۸۹۰ء کے رسالہ مین شایع ہوا تھا
مسودۂ قانون عدالت خفیفہ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۸۵ء کے متعلق بھی
سرکار نے مولوی صاحب کی رائے طلب کی تھی۔ اور مولوی صاحب نے
اپنی رائے مین آنریبل جسٹس سید محمود کی اُس رائے پر جو اُنھون نے اس
مسودۂ قانون کے متعلق دی تھی آزادی کے ساتھ جرح و قدح کی تھی۔
آنریبل جسٹس سید محمود نے رائے دی تھی کہ "اختیارات آنریری ہر ایسے
شخص کو دیے جائین جسکو لوکل گورنمنٹ اُنکے لائق منصور فرمائے"
اور یہ کہ "دیہات مین بلا تنخواہ عدالتین قائم کی جاوین"
مولوی صاحب نے تجویز اول الذکر کے ساتھ کسیقدر ترمیم کے بعد اتفاق
فرمایا تھا اور تجویز ثانی الذکر سے مدلل طور پر اختلاف کیا تھا جو ذیل مین نقل
کیا جاتا ہے:۔
"مین اس رائے کے اظہار سے خوش ہون کہ مسٹر جسٹس محمود کی تجویز اول سے
مین بالکل متفق ہون۔ مین اُسمین کسیقدر ترمیم تجویز کرتا ہون۔ جو طریقہ تجویز
اول مین مذکور ہے وہ اودھ مین بموجب ایکٹ ۱۳ ۱۸۷۹ء کے جاری ہی۔

مین خوش ہونگا اگر یہہ ممالک مغربی وشمالی مین بھی جاری کیا جاوے۔ لیکن مین قیاس کرتا ہون کہ لفظ any person یعنی "کسی شخص" کی توضیح ہونا چاہیے۔ مسٹر جسٹس محمود کی رائے کو ادب سے دیکھکر مین خیال کرتا ہون کہ الفاظ any person دفعہ ۱۵- ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۰ع مین ایسے عام نہین ہین جیسا کہ اُنھون نے خیال کیا ہی۔ مین یقین کرتا ہون کہ ایکٹ مذکور لوکل گورنمنٹ کو یہہ اختیار دیتا ہے کہ وہ اختیارات آنریری جن کا اُسمین مذکور ہے صرف حکام سرکاری کو عطا کرے اور الفاظ any person انھین حکام سے متعلق ہین میری رائے احقر مین الفاظ any person کی زیادہ وسیع مراد ہونا چاہیے اور لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا جائے کہ سوائے حکام سرکار کے اور اشخاص کو بھی اختیارات دیوے مین یہہ بھی خیال کرتا ہون کہ ایسے اختیارات اُس سے زیادہ ہونا چاہئین جسقدر مسٹر جسٹس محمود تجویز کرتے ہین۔

وہ صرف مقدمات خفیفہ ہی پر نہ محدود نہ ہونے چاہئین۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۹ع مین جو اطمینان کیا تھا اوہ مین جاری ہے یہہ اختیار آنریری محدود نہین ہی اور اگر ایسے اختیار کے لیے لائق اشخاص مل سکین تو کوئی وجہ نہین ہی کہ کیون اُنھین زیادہ وسیع اختیار نہ دیا جاوے ماسوائے اختیار عدالت خفیفہ کے۔ لیکن فی الواقع بلحاظ مالیت مقدمات اس اختیار آنریری کی حد ہونا چاہیے

اور یہہ حدود بھی درجہ بدرجہ ہون جیون جیون ایک آنریری افسر تجربہ حاصل کرتا جاوے اور اپنے تئین لائق انجام کار مفوضہ دینے کے ظاہر کرتا جاوے ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ میرا تیس برس کا جوڈیشل عدالتون کا تجربہ مجھے یقین دلاتا ہے کہ اگرچہ جوڈیشل کام مین ایسی ادنی درجہ سے زیادتی ہوتی گئی جو موجودہ حالت مین ہی تو تعداد حکام جوڈیشل مین بیشی کرنا پڑے گی۔ سوائے اختیار کرنے طریقہ مجوزہ کے کفایت شعاری کسی طرح نہین ہوسکتی ہے۔ تھوڑے زمانہ بعد خزانہ کو زیادہ بار افسران تنخواہ دار کا اختیار کرنا پڑیگا اور اُسکی بندش صرف آنریری حکام کے تقرر سے ہوسکتی ہے اور مین اس سے بھی زیادہ خیال کرتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ اگر تجویز متذکرہ بالا ٹھیک طور سے عمل مین لائی جاوے تو ممکن ہے کہ تعداد حکام جوڈیشل مین تخفیف کی نوبت آوی بہرحال مین یہہ کہونگا کہ یہہ طریقہ زیادہ ممکن العمل ہے اور زیادہ مناسب ہی ان ممالک کے بہ نسبت تقرری دیہاتی منصفون کے"

دیہاتی عدالتون اور آنریری منصفون کے تقرر کے متعلق مولویصاحب نے زیادہ تر اختلاف اس بناء پر کیا تھا کہ ملک کی تعلیمی حالت کے لحاظ سے دیہات مین لکھے پڑھے آنریری منصفون کا ملنا مشکل ہوگا اور اگر جاہل لوگ فصل خصومات کے کامون پر متعین کیے جائینگے تو انصاف نہین ہوگا۔ علاوہ اسکے انکا رجحان عناد و حسد کی جانب بھی ہوگا۔

ضابطۂ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء کے متعلق بھی مستقل رائے آپنے لیجسلیٹو ڈپارٹمنٹ میں پیش کی تھی لیکن چونکہ اس قانون کی دفعہ دفعہ اور الفاظ اور ترکیب فقرات سے بحث کیگئی تھی اسلیے اسکا انتخاب مشکل ہو۔ سنا گیا ہی کہ وہ نہایت کار آمد خیال کی گئی تھی۔

باب سیزدہم

مختلف واقعات

اس باب مین مولوی صاحب کی زندگی کے چیدہ چیدہ مختلف واقعات بلاقید سنہ درج کیے جاتے ہین۔

مولویصاحب کا اعزہ کے ساتھ حسن سلوک

مولوی صاحب نے اپنے بھائی بہنون کی اولاد کی شادیان اور دوسری تقاریب فراخ دلی سے کین اور اپنے بچونکی معمولی تقاریب بآتپر تکلف طور پر کین اور اکثر مین حصص وتورے دہلی و دیگر مقامات پر جہان رسوم ادا ہوئین تقسیم کیے جو ایک عرصہ تک آگرہ و دہلی و علیگڈھ مین یادرہین گے۔

قحط سالیون کے زمانون مین جن جن شہرون مین مولویصاحب مقیم ہوتے تھے وہان محتاج خانون کے انتظام مین دلچپی رکھتے تھے اور مقامی کمیٹیون وغیرہ مین سے جو عمدہ اصول پر قائم ہوتی تھین اُنکی مدد کرتے رہتے تھے۔

آپکے زمانہ قیام الہ آباد مین حکیم احسن اللہ خانصاحب جو دہلی کے مشہور اطبا مین سے تھے اور جنکا ذکر مجملاً صفحہ ۲۱۲ کتاب ہذا مین کیا گیا ہی حج کو جاتے ہوئے آپ کے مہمان ہوئے تھے اور اُنکی پُرتکلف دعوت کی گئی تھی۔

روسار پٹنہ وغیرہ کو تکنیک مشورہ دینا

اکثر روسا پٹنہ و بھاگلپور و ڈھاکہ مولوی صاحب سے دوستانہ ملاقات یا قانونی مشورہ کے لیے آتے رہتے تھے اور اُس زمانہ مین مشہور مسلمان

امرا نے جو جو وقف نامے یا ہبہ نامے یا دوسری طرح کے انتظامات اپنی جائداد یا اولاد کے متعلق کیے تھے اُنمین شائد ہی کوئی ایسا ہو جسمین مولوی صاحب سے مشورہ نہ لیا گیا ہو۔

مہاراجہ پٹیالہ کی مہمانی۔

۱۸۷۵ع مین سری مہاراجہ مہندر سنگھ جی-سی-ایس-آئی مہاراجہ پٹیالہ علیگڈھ کا کالجیٹ اسکول کو دیکھنے تشریف لائے اور مولوی صاحب کے مہمان ہوئے۔

سر ولیم میور کا علیگڈھ آنا

اکتوبر ۱۸۷۶ع مین سر ولیم میور بہادر مراجعت فرمائے ولایت ہوتے ہوئے علیگڈھ کے اسٹیشن پر اُترے اور وہین مدرسۃ العلوم کی کمیٹی کی جانب سے اُنکی خدمت مین ایک اڈریس پیش کیا گیا جو عربی مین تھا۔ اسکے پڑھنے کیلیے مولویصاحب منتخب ہوئے تھے۔ یہہ اڈریس مدرسۃ العلوم کی روئداد دون مین چھپا ہی۔

دربار دہلی مین دوستون کی مہمانی

ڈسمبر ۱۸۷۶ع مین بتقریب دربار قیصری مولوی صاحب نے دہلی مین بہت سے دوستون کی مہمانی کی۔

سند خوشنودی کا ملنا۔

یکم جنوری ۱۸۷۷ع کے دربار قیصری مین مولوی صاحب کو شرکت کا اعزاز بخشا گیا اور سند خوشنودی و وفاداری عطا ہوئی۔

کمیشن تعلیم اور مولویصاحب کی رائے۔

بعہد وائسرائلٹی مارکوئس آف رپن ۱۸۸۲ع مین جو کمیشن تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنیکے لیے منعقد ہوا تھا اُس نے مولویصاحب کی شہادت بھی بوجہ آپ کے علم دوست و ہمدرد تعلیم ہونیکے قلم بند کی تھی۔

اور اس کمیشن کے روبرو آپ نے ان خیالات و آرا کا اظہار فرمایا تھا جو باشندگان ہند کی تعلیم کے لیے عموماً اور مسلمانان ہند کی تعلیم کے حق مین خصوصاً آپ کار آمد اور مفید تصور فرماتے تھے۔

کمیشن کی کارروائی طبع ہوکر شایع ہو چکی ہے اور اسمین آپکی شہادت بالتفصیل درج ہے اور شہادت دینے کے وقت تک کے نامی گرامی اخبار بھی اسکو تفصیل کے ساتھ شایع کر چکے ہین

سالار جنگ بہادر اول کا علیگڑھ آنا

مئی ۱۸۸۲ء مین نواب سر سالار جنگ بہادر اول مدرستہ العلوم مین تشریف لائے مولوی صاحب کو خصوصیت کے ساتھ اُنسے نیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ڈیوک آف کناٹ کا دربار

مارچ ۱۸۸۴ء مین بمقام آگرہ ڈیوک آف کانٹ کے دربار مین شریک اور اُنکی خدمتمین حاضر ہونیکا آپ کو افتخار حاصل ہوا۔

سر سالار جنگ ثانی اور علیگڑھ

۱۷ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو نواب سر سالار جنگ ثانی مدرستہ العلوم علیگڈھ مین رونق افروز ہوئے۔ ۱۸ اکتوبر کو اُنکے آنے مین کمیٹی مدرسہ کی جانب سے ایک پرتکلف جلسہ ڈنر ترتیب دیا گیا جسمین تقریباً پچاس یوروبین اور دیسی مہمان شریک تھے۔ مولوی صاحب کو اُنسے ملنے کا اعزاز حاصل ہوا اور وہ اُنسے نہایت عزت و وقعت سے ملے۔

پبلک سروس کی کمیشن مین آپکی شہادت

۱۸۸۷ء مین بعہد وائسرائلٹی لارڈ ڈفرن پبلک سروس کے متعلق جو کمیشن

منعقد ہوا تھا اُسمین بھی آپکی واقفیت عامہ کے لحاظ سے آپکی شہادت لی گئی تھی اور اُسکے سامنے آپ نے پبلک سروس کے بارہ مین اپنے خیالات کا اظہار آزادی کے ساتھ فرمایا تھا کمیشن کی رپورٹ شایع ہو چکی ہے جسمین تفصیل کیساتھ آپکی شہادت درج ہے علاوہ اسکے اُس زمانہ کے اخبارون نے بھی اُس کو شایع کیا تھا۔

مولوی صاحب کا لوگون کو امتحانات کا شوق دلانا

جس طرح قیام آگرہ کے زمانہ مین آپکی کوشش اور آپ کے فیض صحبت سے کثرت کے ساتھ لوگ امتحان وکالت مین کامیاب ہو کر مین بعد معزز وکیل یا بڑی بڑی خدمتون پر فائز ہوئے اسی طرح الہ آباد کے قیام کے زمانہ مین مولوی ناظر حسین صاحب حال وکیل بہار نپور مولوی سید محمد میر صاحب وکیل میرٹھ اور مولوی خواجہ محمد اسمعیل صاحب وکیل علیگڈھ اور بہت سے لوگون نے آپکی توجہ اور کوشش سے امتحان وکالت مین کامیابی حاصل کی۔

پروفیسران علیگڈھ وغیرہ کو قانونی امتحانات کا شوق دلانا

آپنے اپنی ملازمت کے زمانہ مین علیگڈھ کالج کے چند اُستادون مثل پروفیسیر راما شنکر مصر ایم۔ اے حال مجسٹریٹ وکلکٹر۔ لالہ بیجناتھ صاحب (رائے بہادر جج خفیفہ) بابو بھوانی چندر چکرورتی صاحب بی۔ اے سب جج منشی بختاور لال صاحب بی۔ اے اور بعض اعزہ مثلاً حاجی مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے جج۔ اور خواجہ عبد العلی صاحب ایم۔ اے سب جج۔ و مولوی رفیع الدین صاحب و مولوی منصور شاہ خان صاحب وکلاء علیگڈھ و مولوی احسان اللہ صاحب وکیل

گورکھپور کو شوق و ترغیب دلاکر قانونی امتحانات پاس کرنیکی جانب متوجہ کیا اور جہان جہان آپکو ملازمت کی حیثیت سے قیام کرنیکا اتفاق ہوا آپ برابر وہانکی نوجوانون کو قانونی امتحانات مین شریک ہونے کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور آپ کے متوجہ کرنے سے بہت سے لوگون کو ادھر توجہ ہوئی اور قانونی امتحان پاس کر کے وکیل یا عہدہ دار بن گئے۔

قیام رائے بریلی اور زمانہ حجی

زمانہ ججی و سشن ججی رائے بریلی مین آپکی خدمت نہایت نازک تھی نہ صرف اضلاع آپ کے ماتحت تھے اور یوروپین ڈپٹی کمشنرون اور اسسٹنٹ کمشنرون اور دیگر عہدہ دارون سے آپکو سابقہ پڑتا تھا جسمین ہر مزاج کے لوگ ہوتے تھے۔ تخمیناً چھ سال کے اندر آپنے اپنی تدبیر سے نہایت عمدہ تعلقات سب سے قائم کر لیے اور بعض عہدہ دارون سے بوجہ ناواقفی حالات اگر ابتدا مین کچھ کشیدگی بھی ہوئی تو بہت جلد وہ دوست بنگئے۔ کوئی مہینہ ایسا نہین ہوتا تھا کہ عہدہ داران مقامی کی دعوتین مولوی صاحب کے ہان اور انکی دعوتین عہدہ دارون کے ہان نہ ہوتی ہون۔ کمشنران صوبہ اور ڈپٹی کمشنران وغیرہ مع لیڈیز کے سب مولوی صاحب کے یہان آتے جاتے رہتے تھے۔ لکھنؤ کے خاندان شاہی کے ارکان جو ادھر مین تھے اور اکثر تعلقداران اودھ مولوی صاحب کو اپنا دوست سمجھتے تھے پرنس شہدیو سنگھ بہادر معزز رئیس قوم سکھان خاص رائے بریلی مین رہتے تھے اور جو رنجیت سنگھ کے خاندان مین ہونیکی وجہ سے سرکار انگریزی سے

پنشن پاتے تھے اور بڑا رسوخ رکھتے تھے مولوی صاحب سے بہت محبت
اور بے تکلفی کے ساتھ ملتے تھے اور مولوی صاحب کے نصائح پر عمل کرنیسے
انکو فائدہ پہنچا کرتا تھا پرنس ممدوح بیرون رائے بریلی درباروں مین شریک ہونیکی
لیے بھی نہین جاتے تھے لیکن جب مسلمان بورڈنگ ہوس الہ آباد کا افتتاح
سر آکلنڈ کالون بہادر نے فرمایا اُس جلسہ کی شرکت کے لیے وہ بڑی خوشی کیساتھ
الہ آباد گئے اور مولوی صاحب کے مہمان ہوئے۔

ولایت کو بغرض تعلیم لوگون کو جانے پر راغب کرنا۔

مسٹر سید محمود کے ولایت سے تعلیم پاکر واپس آنے پر ایک عرصہ تک ممالک
مغربی و شمالی (صوبجات متحدہ) سے طالب علمون کا ولایت جانا رک گیا تھا۔
آپ نے اپنے ساتھ محمد حمید اللہ خان کو بغرض تعلیم ولایت لیجاکر اس بندش کو
کھولا اور اپنے دوست احباب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی اپنی اولادکو
تعلیم کے لیے ولایت بھیجین۔ چنانچہ مسٹر حامد علیخان و مسٹر محمد رفیق مسٹر نبی اللہ
اور مسٹر حبیب اللہ اور مسٹر سید عبدالرؤف و مسٹر روشن لال بیرسٹران و
ڈاکٹر کامتا پرشاد اور مسٹر شیخ محمد رؤف و زاہد علیخان بیرسٹران اور اکثر دوسرے
طالب علمون کا ولایت جانا ہوا۔ اور پھر ان مثالون کو دیکھکر اُس صوبہ کے
اکثر مسلمان اور ہندو اپنے بچونکو تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجنے لگے۔

سر وقار الامرا کا علیگڈھ جانا

۱۸۹۵ء مین نواب سر وقار الامرا بہادر سفر شملہ کی واپسی مین علیگڈھ تشریف
لائے اور مع اسٹاف مولوی صاحب کے مہمان ہوئے معززین و رؤسا

دہلی و آگرہ و علیگڈہ و اندشہر وغیرہ نوابصاحب کے استقبال کے لیے بلائے
گئے یکم ستمبر کو صبح کے نو بجے نواب صاحب کی اسپشل ٹرین علیگڈہ کے
اسٹیشن پر پہنچی ۔ بعد دعوت یر یک [illegible] نواب صاحب کی خدمت مین کئی
اڈریس پیش ہوئے اور نوابصاحب نے انکو قبول کیا۔ اسی زمانہ مین نوابصاحب
ممدوح نے مولویصاحب کو حیدرآباد آنے اور سرکاری مہمان ہونیکی دعوت دیکر آنیکا وعدہ لیا۔
مولوی صاحب [illegible] مین حیدرآباد تشریف لے گئے ۔

مولویصاحب کا حیدرآباد تشریف لیجانا

اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ نے بھی ازراہ نوازشات
خسروانہ مولوی صاحب کو قبولیت نذر کا شرف بخشا۔

حیدرآباد مین نواب سر وقارالامرا بہادر کے علاوہ مولوی صاحب کے اور
بھی بہت سے احباب و اعزہ موجود تھے ان سب کو آپکی تشریف آوری کی
بے حد خوشی ہوئی۔ مدارالمہام بہادر و اکثر امرا و عہدہ دارون نے مولویصاحب کے
اعزاز مین دعوتین دین اور پارٹیان منعقد کین۔

مولوی صاحب کا حیدرآباد تشریف لیجانا ایک ایسا امر تھا کہ جسکے حیدرآبادی
احباب اور اعزہ سالہا سال سے مشتاق اور منتظر تھے۔ مولویصاحب نے اس سے
پہلے حیدرآباد کا کبھی ارادہ نہین فرمایا تھا۔ اسوقت اتفاق سے چند محرک
ایسے پیدا ہوگئے کہ آپکو حیدرآباد کا ارادہ کرتے ہی بن پڑا۔ اول تو آپ نواب
وقارالامرا بہادر جیسے جلیل القدر امیر سے وعدہ کر چکے تھے دوسرے آپکے

بھانجے نواب سرور الملک بہادر اور آپ کے فرزند نواب سربلند جنگ بہادر مع اہل وعیال حیدرآباد مین موجود تھے یہہ تمام باتین ملکر آپ کے حیدرآباد تشریف لیجانے کا باعث ہوئین سیاحت کے طور پر چند روز کے لیے حیدرآباد مین رہے۔

زمانۂ قیام حیدرآباد و اخبارون کا مختلف خبرونکا چھاپنا۔

زمانۂ قیام حیدرآباد مین بعض بعض اخبارون نے مولوی صاحب کی متعلق بہت سی خبرین چھاپین اور مختلف اعلی ترین عہدون کے لیے آپ کا انتخاب کیا لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ مولوی صاحب نے جب پنشن لی تھی اُسیوقت یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ بقیہ عمر عبادت الہی اور ملک کی فائدہ رسانی کے کامون مین صرف کرینگے۔ اسیلیے جن ملازمتون کو قبول کرنے کے لیے آپسے جس کسی نے کبھی کہا آپ نے شکریہ کے ساتھ اُنکے قبول کرنیسے انکار فرمادیا اور جتنی ملازمتین پیش کی جانین اُنکے قبول کرنیسے بھی آپ انکار کرتے۔

حیدرآباد سے واپسی

حیدرآباد کے چند روزہ قیام کے بعد مولوی صاحب علیگڈھ واپس تشریف لے آئے گو آپ تفریح طبع یا زیارات وغیرہ کی غرض سے تھوڑے دنون کیلیے مختلف مقامات پر تشریف لیجاتے اور تبدیل آب وہوا کے لیے شملہ پہاڑ جایا کرتے تھے لیکن زیادہ قیام آپکا دہلی اور علیگڈھ مین رہتا تھا۔

الہ آباد مین سر خورشید جاہ بہادر کو اڈریس

سنہ ۱۸۹۶ع مین بمقام الہ آباد نواب سر خورشید جاہ بہادر نے مولوی صاحب کے قائم کیے ہوئے بورڈنگ ہوس مسلمانان کی کمیٹی کو اڈریس پیش کرنیکی اجازت

دی اور مولوی صاحب نے علی گڈھ سے الہ آباد جاکر خاص طور پر اڈریس پیش کروایا۔

جلسون اور پارٹیون میں شرکت

جہان جہان سرکاری طور پر بڑی بڑی پارٹیان اور جلسے منعقد کیے جاتے تھے آپ ہمیشہ مدعو ہوتے تھے۔

دربار تاجپوشی کے موقع پر حضور نظام کے ایٹ ہوم میں شرکت

سنہ ۱۹۰۲-۳ء کے دربار تاجپوشی کے موقع پر جو گورنمنٹ کی جانب سے جلسے اور دعوتین ہوئی تھین اُنمین تو مولوی صاحب بطور سرکاری شریک ہوئے ہی تھے لیکن جب حضور پُر نور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ نے اپنی فرودگاہ متصلہ کاسل دہلی مین ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو جلسۂ ایٹ ہوم منعقد فرمایا تھا اُسمین بھی آپکو بکمال الطاف خسروانہ وعنایات شاہانہ مدعو فرمایا تھا اور آپ کے ساتھ نہایت عزت افزائی سے پیش آئے تھے۔

بارگاہ حضور نظام سے عزت و افتخار کا بخشا جانا

حضور ممدوح الشان حضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام ملکہ نے نواب سربلند جنگ بہادر کو زمانہ قیام دہلی مین خاصہ قبول فرماکر عزت و افتخار بخشا تھا۔ وہ عز و افتخار بھی در اصل مولوی صاحب ہی کو اُن مراحم خسروانہ کے باعث بخشا گیا تھا جو مولوی صاحب کے خاندان پر عرصہ دراز سے مبذول ہوتے چلے آتے تھے۔

باب چہاردہم

انجام بخیر

تاریخ و روز وفات

مولوی صاحب نے بمقام علیگڈھ ۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۷ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء روز سہ شنبہ کو دن کے ڈھائی بجے انتقال فرمایا۔

تدفین کے متعلق وصیت

اس دفعہ مرض معمولی اور چند روزہ تھا لیکن آپ نے مکمل انتظام کرلیا تھا اسلیے وقت پر کوئی مشکل پیش نہین آئی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری لاش کو بہت جلد دہلی لیجاکر دفن کرنا۔ پس حسب وصیت لاش تابوت مین رکھکر ریل مین دہلی پہنچائی گئی۔

علیگڈھ و دہلی مین نماز جنازہ

پہلے آپکے جنازہ کی نماز علیگڈھ مین پڑھی گئی جہان کثرت سے شہر اور مدرسۃ العلوم کے لوگ شریک ہوئے تھے۔ پھر لاش کے دہلی پہنچنے پر آپ کے دوستون۔ اعزہ اور اقربا نے وہان جنازہ کی نماز پڑھی۔ نواب سربلند جنگ بہادر جو آپکی خبر علالت سُن کر حیدرآباد سے روانہ ہوئے تھے عین تجہیز وتکفین کے وقت دہلی پہنچ گئے تھے اور نماز مین شریک تھے۔

باوجود اسکے کہ لاش علیگڈھ سے دہلی آدھی رات کو پہنچی تھی جنازہ کی مشایعت مین کثیر مجمع تھا۔

بیرون دہلی دروازہ شاہ عبدالعزیز رح محدث مرحوم ومغفور کے مزار و مسجد سے

موقع مزار

تھوڑے فاصلہ پر جو ایک دوسری مسجد واقع ہی جسکے متصل شاہ عبدالعزیز صاحب شکر بار کا مزار ہے اور جو جگہ مہدیون کے نام سے یاد کی جاتی ہے اسی کے متصل آپ اپنے والد بزرگوار کے برابر سپرد خاک کیے گئے۔ آپ کے مزار پر قطعہ ذیل کندہ ہی:-

بگلگشتِ جنان رفتہ خرامان	سمیع اللہ خان شادان و مسرور
بتاریخ وفاتش فکر کردم	سروش غیب ناگہ گفت مغفور

۱۳۲۶ھ

ذیل مین وہ تاریخی قطعات اور مادہ ہائے سنہ وفات درج کیے جاتے ہین جو اکثر سخن سنج اصحاب نے اس واقعہ کی یادگار کے لیے موزون کیے تھے:-

طبعزاد مولوی محمد فاروق صاحب۔

قطعہ تاریخ وفات طبعزاد جناب مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹی

قَدْ فَارَقَ النَّاسَ حِبْرٌ مَاجِدٌ نَدُسٌ ایک بزرگوار نے لوگون کو چھوڑ دیا	بَحْرُ الْمَعَارِفِ فِي الْمَعْرُوفِ مَشْهُوْرٌ جو علم و تصنیف کا دریا اور احسان مین مشہور تھا
اَبْكَى الْاَرَامِلَ وَالْاَيْتَامَ فُرْقَتُهٗ اُسکی جدائی نے تمام بیکس بیوہ اور یتیمونکو رلایا	قَدْ شَاعَ ذِكْرَاهُ وَهُوَ الْيَوْمَ مَسْتُوْرٌ وہ آج چھپ گیا اور اسکا ذکر مشہور ہے
وَكُلٌّ وَفْدٍ سَمِيْعُ اللّٰهِ وِجْهَتُهٗ ملنگا ... سمیع اللہ خان کی طرف ہوا	قَدْ رَاحَ فِيْ مَا تَمَنّٰى وَهُوَ مَسْرُوْرٌ وہ اپنی تمام تمناؤن مین خوش و خرم رہا
قَدْ فَاقَ اَقْرَانَهٗ فِي الْعِلْمِ وَالْكَرَمِ اپنے ہم چشمون مین علم و کرم مین بڑھ گئے	قَدْ عَاشَ وَالْفَضْلُ فِي الْاَفْوَاهِ مَذْكُوْرٌ اور مہربانی و فضل کی شہرت کے ساتھ زندہ رہے

سَعیٰ وَاَمَّ لِبَیتِ قِبلَۃُ الاُمَمِ
تمام امتون کی قبلہ کی جانب بہت کوشش وسعی سے گئے

اَتیٰ بِحَجَّتِہٖ وَالحَجُّ مَبرُورٌ
اور حج ادا کیا اور وہ حج مبرور و پاکیزہ تھا

قَد اُفُقُ السَّعدِ فِی خَطبٍ اَلَمَّ بِہٖ
سعادت و اقبال انکی تمام جہات مین انکے ساتھ رہا

قَد فَازَ فِیمَا تَوَلّیٰ وَھُوَ مَنصُورٌ
انکو کامیابی و نصرت تمام کارروائیون مین حاصل رہی

یَا مَن یُّسَائِلُنِی عَن عَامِ رِحلَتِہٖ
جو شخص کہ انکی وفات کا سال دریافت کرتا ہی

اَصَبتَ تَارِیخَہٗ لَو قُلتَ مَغفُورٌ
۱۳۲۶ھ
تو اُسے معلوم ہو جائیگا اگر کہے گا لفظ مغفور

رئیس المتکلمین جناب مولانا حاجی مولوی حیدر علی صاحب مرحوم و مغفور مصنف منتہی الکلام مولوی حاجی محمد سمیع اللہ خانصاحب مبرور کے قدیم دوست تھے انکے تعلقات کے لحاظ سے فاضل موصوف کی خاندان کی موجودہ ارکان مین سے ایک صاحب نے بکمال محبت اشعار ذیل موزون فرمائے ہین۔

رَئِیسُ الھِندِ سِمسَارُ المُلُوکِ
رئیس ہند کے سفیر بادشاہون کے

کَرِیمٌ خَیرٌ ذُو امتِنَانِ
سخی نیک نفس۔ مخلوق خدا کے محسن

نَسِیبُ القَومِ ذُو خُلقٍ ھَنِیٍّ
شریف النسب خوشش اخلاق

رَفِیعُ مَنزِلًا عَالِی المَکَانِ
بلند مرتبہ عالی مقام

وَطِرخَانٌ وَسِرٌّ سُورٌ زِرِّیرٌ
قریب و بعید کی زبانون پر

بِاَفوَاہِ الاَقَاصِی وَالاَدَانِی
رئیس قوم دانائے رزم کار ذکی الطبع

خطیر جهبذ حبر لبیب ۔ سری بارع ذو امتحان

عظیم الشان نکتہ سنج ۔ دانشمند ۔ ذی فہم ۔ سالار قوم ہر امر مین سبقت لیجانیوالے آزمودہ کار

لمضطر ومعتر وعان ۔ غدا دیوانه باب الامان

مضطر سائل اور مصیبت زدہ کے لیے ۔ اُن کا دربار پناہ دینے والا تھا

له فی الخیر والحسنات حظ ۔ یداه فیهما مبسوطتان

خیر و حسنات مین بہرہ مند ہین ۔ ان دونو کے لیے ہاتھ اُنکے کشادہ ہین

وفی البیت المعلی بو علاه ۔ وفی الخلق المهنی اُمُّ هانی

خاندان برتری مین سربلند ہین ۔ اور اخلاق حمیدہ مین اصل اصول مروت

وفی نیل المعالی جد سعی ۔ کما فی قبضه الحسنی یدان

کسب فضائل مین ہمہ تن اسطرح ساعی ہین ۔ جسطرح تحصیل حسنات مین قدرت کاملہ رکھتے ہین

وفی خلق وتدبیر ورای ۔ بیان فی بیان فی بیان

خلق و تدبیر و رائے مین ۔ مشہور آفاق ہین

عفاه الله قد عاش رغادا ۔ معادا کالمعاش مرضیان

خدا بخشے خوب ہی زندگی بسر کی ۔ اور سفر آخرت بھی خوشگوار زندگانی دنیا کی مثل ہے

له فی کل عین من دموع ۔ کما فی کل بیت من اُنان

اُنکے لیے ہر آنکھ مین اس طرح آنسو ہین ۔ جسطرح ہر گھر مین مصیبت بپا ہے

فارخت له عام الرحیل ۔ سمیع الله خان صدر الجنان

سال وفات کی مین نے تاریخ لکھی ۔ سمیع اللہ خان صدر نشین جنت ۱۳۲۶ھ

تاریخات وفات فارسی و اُردو

از مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب سہارنپوری

ز دنیا سوی عقبیٰ رفت مولانا سمیع اللہ ‌‌ — زبان ممنون فیضانش جہان مرہون احسانش

دعا ہا گفتم و میخواستم سالش - ندا آمد ‌‌ — کہ مغفور است سال رحلتش از فرط احسانہا

۱۳۲۶ھ

دیگر

از مولوی حکیم سید باقر علی صاحب ضیا لکھنوی

نقاضای اجل کردان چہ حاجت ہست آن ہم آن ‌‌ — کہ باشد منتظر بہر قضای حضرت باری

چو وقتش در رسیدہ او اجابت میکند اینک ‌‌ — سمیع اللہ خان اگوش بر آواز بیداری

۱۹۰۸ء

دیگر

از مولوی عبدالمعبود صاحب معینی میرٹھی درگاہ حضرت بندہ نواز

ہندیان را ذوق سباقی نماند ‌‌ — بر عروج قوم مشتاقی نماند

پائے باشد لنگ و سرہا بے دماغ ‌‌ — ہیچ مشائی و اشراقی نماند

این چہ دیدی یارب از خردان خطا ‌‌ — کز بزرگان ظل اشفاقی نماند

یک سمیع اللہ خان بُد بر زمین ‌‌ — آن ہم از دور فلک باقی نماند

بود گنج خلق نقد جان سپرد ‌‌ — با اجل ہم بے خوش اخلاقی نماند

درد قومی از عراق دل برفت ‌‌ — در سخن تاثیر تریاقی نماند

این چہ شد یارب علیگڈھ را کنون ‌‌ — آن متاع شہرہ آفاقی نماند

بسکہ گم شد ای معینی آفتاب ‌‌ — تاب در تار نظر باقی نماند

سال وصلش بہر باشد سال فصل ‌‌ — آن قدح بشکست آن ساقی نماند

۱۳۱۷ف

دیگر

ازسید محمد علی خان لکھنوی۔

سمیع اللہ خان عالم وحاجی سخا پرور — درین سال غم افزا جانب ملک بقا ہم رفت
عدیلش اندرین صد سال نایاب است چون عنقا — عجب فیض فریدی بود کو از دست عالم رفت
جہان چون رہگزاری ہست کس منزل نمی سازد — یکی زینجا موخر رفت آن دیگر مقدم رفت
دلیل تیرہ بختی مسلمانان ہنداست این — کہ این غمخوار وحامی مسلمانان مسلّم رفت
مسیحی سال فوتش را بلا اغراق بنوشتم — سمیع اللہ خان نامی وکامی وعالم رفت

۱۹۰۸ء

دیگر

ازمولوی محمد علی صاحب بی اے۔

سمیع اللہ خان سی یم۔جی آن فخر مسلمانان — کہ صرف کارہای دین وملت شد حیات او
پس از رحلت چو فضل ایزدی فرمود غفرانش — ہویدا گشت از "مغفور" تاریخ وفات او

۱۳۲۶

دیگر

ازمولوی علی حیدر صاحب طباطبائی نظم پروفیسر عربی نظام کالج

سمیع اللہ خان چون پُر شدش پیمانہ ہستی — سوی فردوس از دار محن دامن کشان آمد
صلائی گفت رضوان جام بر کف ایزدی نامش — بایوانِ جنان دو ر سمیع اللہ خان آمد

۱۳۲۶ھ

دیگر

ایضاً

چون سمیع اللہ خان والا ہمم — رفت ازین کہنہ سرائے ایرمان
با دل محزون نوشتم سال فوت — شد جنان جائے سمیع اللہ خان

۱۳۲۶ھ

دیگر

سُنائی اُن کی جب دہلی سے آئی — کیا اس حادثہ نے دل مین ناسور

لکھیں تاریخیں دو یہ یادگارا — خیال اُن کا ہوا دل سے نہ جب دور
قیامت تک رہیں گے وا دریغا — سمیع اللہ خان آنکھوں سے مستور
جوار رحمت حق مین سدھارے — پیمبر کی ہوئے خدمت مین مامور
مسیحی اور ہجری سنہ مین توام — بہم ہین سال رحلت گو بدستور
مگر ہے عیسوی سنہ کی یہ حالت — ہوا ہے خود بخود اس سے الف دور
نشان مرگ دیتا ہے یہہ مصرع — جنان مین ہین وہ اب مرحوم و مغفور

۱۹۰۸ء — ۱۳۲۶ھ

مولوی صاحب اور سر آکلنڈ کی خبر وفات کا ایک ہی اخبار مین شیوع

یہہ بات بھی یہان قابل ذکر ہے کہ ۷ اپریل کے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین خاص مولوی محمد سمیع اللہ خان مرحوم اور آپ کے قدیم دوست سر آکلنڈ کالون سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی وفات کے متعلق برابر کالمون مین نوٹس درج کیے گئے۔

خبر وفات کا نوٹ۔

مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق جو نوٹ اخبار مذکور مین درج ہوا تھا اُسکی نقل ذیل مین درج کی جاتی ہے:-

"ہمارے اخبار کی ماہ فبروری کی اشاعتون مین مولوی سمیع اللہ خانصاحب سی - ایم - جی کی طبیعت کے ناساز ہونے - پھر اُنکے تندرست ہوجانے کی خبر چھپ چکی ہے - ماہ اپریل شروع ہوتے ہی اُنکی طبیعت پھر یکایک ناساز ہوگئی ۵ - اپریل کو وہ نمونیا (ذات الریہ) مین مبتلا ہوئے - علاج ہوتا رہا - مگر مرض اسقدر صعب تھا کہ اُس نے مولوی صاحب کی طبیعت کو جو متواتر بیمار رہنے کے

حملون سے کمزور ہو رہی تھی سنبھلنے نہین دیا اور ۷- اپریل کو دو بجے دن کے اُنھون نے وفات پائی"۔

جنازہ کا دہلی جانا۔

یہہ وحشتناک خبر علیگڈھ مین نہایت سرعت کے ساتھ پھیل گئی اور اُنکی کوٹھی پر لوگ جوق جوق آکر جمع ہو گئے۔ لاش کی نسبت قرار پایا کہ وہ ایک مضبوط صندوق مین بند ہوکر دہلی کو بھیجی جائے۔ چنانچہ رات کے نو بجے جو گاڑی دہلی کو روانہ ہوتی ہے اُسپر لاش کا صندوق بھیجا گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر کالج کے بہت سے طلبہ اور شہر کے معزز لوگ اور عام آدمی جمع تھے یہہ سب نہایت مغموم تھے۔

مولوی صاحب کی عمر۔

مولوی صاحب مرحوم نے ۷۵ سال کی عمر پائی اُنھون نے گورنمنٹ اور قوم اور علیگڈھ کالج کی جو خدمات ایک عرصہ تک انجام دین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس سے تمام ہندوستان مین اُنکی وفات حسرت آیات کی خبر یقیناً نہایت قلق اور رنج کے ساتھ سُنی جائیگی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہ

انگریزی اور اردو اخبارونکا حالات زندگی شایع کرنا۔

آپکی وفات پر اسی طرح ملک کے دوسرے انگریزی- اُردو اور بعض دیگر زبان کے اخبارون مین اظہار رنج و افسوس کیا گیا اور آپ کے حالات زندگی شایع کیے گئے۔ نیز انگریزی- فارسی- عربی اور اُردو مین دلگداز نظمین لکھی گئین۔

پایونیر کے مضامین علیحدہ رسالہ کی صورت مین بطور یادگار (ان میموریم) شایع ہوے جو ٹائمز کے پریس مین مقام بمبئی طبع ہوے ہین۔

عموماً اظہار ہمدردی

عام طور پر بذریعہ تار و خطوط آپ کے خاندان سے اظہار ہمدردی کیا گیا مختلف

مقامات مثلاً علیگڈھ - مراد آباد - الہ آباد حیدر آباد وغیرہ مین تعزیت کے جلسے منعقد ہوئے -

حیدر آباد کا جلسہ تعزیت اور اُسکا رزولیوشن

حیدر آباد کا جلسہ ۳ مئی ۱۹۰۸ء کو فتح میدان کے پویلین مین منعقد ہوا جسمین رزولیوشن ذیل پیش اور بالاتفاق پاس ہوا -

"یہہ مجلس حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر مرحوم و مغفور کے انتقال پر ملال پر اظہار رنج و تاسف کرتی ہی اور جناب مرحوم کی وفات کو ملک و قوم کے حق مین نقصان عظیم سمجھتی ہے اور اس صدمہ مین مرحوم کے فرزندون اور پسماندون سے پوری ہمدردی رکھتی ہی" -

ایجوکیشنل کانفرنس اور رزولیوشن تعزیت -

ایجوکیشنل کانفرنس نے تعزیتی رزولیوشن پاس کرکے بذریعہ اپنی سکرٹری کے نواب سربلند جنگ بہادر کی خدمتمین بھیجا - سکرٹری صاحب کے مراسلہ اور رزولیوشن کی نقل حسب ذیل ہی :-

Central Standing Committee Office

Aligarh, ۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء

جناب من ! تسلیم

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ مقام امرتسر کے اجلاس اول بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۸ء کو آپکے والد ماجد مرحوم و مغفور کی تعزیت مین جو ووٹ پاس ہوا ہی اُسکی نقل ابلاغ خدمت کرتا ہون - والسلام

شرح دستخط "آفتاب احمد" آنریری جیف سکرٹری کانفرنس

"یہ کانفرنس مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب سی-ایم-جی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتی ہے"۔

تعزیت کی بیشمار تار وخطوط۔

اُن بیشمار تعزیت کے تارون اور خطوط مین سے جو ملک کے اعلیٰ طبقہ کے لوگونکی جانب سے باظہار ہمدردی بھیجے گئے تھے چند کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے:-

حضور وائسرائے کا تار۔

اَز جانب حضور وائسرائے ہند

چیف جسٹس حمید اللہ آف حیدرآباد

مجھکو یہ ظاہر کرنے کا ایما ہوا ہے کہ حضور وائسرائے کو آپ کے ممتاز والد کی وفات کی خبر سنکر قلق ہوا"۔

حضرت اقدس و اعلیٰ حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنے پرائیوٹ سکرٹری کے توسط سے بہ الطاف خسروانہ مندرجہ ذیل تار کے ذریعہ سے اظہار ہمدردی کا اعزاز عطا فرمایا۔

حضور نظام کا تار۔

"حمید اللہ خان سربلند جنگ بہادر

حضرت اقدس و اعلیٰ کو آپ کے والد محمد سمیع اللہ خان کی وفات کی خبر سنکر رنج ہوا اور مجھے ارشاد فرمایا گیا کہ مین حضرت اقدس و اعلیٰ کی جانب سے آپسے اور آپکے خاندان سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرون"۔

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ کے پیام کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے مولوی محمد سمیع اللہ خان کی وفات کی خبر نہایت

وزیر اعظم حیدرآباد کا تار اور اسکا ترجمہ

افسوس کے ساتھ سُنی"۔

حیدرآباد کے وزیر اعظم اور معین المہامان و دیگر یوروپین و دیسی اعلیٰ عہدہ داروں اور مختلف اشخاص کے تعزیت کے پیامات تار اور خطوط موصول ہوئے۔

عالیجناب سر معین السلطنتہ مہاراجہ بہادر مدار المہام کا اصل تار مع ترجمہ حسب ذیل ہی:-

Hyderabad Deccan,
Chadarghat.

To,
13th April 08.

Nawab Sarbuland Jung
Aligarh,

Minister deplores your distin-guished father's death, accept His Excellency's sincere condolence.

Secretary

چادرگھاٹ۔ حیدرآباد دکن

مورخہ ۱۳- اپریل ۱۹۰۸ء

بخدمت نواب سربلند جنگ بہادر۔ علیگڈھ

مدار المہام بہادر آپکے معزز و ممتاز والد کے انتقال پر اظہار تاسف فرماتے ہین اُنکی دلی تعزیت قبول ہو۔"

(سکرٹری)

صدہا دوستون نے دور و دراز سے سفر کرکے دہلی۔ علیگڈھ۔ یا حیدرآباد مین جاکر بذات خاص رسم تعزیت ادا کی۔ اسی طرح ہندوستان کے دیگر حصص سے بہت سے یوروپین و دیسی حضرات نے بہت سے تار اور خطوط کے ذریعہ سے تعزیت ادا کی۔ نیز انگلستان سے بھی تعزیتی چٹھیان آئین بعض بھیجنے والون کے نام ذیل مین درج کیے جاتے ہین:۔

صدہا دوستونکا دور و دراز مقامات سے آنا اور تعزیت ادا کرنا۔

لارڈ رپن آنجہانی و لارڈ لینڈڈون سابق وائسرایان ہند۔ لارڈ کرومر سابق قنصل جنرل مصر۔ سر ایلڈن گورسٹ موجودہ قنصل جنرل مصر۔ سر جرلڈ فٹز جرلڈ سابق پولیٹیکل سکرٹری وزیر ہند۔ کرنل سر ڈیوڈ بار سابق رزیڈنٹ حیدرآباد و حال ممبر کونسل وزیر ہند۔ سر ڈگلوس اسٹریٹ سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد۔ سرجن کرنل ڈین ڈاکٹر رائل وکٹوریہ ہسپتال آیرلنڈ وغیرہ وغیرہ

لارڈ کرومر نے جو چٹھی اس واقعہ کے متعلق ارسال کی تھی اُسکی نقل اور ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے:۔

لارڈ کرومر کی چٹھی اور اسکا ترجمہ

Thurso Castle,
Thurso, N. B.
Sept. 9 - 1908

Dear Sir,

I am greatly obliged to you for sending me the In Memoriam pamphlet. I entertained, as you are aware the highest regard for your father and most keenly sympathise with you in the great loss which you have sustained.

Very Sincerely Yours,
(Sd.) Cromer.

تھرسو کاسل- تھرسو-این-بی
۹ ستمبر ۱۹۰۸ء

مکرمی!

یادگاری پمفلٹ روانہ فرماکر مجھے مرہون منت کیا- آپ خوب واقف ہین کہ مین آپکے والد مرحوم کی کسقدر قدر و منزلت کرتا تھا- اور رنج صدمہ عظیم آپ کو

پہنچا ہے اسمین نہایت دلسوزی سے اظہار ہمدردی کرتا ہون۔

آپ کا مخلص

(دستخط) کروم

ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم کی تجویز نسبت قیام یادگار

ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علیگڈھ نے آپکی قومی خدمات اور اُس دلی ہمدردی کے شکریہ کے طور پر جو آپ علیگڈھ کالج سے رکھتے تھے آپکی یادگار مین مدرسۃ العلوم کے صدر دروازہ پر کمرے تعمیر کرانیکی تجویز کی ہے جو لکچر روم اور ضرورت کے وقت دوسرے طور پر کام آسکینگے۔

اسمین شک نہین کہ یہہ ایک نہایت مفید تحریک ہی اور ایک عرصہ سی اسکی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ مدرسۃ العلوم کے صدر دروازہ پر ایک شاندار عمارت تعمیر کی جائے۔ امید ہے کہ اس تحریک کو عملی صورت مین لانیکے لیے مسلمانان ہند جلد متوجہ ہونگے کیونکہ اسکے مکمل ہونیسے مدرسہ کی ضرورت شدید رفع ہو جائیگی اور ایک ناتمام عمارت تکمیل کو پہنچ جائیگی۔

وزیر اعظم حیدرآباد کا خلعت تعزیت عطا فرمانا

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء روز پنجشنبہ کو عالی جناب مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنۃ بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ نے نواب سربلند جنگ بہادر کو خلعت عزا سے سرفراز فرمایا یہہ وہ اعزاز ہی جو خاندانی لوگون کے سوا اور کسی کو نہین حاصل ہوتا۔

فاتحہ و درود

آپکی فاتحہ حسب دستور مسلمانان ایک سال تک برابر ہوتی رہی - دہلی

علی گڈھ اور نیز حیدرآباد مین متعدد محفلین میلاد شریف کی منعقد ہوئین اور کھاتے مٹھائیان اور نبرکات تقسیم ہوئے "روٹی" کی رسم بھی ادا کی گئی - اور شہر دہلی وضلع علی گڈھ - ولکھنؤ - الہ آباد و اجمیر شریف و کچھوچھہ شریف و پیران کلیر و دیوبند و رامپور و سہارنپور و مرزاپور - پٹنہ عظیم آباد و دیگر مقامات پر جہان ریل یا پوسٹ آفسون کے ذریعہ سے دوستون کو تبرکات پہنچ سکتے تھے حتی کہ حیدرآباد دکن و داناپور ملک بنگالہ تک تقریباً چار چار سیر کے حصص دہلی کی مخصوص باقرخانیون اور میٹھے کے مع تانبے کی خوبصورت رکابیون کے جن پر مادۂ وفات منقش تھا تقسیم ہوئے - نقش یہ ہے :-

نواب سربلند جنگ بہادر نے اپنی اور کل خاندان کی طرف سے تعزیت ادا کرنیوالون کا تشکریہ جس تحریر کے ذریعہ سے ادا کیا تھا اُسکی نقل بجنسہ صفحہ ۲۵۰ کی

بعد منسلک کی جاتی ہے۔

اس عاجز نے اپنے بچپن کے دوست صادق کی یادگار مین یہ چند اوراق لکھے ہین۔ اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرمائے اور میری یہ سعی مقبول احباب ہو۔

جہان ای برادر نماند بہ کس
دل اندر جہان آفرین بند و بس!

محب مکرم وغمگسار معظم

تسلیم - آپنے جو اس حادثۂ جانگداز وواقعۂ جانفرسا یعنی وفات قبلہ گاہی الحاج مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی - ایم - جی مرحوم کی وقت میری اور جملہ خاندانکی ہمدردی فرمائی ہی اُس سی صاف اظہار اُس دلی محبت کا ہوتا ہی جو آپکو جناب مرحوم ومغفور کیساتھ تھی - مین سب خاندانکی طرفسے شکریہ ادا کرتا ہون اور آپسے مستدعی ہون کہ جناب باری عز اسمہٗ مین مرحوم کیواسطے مغفرت اور اُنکے پسماندگان کیواسطے عطائی صبر کی دعا فرمائیے - والسلام

تراضی برضا

محمد حمید اللہ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١	ستیخ	شیخ	٦٤	٧	تجوین	تجویزین
"	١٠	خاک یاک	خاک پاک	٧٠	٢	ملازمت	قدردانی
٨	٣	صدر امین تھے	صدر امین یعنی سب جج تھے	٨٧	٨	نامہ	سفرنامہ
١٤	٨	مہندیون	مہدیون	٩٢	٤	نہین ہین	نہین ہی
"	١٠	عبدالعزز	عبدالعزیز	١٠٩	٦	الودر	اور
٢١	١٣	ہوا کرتی	کرتی	١١٠	١٤	اس کی طرح	اس طرح
١٧	٥	چہ بجے	چھ بجے	١١٩	٧	ملبے	لمبے
١٨	٢	وقہ	فقہ	١٢٤	٥	یرھر	پرپھر
١٩	١٠	کاٹھیاواری	کاٹھیاواڑی	١٣٧	١٦	ملتے	ملنے
٢٦	٧	خوش	خوش رکھا	١٤٠	٧	طرں	طرح
٢٧	٧	ولوی	مولوی	١٥٧	٢	دسیاب	دستیاب
٤٥	٩	ہوتا ابا	ہوتا رہا	١٦٣	٩	انگلشن	انگلش
٤٦	١١	تھی	تھے	١٧٩	١٥	اللہ شانہ	اللہ جل شانہ
٦٢	٩	١٨ نومبر ١٨٨٤ء مین	١٨ نومبر ١٨٨٤ء کو	١٨٤	٦	لے	کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۷	یلم لم	رالیغ	۲۱۳	۷	اب	آپ
۱۹۱	۱۴	خانہ کعبہ	مثنیٰ	۲۱۶	۸	ایاب ایک	ایک ایک
۱۹۲	۸	شق الصدر	شق القمر	۲۲۳	۹	کوکل	لوکل
"	۱۲	عصفہان	عسفان	"	۱۳	نہ محدود	محدود
۱۹۵	۱۴	رالبق	رالغ	۲۲۴	۵	بنیشی	بیشی
۱۹۶	۱۶	مسوحہ	مسوعہ	"	۱۴	تر	تیر
۱۹۹	۱۱	لفد	نقد	۲۳۲	۶	سنہ ۱۸۶۶ء	سنہ ۱۸۹۶ء
۲۰۰	۲	متجلی	منجلی	"	۱۲	پارئیان	پارٹیان
"	۸	کردہ قرض	کردہ ادا قرض				
۲۰۳	۱۶	لذہیونکی	نذہیونکی				
۲۰۶	۲	رمعاملات	معاملات				